ارجون

عبرت ناک واقعات - ارکان کمپنی کا طرز عمل - چند فرانسیسیون او

انگریز ... انگریز کا ردو ... دستانیون کی جنگ -

باقر خان انگریزی جاسوس کی حیرت انگریز کارروائیان - ملک ... احب

... جھانسی کی رانی کی بہادری ... کے

... حسن وعشق کی نیرنگیان حب الوطنی کے ... کا فرمان

شروع ... سقدر دلچسپ ہے کہ کتاب چھوڑنے کو دل نہ چاہیگا

جسے

...

جسے

...

اور

... مصر کے ایک مشہور تاریخی ناول کا ترجمہ جس میں خلیفہ عبد الملک کی پالیسی۔ حجاج بن یوسف کے مظالم

حجاج اور عبد اللہ ابن زبیر کا معرکہ ... ابن زبیر کی ...

عرب کی ایک مشہور لڑکی ... پر عاشق ہونا ہجر و وصال کے مزے۔ رزم بزم کے ...

طریق جنگ۔ رسم و رواج ... جسکا ترجمہ سید ظہور احمد ندوی ...

... عمدہ ... کاغذ پر چھپا ہے۔ ٹائٹل رنگین ... عمر

... ارشد تھانوی کے قلم سے ایک دلچسپ ناول جو اصلاح معاشرت کی غرض سے

لکھا گیا ہے جس میں اس بات ... آئندہ

خوش حال زندگی کے لیے ...

... خواہش ہے۔ قیمت ۱۲

جالی فقرا ...

... بچے ال کو ... بچائیں

... اس قسم ...

۱۸۹۶ء

غدار

معرکہ غدر سنہ ۱۸۵۷ء

پہلا باب

بریگیڈیر جان اسٹیفن کی سرگذشت

"ایک لڑکی کی گلو خلاصی"

جن دنوں سنہ ۱۸۵۷ء میں بریگیڈیر جان اسٹیفن کے عہدہ پر بلیلی میں مامور تھا۔ اسی وقت سے بغاوت اور سرکشی کی آندھی ... غبار آسمان پر چھایا ہوا تھا۔ گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور حدود کو توڑ دینے کا سودا اکثر ناعاقبت اندیشوں کے دماغ میں سمایا جاتا تھا۔ چند بدذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت کے لئے جاہلوں کے بہکانے اور اپنے ساتھ جمعیت فراہم کرنے کے لئے ان کو ملک میں بدامنی اور پھیلانے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ اس ناقابل شورش

کو پہونچتی رہتی تھی۔ انھین پہلے ہی سے معلوم تھا کہ فساد کی چنگاری سُلگ رہی ہے۔
ضرور بھڑک اُٹھے گی اور ایک نہ ایک دن امن وعافیت [illegible] جھلس کر رہ جائیگا
اس لیے کیننگ صاحب اس کے دبا دینے مین بہت کچھ کوشان رہے۔ اُنھین
دل سے لگی ہوئی تھی کہ کسی طرح اس آگ کے شعلے بھڑکنے نہ پائین۔ یہ اُن کے تدبر اور
دور اندیشی کا نتیجہ تھا کہ اتنی بڑی بغاوت کے اُٹھ کھڑے ہونے اور ہندوستان
کی سرزمین پر خون کی ندیان بہ جانے [illegible] بھی انگریزی حکومت کا شاندار پھریرا
سرنگون نہو سکا۔ اُن کے انتظام کی خوش اسلوبی نے گورنمنٹ کی خوبی اور پائداری
کو اور مستحکم کر دیا۔ ہندوستانی اقوام کی جسمین مختلف فرقے مختلف مذہب اور ملت کے
گروہ شامل تھے۔ عادات اور خیالات اور ان کے اطوار مختلفہ نوع انسان کی خبر
رکھنا لارڈ کیننگ [illegible] حکام کی سخت گیریون اور اُن [illegible]
دیکھ دیکھ کر [illegible] مین باغیانہ خیالات کی تخم ریزی ہو چکی ہے۔
یہین سے بغاوت کا پودا جڑ پکڑے گا اور جس کی شاخین تمام ملک مین پھیل پھیلکر
فتنہ و فساد کی زہریلی ہوائین چلائین گی۔ اسی سبب سے اُنھون نے کانپور مین فوجی
طاقت مین اضافہ کر دیا اور متعدد رسالے بھرتی کر کے جنرل ہیگ کو کمانڈنگ
اور مجھے فوج کا ڈاکٹر بنا کے اُن کے ہمراہ کر دیا۔

جس وقت مین پہلے پہل کانپور پہونچا اتفاق سے میرے شفیق جی گارڈن بھی وہین
تھے۔ ہم دونون شخصون نے انگلینڈ کے ایک کا[illegible] نون تک تعلیم و
تربیت کا زمانہ ختم کیا تھا عرصے تک ہم اور وہ ہم سبق رہے۔ اس [illegible]
گہری محبت رکھتے تھے۔ بلکہ [illegible] ہو رہے تھے۔ مجھ سے دو برس
قبل اُنھون نے انگلستان چھوڑا تھا۔ اور وہ ہندوستان مین آکر خدا جانے
[illegible] عہدے پر ممتاز رہے نہ مجھ سے کبھی خط و کتابت کی۔ جس وقت
کانپور مین [illegible] ماحصل [illegible] اُٹھکر بغلگیر ہوئے۔ ہم دونون نے بیٹھکر
ایک دو [illegible] صحبت پیا۔ دیرینہ محبت اور ارتباط کا پودا ہرا ہو گیا۔
مجھے اُن کے ملنے سے بہت بڑی تقویت [illegible] اور سمجھ گیا ان [illegible] مجھ [illegible]
ہمدردی مل جایا کرے گی۔ اور واقعی [illegible] بجے گارڈن [illegible] کے

بیچے ہمدرد [illegible] کی مجسم تصویر اور جذبات فطرت کے پورے پورے فوٹو گرافر تھے۔ خصوصاً [illegible] فرشتے ہوگئے۔ مایوسی مین ڈھارس بندھی اُن کے ہونے سے مجھے ہر طرح کا مصالحہ ملگیا۔

مزاج پرسی کے بعد مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کی قائم کی ہوئی کمپنی کے ایک حصہ دار ہوکر ہندوستان مین تشریف لائے ہین۔ اور کاروبار مین انھین بہت کچھ نفع بھی حاصل [illegible] اُنکی باتون نے میرے نخل تمنا کو ہرا کردیا۔ اور مجھے بہت کچھ اُن کی ذات سے توقع حاصل ہوئی [illegible] نظری دکھانے لگین ایک دن مین اپنی ڈیوٹی ختم کرکے گارڈن صاحب سے ملنے گیا۔ اتفاق سے پھاٹک پر مس گارڈن ایستادہ تھین۔ مجھے دیکھ کر ہاتھ سے بلایا اور خوشی خوشی کوٹھی کے اندر لےگئین۔ [illegible] گارڈن سے آج ہی نیاز حاصل ہوا تھا [illegible] بلی تھین بہت ہی تپاک سے پیش آئین معلوم ہوتا تھا میرے اُن کے برسون کی یاد اللہ ہے مس گارڈن سے اور مجھ سے باتین ہورہی تھین اتنے مین گارڈن صاحب تشریف لائے۔ اُن کی کوٹھی خوب آراستہ تھی۔ اور کوٹھی کے چا[illegible] باغ تھا جسکی چاردیواری نے چلنے والی ہوا کو آزادی سے اندر آنے جانے کی اجازت دینے کے لیے اپنی بل[illegible] قد آدم سے زائد نہین بلند ہونے دیا تھا۔ چاردیواری مین برابر جالیان بنی ہوئی تھین۔ اور اُن کی لہریے دار منڈیر پر اندر کے درختون کی ہری ہری شاخین کہین پر تو خود ہی اند[illegible] دیکھ دیکھ کر پڑی لوٹ رہی تھین اور کہین منڈیرون سے گردن نکالے ہوئے ان لوگون کو یہان کا تماشا دکھانے کے لیے اپنے سر کے اشارے سے بلا رہی تھین جو اس وقت اس طرف سے کہین آتے جاتے تھے۔ پھ[illegible] بھینی بھینی خوشبوئین ہوا مین ملی ہوئین آرہی تھین اور [illegible] پژمردہ دماغ کو فرحت دیتی جاتی تھین۔ زیادہ تر لطف [illegible] سے ملتا تھا [illegible] باغ مین پانی کی چادرسے گہرافشانی کر رہے تھے۔

گارڈن نے مجھے نشست گاہ کے کمرے مین بٹھا کر روزا اور ہیلینا- اپنی دو[illegible] کو بلا بھیجا اور اُن سے مجھے انٹروڈیوس کرایا۔ اس وقت

روز کی عمر قریب قریب بائیس ۲۲ یا تیئس ۲۳ سال کے درمیان ہوگی۔ مگر ہیلنا سولہ ۱۶ [illegible]
میرے خیال میں انیس ۱۹ سال کے دائرہ سے قدم باہر نہ نکالا تھا۔ گارڈن کوئی پتھر رکھتے
تھے یہی دونوں مادہ سیما دختریں اُنکے دل بہلانے کا مشغلہ تھیں۔ گارڈن کی تمام جائداد
کی مالک یہ [illegible] لڑکیاں تھیں۔ روز میں اچھی مذہبی [illegible] کا پیار کوٹ کوٹ کر
[illegible]
بھی وہ مصلحت وقت کے خیال سے اس عدالت [illegible] قابلیت حاصل کر چکی تھی کہ ضرورت
پر اپنی حفاظت کر سکے۔ اس لیے وہ اکثر اپنے ہاتھ میں پستول [illegible] کرتی تھی۔

روز کا حسن سیرت اطوار اور طریقے دیکھ کر مجھے کمال خوشی حاصل ہوئی۔ لیکن ہیلنا
کی شوخی و چلبلا پن میرے قلب کا مسکن نسخہ نہ بن سکی۔ [illegible] اس کے
نوشت و خواند کی بابت [illegible] کے جواب سے معلوم ہوا کہ
وہ فارغ التحصیل ہے۔ انگریزی علم ادب [illegible] کتابیں کچھ سبقاً اور کچھ
شوقاً درس میں آچکی ہیں۔ لاطینی۔ یونانی اور فرانسیسی بخوبی [illegible] لکھ پڑھ سکتی
ہے۔ لیتھر کی لائف۔ نلسن کے کارنامے پارلیمنٹ میں [illegible] تذکرے
اور دیگر بحری و بری سیاحوں کی زندگی کے حالات اکثر مطالعہ میں رہتے ہیں۔
[illegible] میرے سوال کے جواب [illegible] اور فصاحت
سے ادا کیا۔ میں زبان کی شستگی [illegible] ہمہ تن گوش ہو کے
سنتا رہا۔ [illegible] تھا۔ ماشاء اللہ چشم بد دور [illegible] ہے۔ کیا
تمنائی [illegible] نباتات میں دخلی ہوئی ہے
ہیلنا سے بھی کئی سوال کیے [illegible] سے جواب دیتے دیکھ کے میں نے
کہا [illegible]

[illegible] سے ہندو [illegible] مجھے [illegible] ہو گیا۔
اُٹھ [illegible] شب کے ۹ بجے تک اسی طرح کی گفتگو رہی۔ میری شمولیت کی
خوشی [illegible] کھانا کھایا۔ سگار [illegible]
لگے۔ اس [illegible] است ہوئی اور [illegible]
[illegible] گیا۔

گارڈن ان کی ہر کیوں اور جس کی [illegible] دن بدن ارتباط بڑھتا گیا اور
رفتہ رفتہ اخلاص، محبت، خلوص، جوش، اخلاق کے تاریک پہلوؤں پر روشنی
پڑتی ہی گئی۔ اتفاق و یگانگت کے رشتے مستحکم ہوتے گئے۔ اور ان کا اثر یہ ہوا کہ
کشش محبت سے کھنچتا ہوا روزانہ ان کے گھر جانے کا عادی ہو گیا۔ خاطر مدارات کی
عادت [illegible] دیکھا روز
کی اہمیت [illegible] کا آدمی اپنی بساط کے
موافق معنی نکال لاسکتا ہے۔

گو ہیلنا مجھ سے زیادہ ملتی جلتی نہ تھی۔ پھر بھی میں یہ سمجھ کر کہ سیر گاہ بازار کی
ہر ایک چیز مزے سے دیکھتا ہے۔ لہذا اسے بھی تاڑ کی نگاہوں کا تختۂ مشق بنا رکھا تھا۔
گارڈن کے خاندان سے شناسائی ہوئے کچھ ہی ماہ بعد میں ایک [illegible] کے دن [illegible] روز
اور ہیلنا کے ساتھ [illegible] گیا۔ راستے میں [illegible]
نے مجھ سے کہا۔

"آج کسی سبب سے ہیلنا کی طبیعت کچھ مضمحل ہو گئی [illegible] اس کے شاداب
رخساروں پر کیسی پژمردگی چھائی ہوئی ہے۔ کوئی ترکیب بتاؤ جس سے اس کی افسردگی
جاتی رہے۔ تم بھی کوئی دل جوئی کی سبیل نکالو۔"

درحقیقت آج ہیلنا کے چہرے پر اگلی سی شادابی نہ تھی [illegible] اس کے شگفتہ و شاداب [illegible]
مرجھائے ہوئے تھے۔ اس کی دلی کبیدگی کے اثر نے [illegible] والدین کو اس کے
حال سے خبردار کر دیا تھا۔ اس کی بے چینیاں اضطراب بن بن کر ہر سانس کے
ساتھ باہر نکلی پڑتی تھیں۔ اس کا غمگین دل کسی طرح بہلتا نہ تھا۔ چہرے بشرے سے
کدورت ٹپکی پڑتی تھی۔ اس کی حالت دیکھ مجھے از حد رنج ہوا۔ اس کے دلی انقباض
مٹانے اور اس کے خوش کرنے کے لیے مجھے جتنی الجھن ہوئی اتنی اس کے
رنج و غم کا سبب جاننے کے لیے ہوئی۔ اس وقت میں یہ خیال نہ کر سکا کہ اس کے
قلب و دماغ میں کوئی خطرناک کیڑا گھسا ہوا ہے۔ اور اسی سے پیچ در پیچ
خیالات نے اس کے ناتجربہ کار دل میں دفعتہ ایسا تلاطم برپا کر دیا ہے۔ جو
قدر انداز تیر کماں [illegible] ان شکن تیروں کی بوچھار بھی نہیں کر سکتی شاید

اس غریب لیڈی کی تمام امیدیں نامرادی کی کند چھری سے ذبح ہوگئی ہیں اور اسی
وجہ سے اس کے لبوں سے اُف بھی نہیں نکلتی -

راستے بھر میں نے ہیلنا کا دل بہلانے کے لیے کتنی ہی ترکیبیں کیں۔ لیکن کل بے سود
ثابت ہوئیں۔ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ کیونکہ جتنا میں اُسے سمجھا [illegible] اُسے اور
صدمہ ہوتا تھا۔

جس وقت ہم لوگ گرجے میں پہونچے - وعظ شروع ہوگیا تھا- تمام [illegible]
آدمیوں سے بھرا ہوا تھا- سب سے پیچھے [illegible] پڑی تھی- میں روز کے
ساتھ اُس پر بیٹھ گیا [illegible] ہمارے سامنے والی بنچ کے گوشے پر زانو ٹیک
دیے- کوئی نصف گھنٹے کے بعد میں نے [illegible] وہ دعا
کے لیے ہاتھ اٹھائے تھی اور اُس کی پشت پر [illegible] اہوا تیز نگاہوں سے
گھور رہا [illegible] اُس کی کالی کالی مونچھ [illegible] لبان لب و زنخدان پر پڑا ہوا-
نیلگوں رنگ کے کانچ کا چشمہ آنکھوں پر چڑھا ہوا تھا- اور از سرتاپا سیاہ رنگ
کے ماتمی لبادے سے تمام جسم ڈھکا ہوا تھا- اس لیے میں اُسے اچھی طرح دیکھ
نہ سکا- وہ جوان ہیلنا کی طرف اس طرز سے کیوں دیکھ رہا ہے- میں عجیب طرح
کے کشمکش و پیچ میں پھنس گیا تھا- دل مضطرب تھا- اس جوان سے سبب
دریافت کرنے کی جو [illegible] کسی طرح دعا ختم ہو تو اس حریف سے سلسلہ
جنبانی کروں۔

کوئی پندرہ منٹ [illegible] غت ہوئی- میں [illegible]
وہ جوان اُسی طرح نوخیز ہیلنا [illegible] ابر تیر نظر چھوڑ رہا ہے-
دعا ختم [illegible] ی ہوئی- لیکن جس وقت [illegible] اُس
جوا [illegible] کر بنچ پر بیٹھ گئی- اور نازک نازک [illegible]
[illegible] لیا- میں تاب نہ لا سکا [illegible] ہیلنا کو اپنے ہاتھوں سے
سنبھالا - روز بھی آکر رومال [illegible] نکلا-

عوض - قصاص - پاداش ....

میری متعجب نگاہ اُس جا [illegible] - دیکھا تو اُس جوان کا پتہ نہیں-

وہ مقام خالی پڑا ہے۔ مجھے بخوبی روشن ہوگیا کہ یہ آواز اسی جوان کی تھی۔ دو تین منٹ بعد جب ہیلنا کی طبیعت راستی پر آئی اور اُس بیخودی مین کمی ہوئی جسنے اُس کو بےحس و بےحرکت کردیا تھا تو اُسنے بڑے ضبط کے ساتھ اپنے اندرونی جوش کو روکا۔ مگر نگاہین اُس جوان کی متلاشی رہین۔

مین نے اُسکی اُلجھن د[illegible] سے پوچھا۔

کیون ہیلنا؟ مزاج کیسا ہے جس کی صورت دیکھ کر تمھین ہول سما گیا تھا وہ ک[illegible] اب ک[illegible] ہو؟

ہیلنا نے میرے چہرے پر نگاہ ڈالی۔ اسوقت اُسکا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ معلوم ہوتا تھا اُس کے جسم مین خون نہین ہے۔ اُس کی تغیر حالت سے مُجھے بھی خوف پیدا ہوا اور فکر ہوگئی اگر کچھ دیر تک اس کی یہی کیفیت رہی تو ممکن ہے اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے یا دق ہوجائے تو تعجب نہین۔

جس وقت ہم لوگ گرجے سے نکلے ہین ۱۰ بج چکے تھے۔ ساحت گیتی پر ظلمت کی کملی بچھی ہوئی تھی۔ میدانون۔ سڑکون پر ہیبتناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گرجے مین سوائے ہم تین نفر کے اور آدمی کی بو تک نہین پائی جاتی تھی۔ مس روز اور ہم بمشکل ہیلنا کو پکڑے ہوے میدان مین پہونچے۔ اتنے مین ایک جسیم و ضخیم شخص الفر بہ خواہ مخواہ مرد آدمی کی صورت بنا۔ ڈھیلا پتلون اور سائبان نما انگریزی ٹوپی پہنے ٹہلتا۔ سیٹی بجاتا خالی جیبون مین ہاتھ ڈالے آنکلا۔ اور میرے قریب پہونچکر بولا۔

"آپ لوگ کہان جائین گے"

مین نے جواب دیا۔ گارڈن صاحب کے بنگلہ مین۔ وہ بولا۔ گارڈن صاحب تو مجھے جانتے ہین۔ مجھ سے اور اُنسے بڑی رسم ہے۔ اگر آپ کو کسی قسم کی اعانت درکار ہو تو مین کرسکتا [illegible] آپ کے ہر کام مین مدد دینے کو [illegible]

اس نووارد کی باتون نے مجھے عجیب گتھی مین ڈالدیا۔ مین نے سوچا کہ ہیلنا کے ناسازی مزاج کی خبر اسے کیونکر لگی۔ اور اس طرح جان نہ پہچان

بڑی خالہ سلام کو مطلب ... کچھ سمجھ میں نہیں آتا - کیوں میرے ساتھ ہمدردی جتا
رہا ہے - کیوں بار بار بنگلے کی بات سے دامنگیر ہوئی - مگر زیادہ تفتیش کی مہلت
نہ تھی - سیلنا کی بیماری سے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے - چاہتے تھے کسی طرح اسے
بنگلے تک پہونچا دیں - صرف اتنا پوچھا -

"جناب کا مکان کہاں ہے؟"

"وہ - میں یہاں کے ایک آفس میں کام کرتا ہوں - یہیں قریب ہی تو مکان ہے
کہیے تو ایک گاڑی لے آؤں"

میں نے شکریہ ادا کیا اور جواب دیا - آپ کا اس طرح ایک اجنبی کے ساتھ
ہمدردی ظاہر کرنا ضرور اس قابل ہے کہ میں آپ کو فخر کی ... دیکھوں اور
آپ کا بال بال ممنون ہوں - بہرحال میں آپکا مشکور ہوں - آپ کیوں تکلیف
گوارا کرتے ہیں - قریب ہی تو بنگلہ ہے - آہستہ آہستہ پہونچ جائیں گے -
گاڑی کی ضرورت کیا ہے -

اجنبی گردن ... کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا - روز سے ... ہوا اسنے بھی
آج تک اسے نہیں دیکھا - اب تو اور بھی الجھن ہوئی - یا اللہ اجنبی کون ہے
اور گارڈن صاحب ... اور اس سے ملاقات کیسی - یہ تو کبھی وہاں آتا جاتا
ہی نہیں -

اجنبی کے یکایک آنے اور اس کے حالات سے بیخبر رہنے نے ہمارے دل کو
ایسا پراگندہ کر دیا کہ قدم قدم چلنا دشوار ہو رہا تھا - خیر خدا خدا کرکے بجبر و جہد تمام
کوئی گیارہ کے عمل ... گارڈن کے بنگلہ تک پہونچے -

جس وقت ہم ... روز ... سیلنا پھاٹک پر آئے ہیں ...
... ...
اور ... ... ہماری طرف اشارہ ...
جانب بار بار اشارہ کر رہا تھا اسکی ... دیکھ کر ہم پہچان ...
شخص ہے جو گرجے کے اندر سیلنا کی طرف تیز نگاہ ...
... اور سہما ہوا دل

مین نے روز سے کہا ـــــ روز! تم ہیلنا کو [illegible] مجھے کام ہے۔ کچھ دیر بعد تم سے ملونگا۔

روز۔ نہین جناب! اسوقت اور ایسی نازک حالت مین ہیلنا کو چھوڑ دینا مناسب نہین۔ آپ بھی نکلے [illegible] پھر ہمین گذارین۔

اسٹیفن۔ نہین روز! تم ڈرتی کیون ہو؟ مین ابھی دس منٹ مین پلٹ آتا ہون۔

یہ کہہ کر اسٹیفن روشنی کی طرف بڑھا جس کے نیچے دو انگریز کھڑے باتین کر رہے تھے۔ اسٹیفن کو اپنے جانب بڑھتے دیکھ کر انشاء اللہ [illegible] کی مصلحت سے دونون لمبے لمبے ڈگ رکھتے ہوئے بھاگے۔ اسٹیفن بھی اُس شخص کے دنبال مین روان ہوا جس کو وہ گرجا مین دیکھ چکا [illegible] کی صورت دیکھ کر ہیلنا چیخ مار کر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی تھی [illegible] برابر گردن پھیر پھیر کر اسٹیفن [illegible] تا تھا اور زبان چھوڑ کر قدم رکھ رہا تھا اسٹیفن سمجھ گیا کہ یہ شخص [illegible] نہین چاہتا [illegible] آفتاب کے نظارے سے بھاگتا ہی ہے۔ ابابیل و کنجشک برقی لیمپ کی روشنی سے پھڑ پھڑا کر اُڑ ہی جاتی ہین۔ بیکار تعاقب کرنا ہے۔ اسٹیفن رُک رہا اور وہ بجلی کی طرح تیر جھپ کرتا ہوا دور نکل گیا۔ ادھر اسٹیفن بھی سڑک کے کنارے ایک دکان مین گھس کر بیٹھ رہا اور سوچ [illegible] ہے اُسنے مجھے دکان مین گُھستے نہین دیکھا ہے۔ کیونکہ جب اُسنے پلٹ کر میری جانب نظر پھیری ہوگی اور مجھے نہ دیکھا [illegible] ضرور وہ بھی کہین نہ کہین دبک رہا ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی پھر اسٹیفن دکان سے اترا اور [illegible] کونے مین چل کھڑا ہوا۔ اُسنے دیکھا وہ ابھی دو لمبے سڑک [illegible] [illegible] دیکھ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد پھر آہستہ آہستہ آگے [illegible] دور اور بڑھ گیا۔ اسٹیفن بھی دبے پاؤن اس خیال سے روانہ ہوا کہ دیکھون یہ جاتا کہان ہے [illegible] دو چار قدم آگے بڑھا ہوگا [illegible] [illegible] قلعے [illegible] کر دیا ہے [illegible] قلعے کے پھاٹک [illegible] فوراً ہی اندر سے کسی نے قلعے کا [illegible] بند ہو گیا۔ اسٹیفن بھی اس قلعے کی [illegible] کا معترف تھا۔ سپاہی [illegible] کے [illegible]

[illegible] مرتب تھے - [illegible] تھا کہ شب کو ۱۱ بجے
کے بعد کسی بیرونی شخص کا اندر آ جانا - سرکاری آئین کے خلاف تھا اور رجمنٹ کے
[illegible] تک باہر رہنا بھی جرم [illegible] اصول [illegible]
[illegible] اسٹیفن کو [illegible] اسے فکر ہوئی کہ اس خلاف ضابطہ
کارروائی کی خبر اسی وقت جنرل کمانڈنگ مسٹر بیگ کے کانوں [illegible] جائے
تو بہت ہی مناسب ہے - لیکن شب کا وقت [illegible]
سہل نہیں - اسٹیفن مجبور ہو گیا اور قصد کر لیا انشاء اللہ کل [illegible] - اس
[illegible] آگے کے گوش گزار کروں گا -

اسٹیفن [illegible] خیالات [illegible] کے
کے بنگلے کی راہ لی -

بنگلے [illegible] پہنچتے ہی [illegible] اشتیاق سے ملے
اسٹیفن [illegible] آیا
[illegible]

[illegible] اسٹیفن [illegible] سیلنا کے کمرے میں پہنچے
[illegible] کے پاس بیٹھی ہوئی تھی
[illegible] معلوم ہوا کہ اسوقت تپ چڑھ آئی ہے
[illegible] رخصت ہوا - روز کچھ دور تک
[illegible] کل آٹھ بجے [illegible] آنا
[illegible] نے کیا سے کیا کر دیا -

[illegible]

آنکھوں مین آنسو بھر لاتا اور کبھی گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوتا - ٹہل ٹہل کے خیالات پراگندہ کسی طرح
جمع [illegible] کر سونے کے لیے پلنگ پر لیٹ رہا - مگر نیند کجا - ہیلنا کے چھوٹے چھوٹے
چہرہ کو اُس اجنبی کا [illegible] نظروں [illegible] کل باتین یاد آگیئن جو [illegible]
کے اندر بیٹھی [illegible]

[illegible] ناول نویس ہونے کے اتنا لکھنا اور ضروری سمجھتے ہین کہ اسٹیفن مین
خدا کی طرف سے صلاحیت کا مادہ پیدا [illegible] خبیث نفس نہین
نہ وہ بلا وجہ کسی کو اذیت دینا [illegible] وہ
بیچارگان کا [illegible] ہے - وہ کسی کے رنج و آلام کو اپنا رنج و آلام سمجھتا ہے وہ اپنے
نفس [illegible] کا ایسا مطیع نہین کہ جائز [illegible] حاصل کرنے
مین کسی کی محبت - دوستی - نیازمندی کو ذبح کر ڈالے - بیگناہون کے ستانے
سے [illegible] جب سرکاری [illegible]
محتاجون [illegible] نہ لونگا - اور اسی سبب سے [illegible] ن کو
[illegible] تھی کہ [illegible] کوئی شخص مجھے تلاش کرتا ہوا آئے فوراً میرے پاس
[illegible]

اتنے مین ایک بج گیا [illegible] پڑے ہوئے مسٹر [illegible] نہین آتی
خیالات [illegible] کبھی [illegible] ن روح ہو جاتا ہے اور
کبھی روز کی [illegible] یاد آجاتی ہے - تو دل [illegible]
[illegible] تم پر کیا یہ بھی تمھاری
انسانیت ہے کہ دو [illegible] میری
صورت سے [illegible] ایسا ہو کوئی فساد اٹھا کر کھڑا کر دے - پیاری
[illegible] ت سے ہو گئی - اسی کمبخت [illegible] ہیلنا کے ساتھ
[illegible] آپ کے [illegible]
[illegible] کل خدا [illegible]
[illegible] سیاہ [illegible]
[illegible]

سے واسطہ ہی نہیں [illegible]

اتنے میں اسٹیفن [illegible] اُس کے کمرے [illegible] اُس نے اُٹھ کر لیمپ جلایا۔ سامنے واجب التکریم مسٹر گارڈن پاس [illegible] اسٹیفن اُن کی ہیئت کذائی دیکھ کر ڈر گیا۔

اُنکا جسم کچھ کھلا [illegible] کھڑے سر [illegible] معلوم ہوتا تھا [illegible] نہیں [illegible] اُنکا سر ٹی سودائیوں کی صورت ہو [illegible] ۔ اسٹیفن نے پوچھا۔ بندہ پرور! خیریت [illegible]

گارڈن [illegible] تعجب نہیں [illegible]

[illegible] کے طوطے اُڑ گئے۔ گرجے سے لے کر ہیلنا کے [illegible] کے سامنے [illegible] اسٹیفن نے [illegible] اپنی صاحبزاد [illegible] دیکھ کر اندوہگین [illegible] کا خزانہ بن گیا ہے۔ بے تابی زور پکڑ گئی ہے اس وجہ سے بدحواس [illegible]

[illegible] بستر سے اُٹھ کر گارڈن کے لیے کرسی ڈال دی اور [illegible] کہا۔

[illegible] حالت میں چھوڑ آیا ہوں وہ اطمینان کے قابل ہے [illegible] ہوگی۔ آپ ذرا [illegible] پوشاک پہن کر ابھی [illegible]

گارڈن [illegible] پلنگ پر لیٹ رہے اور بچے کی طرح [illegible]

[illegible]

کپڑے پہنتا جاتا تھا۔ قلب سے دماغ تک بحث و پیچ ہو رہی تھی طرح طرح کے خیالات فاسد جڑ پکڑتے جاتے تھے۔ کیا ہیلنا۔ مر گئی کیا مس [illegible] روز بھی کسی آفت مین مبتلا ہو گئیں۔ ان پراگندہ خیالات سے سٹیفن کا سینہ شق ہوا جاتا تھا۔ کوئی بات قایم نہین ہوتی کوئی منصوبہ جنچتا نہین کوئی رائے قرار نہین پاتی۔ سٹیفن پیچ در پیچ خیالات کے بھنور مین چکر کھا رہا تھا۔ وہ کوئی مستقل رائے قائم نہ کر سکا۔ اُس نے گارڈن سے استفسار کیا۔

شفیق! بتاؤ تو کیا ہوا ہے۔؟ تمھاری حالت دیکھ کر جسقدر صدمہ [illegible] قلب [illegible] اُٹھا رہا ہے بیان نہین کر سکتا۔ خدا کرے کسی غم افزا حادثے کی خبر تمھاری زبان سے نہ نکلے۔ میرے مونس! میرے ہمدم!! جلد کہو کیا معاملہ ہے۔ کیون پراگندہ و سراسیمہ ہو رہے ہو۔

گارڈن ۔ [illegible] ہمہ اوست۔ جو کچھ نوشتہ تقدیر [illegible] گا [illegible] امور الٰہی مین دخل دے سکے۔ سٹیفن عجلت کرو ساتھ چلے چلو۔ ہائے [illegible] قدرت نے میری لوح جبین [illegible] ہے اُف کیسے کلیجے مین [illegible] ہین حیف [illegible] جاتی ہے۔ کیا جانے میرے بعد اسکی کیونکر بیتی ہوگی۔ خدا معلوم مجھے [illegible] سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہ کہکر مسٹر گارڈن نے سٹیفن کا ہاتھ پکڑا اور کوٹھی سے نیچے اُتر آیا۔ سٹیفن کا بیرہ [illegible] گارڈن صاحب کی مضمحل صورت دیکھ کے پہلے ہی سے چونک گئے تھے۔ وہ [illegible] کے باہر آتے ہی بیرہ [illegible] آگے سلام کیا اور [illegible] ہے۔

سٹیفن ۔ گاڑی [illegible]

خانساماں ۵ منٹ کے [illegible] سٹیفن اور [illegible] حکم دیا مسٹر گارڈن کے بنگلہ چلو۔ گاڑی چلی [illegible] اشک [illegible] نہ آئی [illegible] دیا

سٹیفن [illegible] بنگلہ پہ [illegible]

گارڈن کو [illegible] دیکھ کر پولس افسرون نے گھیر لیا اور اسٹیفن سے کہا آپ یہین [illegible]
صرف مسٹر گارڈن اندر جا سکتے ہین۔

اسٹیفن نے سب [illegible] یہین روکنے [illegible] ادعا کیا ہے۔؟

پولیس افسر۔ اسکا جواب ابھی نہین دیا جا سکتا۔ بہر حال آپ [illegible]
کرنا پڑیگا۔ پولس کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ۔ اور پولس انسپکٹر کا ایسا ہی حکم ہے۔

اسٹیفن۔ یہ سب کہان ہین۔؟

پولیس۔ گارڈن صاحب کی کوٹھی مین۔

اسٹیفن۔ [illegible] بات کیا ہے۔

گا[illegible]
گذر[illegible] نے بحیل [illegible]
خاموشی اختیار کی [illegible]
[illegible]
گردانا۔ [illegible] ہوگا۔ [illegible]
[illegible] اپنا کام [illegible]

یہ کہکر انھون نے اپنی پاکٹ سے کارڈ [illegible] کمشنر کے پاس [illegible]
[illegible] اور ایک صاحب نے سلسلہ
کلام کو اس [illegible]

"اوہ! مسٹر گارڈن [illegible]
[illegible] نے بنگلہ سے
[illegible]
[illegible]
گارڈن [illegible]
یہین بھیجی۔ میری کوٹھی [illegible]
[illegible] ہوئی۔ [illegible]
[illegible]

یہ کہہ کر گارڈن صاحب پھر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ پولس کمشنر نے اپنی جیب سے چٹھی نکالی گارڈن کے ہاتھ میں دیدی۔ گارڈن چٹھی پڑھتے پڑھتے کانپ اُٹھے اور اسٹیفن کا ہاتھ پکڑ کے گاڑی سے اُتر پڑے۔ اسٹیفن خاموشی سے باتیں سُن رہا تھا۔ اور دیکھ رہا تھا مسٹر گارڈن کی ہوا بگڑی ہوئی ہے۔ کوئی دشمن اندر ہی اندر خون [illegible] ہو رہا ہے۔ دیکھنا ہے اس بھڑکتی ہوئی آگ کا کیونکر انسداد ہو۔ اسٹیفن بھی میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ کیا واقعہ پیش آیا۔ اور نہ اُس دشمن کا پتہ لگا کہ کس نے یہ آگ بھڑکا دی ہے جس کی سوزش جلنے والے کے سوا دوسرے کو محسوس نہیں ہوتی۔

جس وقت گارڈن صاحب اسٹیفن کا ہاتھ پکڑ کے گاڑی سے نیچے اُترے اور چاہا کوٹھی کے اندر چلے جائیں۔ پولس کمشنر نے اسٹیفن کو اندر جانے سے روک دیا۔

گارڈن صاحب کچھ کہا ہی چاہتے [illegible] ہو کر بول اُٹھا۔ "جناب! شاید مجھے آپ پہچانتے نہیں [illegible] ۱۹ ویں رجمنٹ کا برگیڈ [illegible]۔ گارڈن صاحب [illegible] اس ہیں۔ مدت سے میرے اور اُن کے تعلقات بڑھے ہوئے [illegible] محبت ہے کہ باید و شاید بھلا مجھ سے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اُن کی صاحبزادی کل سے علیل ہوں اور میں مزاج پرسی کے لیے اندر نہ جا سکوں اور اپنے [illegible] سے اُس ہیجان کی زیارت [illegible] سکوں۔ اور پھر جبکہ وہ اسی لیے مجھے بلا لائے ہوں۔ [illegible] آپ [illegible] دیکھنے دیں [illegible] اتنی ہی مرضیہ [illegible] تھی ہوگی۔ اور اسے ماشاء اللہ آپ [illegible]

[illegible] آپ [illegible]

[illegible] نہیں [illegible]

[illegible] کسی [illegible]

کے با [illegible]

[illegible]

کسا جائیگا صبر [illegible] ہے جب تو [illegible] - او بدذات ستمگر اگر
تو [illegible] ہاتھ آجاتا اور [illegible] تجھے لحد کے مثال تاریک کوٹھڑی [illegible] زرد چھوڑ کر
ڈسواتا - اور [illegible] ایک ایک عضو تراش تراش کر اوپر نمک مرچ [illegible] ان عذابوں
کی برداشت کر لینے کی ہمت ہے -

اسٹیفن ہیلنا کی لاش کے پاس بیٹھا رو رہا تھا - اتنے میں پولس سپرنٹنڈنٹ اور
انسپکٹر اُس کمرے میں آئے اور کچھ دیر بعد پولس کمشنر [illegible] کو لیے [illegible]
[illegible] لاش کا معائنہ کی اور انسپکٹر سے کہا -
آپ [illegible]
[illegible]

انسپکٹر نے جواب دیا تفتیش [illegible] - یہ کہکر اسٹیفن
کی جانب [illegible] - اسٹیفن بولا -
[illegible] آج کا صبر [illegible]
کلیجے میں [illegible] لہو نہیں - آتش غم سے [illegible]
اب میرا دل [illegible] سے
[illegible] -
[illegible] صاحب نے کہا آپ گھبرائیں نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] آیا اور [illegible]
جج صاحب کا ایک چپراسی [illegible] -
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
ہملٹن

چٹھی پڑھکر اسٹیفن غور مین پڑ گیا - اُف کیسے جانگزا سانحے پر سانحے پیش آ رہے ہین - ایک خاندان مین آج اس قسم کا دردناک حادثہ ہوا جس کے دیکھنے اور سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے [illegible] خاندان مین بھی اسی نوع کی زہریلی ہوا کا اثر پہونچ گیا [illegible] ایسے ہی مصیبت خیز اور ستم انگیز واقعات کا خزانہ ہے سر بسر ناقابل برداشت رنج و ستم کا آسمان ٹوٹا ہی پڑتا ہے -

اسٹیفن انھین دلدوز خیالات مین مستغرق تھا اُسنے سوچا چلکر مسس گارڈن اور روز کی خبر لینا چاہیے - خدا جانے وہ غم کی پُتلیاں کس حالت مین ہون - ہاے اُن کے پھٹے ہوے سرون سے خون [illegible] رہا ہوگا لمبی لمبی سانس [illegible] نکلنے [illegible] شکم نازک پر [illegible] ہوتا ہوگا - آنکھ [illegible] سبقت لے گئی [illegible] جس بات [illegible] سنتا تھا اتنی عمر تک جس بات سے خدا [illegible] پھنس گیا معاملہ ایسا بنڈا ہے [illegible] صبر و تلقین [illegible] مین [illegible] اُترا [illegible] استفسار [illegible] مسٹر [illegible] بنگلہ [illegible] پر آیا - دیکھا جج صاحب کی گاڑی لگی ہوئی [illegible] صاحب [illegible] تعارف تھا - اسوقت سیاہ [illegible] جسم بھی [illegible] اور [illegible] ہنگامے کی سرگذشت [illegible] آ [illegible]

[illegible] کل واقعہ [illegible] سے کہ مسٹر گارڈن کے [illegible] آئیے مجھے [illegible] یا مسٹر ہڈسن! ہیلنا کا پیمانہ زندگی لبریز ہو گیا تھا [illegible] شباب [illegible]

[illegible] سے اشکبار [illegible] خدا [illegible] غریق رحمت کرے [illegible]

[illegible]

بگڑنے نہیں دیا۔ پولیس [illegible] کہ اُسنے خود اپنی گلو تراشی کی ہے لیکن میرا دل
بول رہا ہے کہ وہ ضرور کسی کی کارد بیداد سے ہلاک ہوئی ہے۔

اسٹیفن کے لبوں سے [illegible] مس ہیلنا کی غم فرسا داستان ختم ہونے پائی تھی کہ
ہنری کی زبان سے اٹک اٹک کے دو ایک بے ربط جملے نکلے [illegible] اس بیٹھنے والوں
کی سمجھ میں نہ آئے [illegible] لیکن اسٹیفن سمجھ گیا کہ اس کے دل میں
آگ لگی ہوئی ہے۔ سینہ بھبک اٹھا ہے۔ اسنے ضرور [illegible] مگر نام لیتے ہی
ہنری کا مرغ جان قفس عنصری توڑ کر نکل بھاگا۔

[illegible] دوسری جانب مس ہیلنا
مس ہیلنا [illegible] کے غور وسا [illegible] شور و شیون سے [illegible]
ہل گئیں۔ اسٹیفن [illegible]
ہوتا سیل [illegible] نہوتی [illegible]
[illegible] مزاج حاکم شمار ہوتے [illegible]
[illegible]
[illegible] سے [illegible] شرکت کے لیے آئے اسٹیفن
[illegible]
[illegible] ہے۔

اسٹیفن کی [illegible]
[illegible]
جال بچھ گیا جس [illegible]
اس کے غربال سینے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔

اس خیال مین اُلجھا ہوا اسٹیفن مسٹر ہملٹن کے بنگلے سے نکلا - یہان جج صاحب کی گاڑی
طیار کھڑی تھی - اسنے چاہا گاڑی پر سوار ہو کر اپنے گھر کی راہ لے کہ قضائے کار ایک
انگریز اُس کے پاس آ کھڑا ہوا - اور اسٹیفن کا ہاتھ ہاتھ مین لے کر بولا -

"کیون جناب؟ - آپنے مجھے پہچانا"؟

اسٹیفن اُسکی صورت دیکھ کر غوطے مین پڑگیا - غور کرتے کرتے کھلا کہ یہ وہی انگریز
ہے جو کل شب کو گرجے سے پلٹتے وقت مجھ سے ملا تھا - اور مدد پہونچانے کے لیے
بہت ہی بضد ہوا تھا - اُسکا پہلا فقرہ یہی تھا - کہ گارڈن صاحب نے مجھے بہت کچھ [illegible]
ہے - لیکن روز کی باتون سے مکشوف ہوا کہ کبھی [illegible] دیکھا ہی نہین - اسی وقت
سے [illegible] اس شخص سے مشکوک ہو [illegible] طرح طرح کے فاسد گمان سکی جانب
سے روبراہ ہونے لگے - اسس وقت اُسکی صورت دیکھ کر اسٹیفن کے دل مین طرح
طرح کے خیالی پلاؤ پکنے لگے [illegible] کے خیال [illegible] بات زبان سے
نہین نکالی تھی کہ اُس [illegible] بولا -

جناب! مجھ سے کوئی قصور [illegible] کرین - آپ کے چہرے سے شرافت
[illegible] ٹپکتی ہے آپ نہایت [illegible] اور وضع [illegible] آپ
طرز گفتار و رفتار سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی ذات [illegible]
مبنی ہے - آپ کی عقل و لیاقت [illegible] تعریف ہو ہی نہین سکتی - اس لیے
مجھے آپ سے [illegible] ہوئی کہ ایسے [illegible] عزائم شخص [illegible] دوست
بناؤن [illegible] سے آپ میری صادق آشنا ہین [illegible] نیک و بد
[illegible] رہے گا -

[illegible] آپ کل [illegible] نسبت
[illegible] بہت [illegible]
[illegible] آپ کو مسٹر گارڈن [illegible] کہین نہین دیکھا - اور نہ کبھی
آپ [illegible]
[illegible] تعلق
[illegible]

[illegible]

اس مکان [illegible] ایک [illegible] رہا ہے - کیا ہوا - خیر تو ہے -

اسٹیفن - [illegible] کا [illegible] سم کھا کر مر گیا -

اجنبی - (افسوس کے لہجے میں) کون ہنری ؟ آہ ! [illegible] خود کشی کی ہنری تو ماشاء اللہ بہت ہی سعید لڑکا تھا عقل والا [illegible] میں [illegible]

حیف کیا اُسنے زہر کھا لیا -

[illegible] وہاں سے سرعت کے ساتھ لمبے لمبے ڈگ رکھتا ہوا کسی طرف

چل دیا -

[illegible] مسافت طے کی ہو گی

کے سامنے [illegible] اسٹیفن [illegible]

سے کہا تم [illegible] دیکھو وہ کیا کرتے ہیں

گاڑی مسٹر اسٹیفن [illegible]

چپراسی نے پلٹ کر خبر دی [illegible] صاحب اور روز تینوں اسوقت

[illegible] بنگلے پر کوئی [illegible] انسپکٹر

[illegible] دو بجے دن تک مس ہیلنا کی لاش

دفن [illegible]

چپراسی [illegible] رخصت ہو گیا اسٹیفن [illegible] آرام

[illegible] کوئی دو بجے ہونگے [illegible] اسی ایک خط

[illegible] ہے [illegible] اٹھا

[illegible] سوار ہو گیا - راستے میں گاڑی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسٹر اسٹیفن ! [illegible]

ہنری کے فوت ہونے سے سب گھر بگڑ گیا
گھر کیا بگڑ گیا میں سراسر بگڑ گیا

اسٹیفن - خدا اُسے بہشت نصیب کرے۔ واقعی بہت ہی سعید تھا فلک اُس کی ہر دلعزیزی دیکھ کر جل مرا۔ ابھی ماشاء اللہ عمر ہی کیا تھی - سترہ۱۷ اٹھارہ۱۸ برس کا سن و سال دودھ کے دانت بھی نہ اکھڑے ہونگے - افسوس ؎

عالم طفلی میں ہنگامہ فریاد آیا
ابھی کچھ جینے نہ پایا تھا کہ جلاد آیا

درحقیقت وہ نہیں مرا بلکہ آپ کی زندگی مردہ ہوگئی - آپ پر تو غضب کا ستم ٹوٹ پڑا سننے والوں کا کلیجہ پاش پاش ہوا جاتا ہے ؎

کلیجہ منھ کو آئے دل پھڑک اُٹھے جگر تڑپے
یہ وہ صدمہ [illegible] وہ دلکو پھر تڑپے

مگر کیا کیا جائے خدا [illegible] صبر کیجئے -

ہملٹن - (آنسو پونچھ کر) میں نے سنا ہے کہ مسٹر گارڈن سے اور آپ سے بہت کچھ ربط و ضبط ہے - آپ ذرا [illegible] تذکرہ مسٹر گارڈن اور مس [illegible] ڈال دیں - اور ساتھ ہی [illegible] عرض کردیں کہ مس ہیلنا کی بے وقت موت سے [illegible] بہت چوٹ لگی ہے - اسپنسر کے غم میں مخبوط الحواس تھے ہی ہیلنا کی موت نے [illegible] کلیجہ کے پرخچے پرخچے اڑا [illegible] دیتا ہوں انھیں مسٹر گارڈن کو دیجئے گا - [illegible] کیجئے گا کسی شخص کی نگاہ ان کاغذات پر نہ پڑنے پائے -

یہ کہہ کر انھوں نے بکس سے کاغذات [illegible] اسٹیفن کے ہاتھ میں یا [illegible] نکلا [illegible] تھی سوار ہوگیا کوچوان کے پٹ بند کرنے سے اسٹیفن کے ہاتھ [illegible] گا [illegible] پھر [illegible] اسٹیفن نے پھر [illegible] سمیٹ لیے - [illegible] پر نظر پڑی [illegible] تھا -

[illegible]

معلوم ہوتا ہے یہ آخری خط تمھیں لکھ رہی ہوں۔ فقط

تمھاری نیاز مند

بدنصیب ہیلنا

اس سطر کے پڑھنے سے سٹیفن کے قلب [illegible] عجیب قسم کی شورش پیدا ہوئی خیالی گھوڑے دماغ کے [illegible] پھیکنے لگے۔ بمشکل کل کاغذات یکجا کرکے پلندہ [illegible] جیب میں رکھ لیا۔

باب دوسرا

"یہ سنیاسی [illegible]"

"خیر خواہ ملک [illegible]"

میرا نام میرزا باقر [illegible] [illegible] کی بدولت [illegible] دربار شاہی [illegible]

او [illegible]

[illegible] بعد [illegible] وہ [illegible] معزز و محترم سمجھے جاتے تھے۔ جب احمد شاہ [illegible]

[illegible] میرے بزرگ [illegible] رفتہ رفتہ [illegible] وہ راجہ رنجیت سنگھ کی [illegible] راجہ صاحب [illegible]

[illegible] تھے۔ [illegible]

[illegible] بنادیا۔ مرزا [illegible] ہرکرشن [illegible]

[illegible] ملائے تھے۔ مہا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ملک میں دھاک بندھ گئی [illegible]

بند ہوگئیں - امن کا سکہ [illegible] دلفر [illegible] نظر آنے لگے [illegible]
اہل حرفت [illegible] تعدی سے زندہ درگور ہو رہے تھے - اور شہر چھوڑ کر [illegible] میں
سکونت اختیار کی تھی انھیں [illegible] تلاش کر کے بلوایا اور آباد کیا - انکی لیاقت
اور حسن تدبیر کو اس بات سے قیاس کر سکتے ہیں کہ انگریزی حکام سے اس طرح رسائی پیدا کی -
کہ بعد وفات مہاراجہ رنجیت سنگھ باقی عمر انکی فار [illegible] لی میں گذری ۱۸۴۲ء میں
وفات پائی اور لاہور میں دفن ہوئے -

خدا کی رحمت سے مجھے [illegible] نے اسی موروثی عہدے پر ممتاز کیا - فوج کی
میجری کے علاوہ جاسوسی خدمت بھی میرے سپرد ہوئی لیکن [illegible] اطمینان نہ تھا دیار
چھوٹ جانے سے دل برداشتہ ہو رہا تھا [illegible]
[illegible] ستان میں کوئی [illegible] اسکی مثالیں فرخ [illegible]
[illegible] اور انگریزوں کے مقابلہ میں نظر آتی ہیں [illegible] نے
پنجا [illegible] نکی قدر و منزلت [illegible] سکھ اور مسلمان اپنی قومی حرمت
بچانے کے لیے میدان جنگ میں اتر رہے ہیں اسوقت ہر ایک پنجابی نے عہد کر لیا تھا کہ
سرکار [illegible] گورنمنٹ [illegible]
اور عطا استحکام عہود اور دعا پر پوری امن و آسائش سن سن کر خواہشمند تھے کہ ہم گورنمنٹ
کی حکومت کے سا [illegible] سمجھتے تھے کہ جو ہمارے اور گورنمنٹ کے در [illegible] میثاق
باندھے جائیں گے وہ پتھر کی لکیر ہونگے اس لیے گورنمنٹ کا اقتدار پنجابیوں کی آنکھوں میں
[illegible] اس زمانے میں لارڈ ہارڈنگ [illegible] اور وہ مجھے بہت ہی
عزیز رکھتے تھے - میری [illegible] سے وہ بہت خوش تھے جسوقت سکھوں
[illegible] جہاد [illegible] میں سرکار [illegible] اور مفسدوں
کو جھوٹ نے خلاف سرکار [illegible] دیا - اس میں شک نہیں کہ جنگ
[illegible] شریک ہونے سے انگریزوں کو ملک چھوڑ کر [illegible]
اس میں [illegible] شورش کے زمانے میں بھی -
[illegible] بہتوں نے [illegible] اور انکی
[illegible]

گری تھا اور جعفروں نے شاہی میں بڑی بڑی لڑائیاں سر کی تھیں - مگر اس وقت گورنمنٹ
کے مقابلے میں تلوار نہیں اٹھائی اور [illegible] شخص لڑا [illegible]

اس میں شک نہیں کہ پنجاب کے [illegible] ہوئے فساد کو میں [illegible] انگریزی
کی منزلت و اقتدار کا فوٹو لوگوں [illegible] اتار دیا - پنجاب پر حکومت [illegible] گورنمنٹ
انگلشیہ نے [illegible] کی تعریف کی [illegible] کا پروانہ عطا فرمایا آج
میں بڑے جوش اور مسرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اعلیحضرت قدر قدرت ہر مجسٹی کوئن وکٹوریہ
[illegible] میرے اوصاف میں رطب اللسانی فرمائی [illegible] یہ فرمان
میری تمام [illegible] کمائی ہے -
بھی اسے تعویذ گلو بنائیں گے [illegible] لگا
[illegible] عیش و راحت [illegible] میں
[illegible] ہے -

[illegible] ۱۸۵۷ [illegible]
[illegible] نام بھیجی [illegible] بار سو [illegible]
[illegible] لو اسی [illegible]
[illegible] سیدھے کلکتے آؤ بغیر تمہارے کام نہیں
چل سکتا -

خط پڑھتے ہی مجھے [illegible] ہے - پنجاب تو [illegible]
ہو رہا ہے - [illegible] اس کے بازو شکست [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] بلند کر سکا [illegible]
[illegible] سے رعایا بددل [illegible]
[illegible] اطوار [illegible] نہیں کی
[illegible] توجہ کی - بلاشبہ [illegible] گورنمنٹ
[illegible]
[illegible]

دلون پر جمتے جاتے ہین۔ تعجب نہین یہ [illegible] نکلے۔

دوسرا سبب میرے قیاس مین یہ آتا ہے۔ کہ تمام لوگ جاہل اور قابل اعلیٰ اور ادنیٰ یقینی سمجھتے ہین کہ ہماری گورنمنٹ کا دلی ارادہ ہے کہ مذہب اور رسم و رواج مین مداخلت کرے اور سب کو کیا ہندو اور کیا مسلمان [illegible] مذہب اور اپنے ملک کی رسم و رواج پر لا ڈالے اور سب سے بڑا سبب ملک مین بے چینی کا یہی ہے۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ کے احکام بہت آہستہ آہستہ ظہور مین آتے ہین۔ اور جو کام کرنا ہوتا ہے رفتہ رفتہ ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے دفعتاً جبراً دین بدلنے کو نہین کہتے مگر جتنا قابو پاتے جائینگے اتنی اتنی مداخلت کرتے جائینگے۔ اکثر لوگون کے دلون مین یہ بات بھی بیٹھی ہوئی ہے کہ ہماری گورنمنٹ [illegible] مذہب بدلنے کی تحریک نہ کریگی بلکہ خفیہ تدبیرین۔ اس قسم کی ہونگی جن سے مذہب پر چوٹ ہو مثلاً علم عربی و سنسکرت کا [illegible] ٹیکسون کے بھر مار سے مفلس و محتاج بنانا اور [illegible] مذہب ہے اس کے مسائل سے ناواقف کر کر اپنے دین و مذہب کی کتابین اور رسائل اور وعظ کو ترویج دینا اور لوگون کو بے دین کر دینا۔

۱۸۳۷ء کی قحط سالی [illegible] کم عمر عیسائی کیے گئے وہ تمام اضلاع مغربی و شمالی [illegible] ارادہ سمجھے جاتے ہین۔

بعض اضلاع مین تجویز ہوئی [illegible] جیلخانون مین ایک شخص کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھائین۔ جس سے ہندوؤن کے مذہب پر بڑی بھاری آنچ آجائیگی مسلمانون کے [illegible] مین اگرچہ [illegible] نہین [illegible] مگر اسکا رنج اُن مین بھی پھیلا [illegible] کہ سرکار ہر ایک کا مذہب لینے پر آمادہ اور ہر طرح پر اسکی تدبیر مین ہے۔

اور زیادہ تر احتمال [illegible] ہے کہ جو ۱۸۵۵ء مین پادری صاحبان اے ایڈمنڈ نے دارالامارہ کلکتہ سے عموماً اور خصوصاً سرکاری ملازمون کے پاس [illegible] ہے کہ اب تمام ہندوستان [illegible] عملداری ہوگئی ہے تار برقی سے [illegible] ہوگئی ریلوے سڑک سے سب جگہ کی آمد و رفت یکسان ہوتی جاتی ہے۔ لہذا مذہب بھی [illegible] ہونا چاہیے تا وقتیکہ ایک ایک مشن ہو جائیگا [illegible] استواری [illegible] نہ ہو سکے گی۔ اس لیے [illegible]

عیسائی ہوجاؤ - اور عزیز دوستوں کو عیسائی مذہب [illegible] ترغیب [illegible] یہ چٹھیاں غضب
ڈھا [illegible] ایک ہین اسکا زبون اثر پھیلا ہوا ہے - کیونکہ [illegible] کا قیاس ہے کہ
چٹھیاں گورنمنٹ کے ایما سے جاری ہوئی ہین - قوانین ضبطی [illegible]
ہندوستان کو نہایت مضر ثابت ہو رہا ہے اسی قانون کی وجہ [illegible] تمام
ناراض اور بدخواہ گورنمنٹ [illegible] ہے - لارڈ [illegible] صاحب بہادر
نے سچ فرمایا ہے کہ ضبط معافیات کا ہندوستانیوں سے دشمنی پیدا کرنا اور انکو محتاج
بنا دینا ہے - بہت سی معافیات صدہا سال سے چلی آتی ہین اور ادنے ادنے حیلے پر
ضبط ہوگئین - ہندوستانی صاف [illegible] کہتے ہین کہ سرکار نے خود تو [illegible]
نہین کی بلکہ جو جاگیر [illegible] کو شاہان پیشین [illegible]
گورنمنٹ [illegible] بنایا ہے باغی [illegible]
بجا بجا ملک [illegible]
[illegible] نہین - اس [illegible]
رعایا کا سبب ہین -

[illegible] عقیدت زمینداری [illegible]
مگر یہ بہت کم [illegible]
[illegible] کا ہی منظور نہ تھا - ہندوستان مین
[illegible]
[illegible] کا رنج ہوتا تھا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ایسی بے ترتیبی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہوگیا ہے -

[illegible] لائق نہین بڑے بڑے دور اندیش عقلا
[illegible] دستاویزات پر محصول لگانا جتنا قابل الزام اور بوجہ
[illegible] پر انصاف کرنے کے لیے لیا جاتا ہے چنانچہ
مل صاحب کی کتاب پولیٹیکل اکونمی اور لارڈ بروم صاحب کی پولیٹیکل ملوزونی اس طریق کو
ناپسندیدگی سے دیکھتی ہین - مین کہہ سکتا ہون کہ رعایا قلت روزگار کی از حد شاکی ہے -
اور اسی کے نتیجہ سے باغیون نے لوگون کو نوکر رکھنا چاہا - ہزارون کی تعداد مین پیٹ کے لوٹتے
ہوئے اشخاص محض شکم پروری کی غرض سے نوکری کرتے جاتے ہین بہت سے آدمی محض
آنہ ڈیڑھ آنہ یومیہ پر ملازم ہین سیکڑون [illegible] کہ صرف سیر ڈیڑھ سیر اناج پاتے ہین
اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوستان کی رعایا مفلسی اور ناداری سے کسقدر تنگ
اور محتاج ہوگئی ہے -

میرے خیال مین جتنی باتین اسوقت پیش نظر ہوتی جاتی ہین گورنمنٹ ان سے سبق لے
تو ہمیشہ کے لیے ملک مین امن قائم ہوجائیگا اور ہمیشہ رعایا گورنمنٹ کا ساتھ دے گی بہرحال
اب چلتا ہون - دیکھین لارڈ کیننگ صاحب کون سی خدمت سپرد کرتے ہین - یا خدا تو میری
نیت کو برگشتہ [illegible] مجھے [illegible] رکھنا - [illegible] جہت
اور ملک کی بہتری ہے - سنتا ہون ہندوستان کی جانب روس [illegible] کر رہا ہے - ایسا
تو نہین لارڈ ممدوح مجھے روس بھیجنا چاہتے ہون - یہ خبر بھی بہت [illegible] ہے - دو ایک
[illegible] ہندوستانی رعایا نے [illegible] انگریزی فوج سے کئی
[illegible] مجھے وہان بھیجنا چاہتے ہین کہ اس بغاوت کے اٹھتے ہوئے
[illegible] یہ تقدیر [illegible]
[illegible] کرون سے اپنا [illegible] کہ کل [illegible] جاؤنگا -
[illegible] سفر درست [illegible] ہوتے ہی [illegible]
[illegible] زمانے مین [illegible]
دوسرے مقام [illegible] کے مسافر [illegible] دوسرا آسان
طریقہ نہ تھا - [illegible] صاحب
[illegible]

کرنا پڑتی ہیں۔ سرکاری حکم سے ڈاک لگی ہوئی تھی اور [illegible]

کوئی چھٹے دن دہلی پہونچا۔ ایک سرائے میں اُترا [illegible]

دوسرے روز سوار ہوکے وہاں کے کمشنر سے ملاقات کی [illegible]

دوسری چٹھی دی اُس میں لکھا تھا۔

باقر خان رسالدار!

کلکتہ تک آنے میں سخت تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔ دیر ہوگی [illegible]

میں خلل پڑرہا ہے اس لیے تم دہلی سے سیدھے کانپور جاؤ [illegible] انڈنگ افسر

جنرل [illegible] میرے مجھو میں نے [illegible]

ہے۔ وہ کل [illegible] جس طرح

تم نے اپنی لیاقت اور وفاداری دکھلائی اور اپنی نیکنامی کے دامن کو [illegible]

قوم [illegible] کے لیے سینہ سپر بن گئے۔ [illegible]

میں [illegible] تمھارے [illegible] یت تک [illegible]

تم وفادار [illegible] دوگے۔ تمام

[illegible] نظر آرہا ہے۔ اور [illegible]

[illegible] تمھارے پاس بھیجا [illegible]

تمھاری [illegible]

کیننگ

اُسی د[illegible]

[illegible]

باقر - کانپور کا قصد ہے۔

سنیاسی - (سر [illegible] کر تیز نظر سے گھورتے ہوئے) کانپور [illegible] بیٹا۔

باقر - (بغیر کسی شک کے) انگریزوں کی حمایت کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔

باقر کے اس جواب [illegible] ترچھی نگاہ سے دیکھا - اور اندرونی رازوں کی [illegible] لگے - باقر نے عرض کیا۔

قبلہ! کوئی ایسی بات [illegible] اظہار میں آپ سے تکلف کیا جائے؟

سنیاسی - تو پھر [illegible] میں توقف کا ہے کا۔

باقر - جناب مجھے کیا جانیں بھیم کا باشندہ ہوں - میرے بزرگ مہاجنی پیشہ کرتے تھے [illegible] - اسوقت انگریزوں [illegible] کی ضرورت ہے اس لیے مجھے طلب کیا ہے [illegible] سر ڈالا ہے۔

سنیاسی - معلوم [illegible] رہے ہو - مجھے [illegible] روز ہوئے ہیں - انگریزی لشکر میں رسد کا انتظام [illegible] آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں کسی [illegible] دروغ بیانی سے کام لیا - اور اصلی راز [illegible] سنیاسی [illegible] مجھے [illegible] کام جانے۔

باقر خان نے دیکھا [illegible] معمولی شخص نہیں ہیں - انگریزی لشکر کی خبر ان سے چھپی نہیں - بڑے قیافہ شناس بزرگ ہیں کس طرح [illegible] کیفیت تاڑ گئے اور دل کے پردہ [illegible]

"میری تمنا [illegible] آپ سے [illegible] - اگر آپ میری گستاخی کو بزرگانہ [illegible] ہیں۔

سنیاسی - [illegible]

باقر - آپ [illegible] ہے؟

سنیاسی - [illegible] مگر [illegible] میں [illegible]

کہ [illegible] مقرر [illegible] پڑتا ہے - اور [illegible] حکمت اور ریاست
[illegible] طرح [illegible]
میں [illegible] دروازہ [illegible] مارنا - گالیاں دینا - خرافات بکنا -
[illegible] تے روتے پھرنا - کبھی آتش غضب کے اشتعال سے [illegible]
[illegible] خصوص [illegible] پوشاک کی [illegible] ہے
[illegible] تبدیل ہیئت [illegible] عجیب [illegible] کہ باید
و شاید - [illegible] لباس سے کام [illegible] کے خوبصورت
بال بنائے - [illegible] کرکے
[illegible] ہوتی تھی
کہ انکی تبدیل [illegible] سے [illegible] انگریزی [illegible]
[illegible] بیان مشہور [illegible]
[illegible] حرکات و سکنات [illegible]
[illegible] گفتگو میں [illegible] اقوال [illegible] اور شیخی کے انشا پردازی کا [illegible]
[illegible] انگریزی [illegible] عربی - فارسی - [illegible]
[illegible]
[illegible] فوج کے کمانیر تھے - [illegible]
[illegible] فتح [illegible]
[illegible] فنون جنگ کے علاوہ [illegible]
فرانسیسی [illegible] کے ساتھ [illegible] انگریزی [illegible]
زبانوں میں قابلیت ہو گئی تھی -

[illegible] تبدیل ہیئت کر دی تھی تاکہ [illegible] کے انسان پہچان نہ سکیں
[illegible] لگا کر چہرہ [illegible]
بنا دیا تھا - [illegible] ساتھ رہتا تھا -
[illegible]
[illegible] ساتھ [illegible]

گئی [illegible] انہوں نے یہ چھٹی دیکھ کر آنکھیں کھل گئیں۔
یہ کہکر بکس سے لارڈ کیننگ کی چھٹی نکالی جس مین درج تھا۔
"باقر [illegible] شمال و مغربی اضلاع [illegible] خفیہ پولیس کے کمشنر مقرر کیے گئے ہین۔ [illegible] سرکار کمپنی سے پنشن ملتی ہے چونکہ وہ سرکار کمپنی [illegible] ثابت ہو چکے ہین [illegible] بضرورت امور ملکی [illegible] جاتی ہے وہ سمند عزیمت کو مہمیز کرین اور ممالک شمالی و مغربی [illegible] سرکشون اور باغیون نے جو [illegible] کیا ہے اسکو شکست کر دینے کی کوشش کرین۔ اور اُن [illegible] کے اطوار پر ہمیشہ نظر رکھین۔ تعجب نہین [illegible] نانا صاحب باجی راؤ ثانی کا پسر متبنے جو سرکار کا خطرناک دشمن ہے پیش قدمی کر بیٹھے۔ کیونکہ اُسنے ذخیرہ جنگ فراہم کر لیا ہے۔ اُسکو راستی پر لانا اور سرکار کا اقتدار اُس کے دل پر نقش کرنا باقر خان کا کام ہوگا کہین اُسنے علم بغاوت بلند کیا تو سرکشی [illegible] بہت قوی ہو جائے گی بالفعل ہماری اتنی ہی غرض ہے کہ باغیون پر [illegible] ہوگا ہم پھر تحریک [illegible] گے۔
[illegible] کا تذکرہ پڑھکر [illegible] کھڑے ہوئے [illegible] کے واہمے جاگزین ہونے لگے [illegible] زیادہ تر تو جوش اس بات کا تھا کہ [illegible] باندھ سکتا ہے۔ فرشتہ سیرت بزرگ سنیاسی کا عبادت خانہ بھی [illegible] سرکار کا کام [illegible] ہین۔ جہان تک اُنسے ہو سکے گا نانا صاحب کو [illegible] نہ دین گے۔"

باب تیسرا

"[illegible] اور [illegible]"

باقر خان رسالدار جنرل [illegible] سے رخصت [illegible] ڈاک بنگلے [illegible] آیا [illegible] آرام و آسایش کا سامان [illegible] کے بعد [illegible] انگریزی لباس [illegible]

[illegible] گیا تھا۔ [illegible] کا [illegible]

گزرتے ہوئے قدرت کی گلکاریاں مشاہدہ کر رہے ہیں - مگر دل پر اُٹھتے ہوئے غبار
اور طوفان بے تمیزی کے توجہ نے دماغ کو مختل کر رکھا ہے - کہ دفعتاً دو لیورو میں باتیں
کرتے ہوئے پاس سے نکل گئے - رسالدار خدا جانے کن پیچ و تاب کے [illegible]
ہوئے تھے چونک پڑے - انتشار [illegible] آگے بڑھنے سے روک دیا - عنان عزیمت
ہاتھ سے کھسک پڑی - سوچے بہت دور نکل آیا [illegible] چلنا چاہیے - چونکہ حضرت
سلامت جا [illegible] پر تھے - غیر [illegible]
[illegible] قسم کے تذکرے [illegible]

اس خیال کے جاگتے [illegible] دو [illegible] کب ماننے
والی تھی - آگے پیچھے [illegible] کنیاتے - آہستہ
آہستہ [illegible] ڈوبتے سے چلے
جاتے ہیں -

[illegible] باغ میں گھس گئے - یہ بھی پیچھا نہیں چھوڑتے
سایہ [illegible] نے وسط باغ میں پہونچ کر ایک تپائی
[illegible]

ایک [illegible]
[illegible]
[illegible] سے سمجھ لو میں
[illegible] باتیں میری زبان سے نہیں نکل سکتیں -
[illegible] مگر اطمینان [illegible]
[illegible]
اُس [illegible]
ہوتا تھا - قسم ہے [illegible]

کے پاس بھیجدے اور وہ تمھین بدخواہ قوم سمجھ کر تمھاری حرکتون کا تم سے مواخذہ کرے پھیر [illegible] سکتا۔ تمھاری کشتی حیات بحر فنا مین غرق کرائی جائے یا زندہ بچ سکتے ہو۔

اس کے بعد خموشی کا عالم طاری ہوگیا۔ دونون کے لبون پر مہر سکوت لگ گئی۔ کوئی پندرہ منٹ بعد دوسرے انگریز گارڈن نے زبان کھولی۔

"میکیر! بس اب تحمل کی طاقت نہین۔ ہیلنا میری آنکھ کا تارا ہے۔ وہ مجھے جان سے زیادہ پیاری ہے۔ کیونکر اس برگزیدہ دختر کو تم ایسے سفاک شخص کے ہاتھ مین دیدون۔ اولاد کے ہوتے لاولدی کا داغ کیونکر گوارا کرون۔ تمھارا جو جی چاہے کرو۔ باشد۔ مگر یہ بھی [illegible] رکھو! تمھاری بھی خفیہ جو سازشین جو در پردہ انگریزی حکومت پر لگاتے رہتے ہو۔ سرکار کمپنی کے روبرو اظہار کردی جائینگی۔ اس وقت تمھین بھی اپنی زندگی سے مایوس ہونا پڑے گا۔"

میکیر۔ دوست سمجھ رکھو! میری [illegible] ہے [illegible] تمھاری [illegible] دھمکی سے ڈر گیا۔ تم جانتے ہو [illegible] اس اور وہان کے جاسوس اور خفیہ پولس کے بڑے بڑے نامی انسپکٹر میرا سراغ نہین لگا سکے تو سینٹ [illegible] انگریز کس [illegible] آنکھون مین خاک ڈالنا کوئی بات ہی نہین۔ کاش [illegible] انگریزون سے کھول بھی دوگے تو [illegible] بنالین گے۔

اس کے بعد پھر [illegible] پڑگیا۔ رسالدار صاحب جھاڑیون مین دبکے ہوے دونون کی باتین [illegible] سنتے تھے۔ اُنھون نے قصد کیا [illegible] [illegible] صاحب کے پاؤن [illegible] پڑنے سے چرمراہٹ کی آواز [illegible] آواز سے میکیر چونک پڑا اور اُٹھ کر [illegible] [illegible] کے لیے [illegible]

[illegible] دونگا"

یہ کہہ کے [illegible] اور گارڈن [illegible]

اس وقت [illegible] آخر کسی حربے کے [illegible]

[illegible]

تم جانتے ہو وہ شخص کتنا [illegible] پوچھو [illegible] سچ ہے افسر آخر انہیں کا ساتھ دیتے ہیں۔ سخت باتیں سننا پڑتی ہیں۔

یہ کہہ کر [illegible] وہاں سے چلتا ہوا۔ اور گاڑی [illegible] ۔ باقر بھی جیب پاؤں جھاڑی سے [illegible] اٹھا لیا۔

[illegible] سڑک پر کام [illegible] ۔ باقر نے گاڑی کھول کر [illegible]

گارڈن اٹھ [illegible] گیا۔

[illegible]

ادھر [illegible] نکلے [illegible]

[illegible]

لاکھوں روپیہ صرف کر کے [illegible] باغ
نعیم کو اپنی [illegible] اختیار
دل چاہتا تھا کہ [illegible] کے
فواروں کی [illegible] تھا۔ خوشنما [illegible]
شیریں کے اشجار [illegible] درختوں کی تروتازگی
اور باغوں کو [illegible] میں
روشنی [illegible] ہوئی
عجیب دلکش کیفیت پیدا کر دی تھی۔

اس رفیع الشان [illegible] کے باشندوں کو گارڈن کی
حوصلہ [illegible] بدمعاش
میکسیر [illegible] اپنا کام نکالنا
چاہتا ہے۔ خیر اس وقت [illegible] آج
مطلب سیدھا نہیں ہو سکتا۔

[illegible]

گاڑی ڈاک بنگلے سے [illegible] پہنچا
[illegible]

[illegible] آفت میں
پھنس [illegible]
[illegible]
کہہ [illegible] سمجھا دیا [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہے ۔ اسی بدمعاش کی وجہ سے جا بجا لوٹ مار کا بازار [illegible] میری کا نام لیتا ہے
خدا جانے اس نام میں کیا جادو ہے اور کیوں اسکی یاد [illegible] دلایا کرتا ہے ۔ اگر کہیں
اُس سے [illegible] ہو جائے یا اسکا پتہ چلے تو فوراً مجھے خبر دینا ۔

باقر خان [illegible] کے بستر پر لیٹ رہا خیالات کا [illegible]
خدا تو میری مدد کرنا ۔ تیرے فضل [illegible] داری کے فرض سے سبکدوش ہو سکوں گا ۔
گو مجھے خواب میں بھی اُمید نہیں ۔ لارڈ کیننگ نے نانا کو بغاوت کا بانی مبانی سمجھ کر اوس پر
سخت نظر [illegible] معلوم [illegible] کا نام [illegible]
اور نہ آجتک میرے خیال میں کسی کو اسکی خبر ہوگی کہ یہ شخص [illegible] مجھے
بھی آج ہی اس [illegible] گا ۔ گورنمنٹ کے پاس اس [illegible]
[illegible]

اسطرح امید [illegible] سامنے [illegible]
خوش [illegible] باغ باغ ہو گیا ۔

[illegible] آئے کیونکہ
[illegible] کمشنر ہو کر یہاں آئے [illegible]
[illegible] انگریزی زبان میں اپنے [illegible]
[illegible] ہوں پڑتا [illegible] ہندوستانی
[illegible] انگریزوں سے [illegible] نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible] کا ذکر [illegible]
کیفیت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

زانو سے سر اٹھایا تو فرمایا۔

رسالدار صاحب [illegible] اور استقلال سے
کام لیا جائے تو اس آشوب [illegible] سے بچ کر نکل سکتے ہیں۔ گھبرانے کا کام نہیں ہے
تحمل و تامل سے کام لیا جائیگا۔ تو ساری مصیبت و آفت یکدم ہی کافور ہو جائے گی ظالمان
بدکردار [illegible] یہ بدکیش تا بیتا کون پیدا ہو گیا۔
میں نے تو [illegible] معقول انتظام ہوگا۔ نگران
[illegible] دیکھ بھال اچھی طرح کرتے رہیں گا۔

[illegible] رسالدار جبل بیگ کا استقلال اور سخن سنجی دیکھ کر پھولے نہ سمائے صدق
[illegible] موصوف کی تعریف کرتے ہوئے اپنے ڈیرے پر آئے اور گورنر جنرل لارڈ
[illegible] کی خدمت میں بھی اس [illegible] معروضہ لکھ بھیجا [illegible] میں بھی گا [illegible]
[illegible] لکھدی ہیں اور التجا کی تھی کہ ذات اقدس ضرور ان کا وشون
[illegible] تعمق ملاحظہ کریگی [illegible] اعلیٰ حضرت کے مرکب اجلال و موکب اقبال کی تائید
[illegible] ۔ فقط

[illegible] انگریزی

[illegible]

[illegible] مورات [illegible] سرخرام
[illegible]
[illegible] کیا [illegible]
[illegible] نفس [illegible] جل بھون سے
[illegible]
[illegible] تعجب نہیں [illegible] سلسلہ جنبانی
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] رسالدار صاحب [illegible]
[illegible]

بنگلہ تک پہونچنے میں کوئی ... منٹ لگے پہونچے ... دربان نے ... [illegible]
ملنے کی غرض دریافت کی۔

رسالدار باقر خان نے اپنا نام اور پتہ ... [illegible] ... انکی کوئی غرض
... [illegible] ... خاص ... [illegible]
شامل ... [illegible] ... انہوں ... [illegible] ... مسٹر
گارڈن ... [illegible] ... انکے پیام ... [illegible] ... آپکی
ملاقات سے آپ کو بہت ... [illegible]

چند منٹ ... [illegible] ... کو اندر لے گیا ... [illegible]
... [illegible] ... تھا ... اندر ... [illegible]

... [illegible] ... میں ... [illegible]

... [illegible] ... تھا ... [illegible]

جن کی شوخیاں ... [illegible]
... [illegible] ... چھوٹی ... میں خاص نفاست ... [illegible]

[illegible]

اس کے چاروں طرف تخلیات منڈلاتی ہوئی لگ رہی تھی۔ [illegible] ایک کرسی پر ایک انگریز بیٹھا ہوا تھا۔ رسالدار [illegible] مسٹر گارڈن یہی ہیں۔

گارڈن کی عمر تقریباً پچاس سال کی ہوگی [illegible] پایا جاتا ہے کہ مزاج میں [illegible] بیٹھا [illegible] دبلا [illegible]

باقر خان رسالدار کو [illegible] اور ایک [illegible] سے کہا [illegible]

باقر۔ [illegible] سلسلہ [illegible] گیا۔

گارڈن۔ آپ [illegible] سے تشریف لائے۔

باقر۔ پہلے [illegible] آئین۔

آپ ہی مسٹر [illegible]

باقر خان [illegible] انگریز [illegible] شروع کی تھی۔

گارڈن۔ ہاں [illegible]

باقر۔ [illegible] آپ کے پاس بھیجا ہے۔

گارڈن۔ [illegible]

باقر۔ وہ بات [illegible] کے

تیسرے [illegible]

اور [illegible] اس وقت [illegible]

عرض کرونگا۔

[illegible]

باقر۔ [illegible] استفسار کرنا ہیں۔

گارڈن۔ شوق سے پوچھیے۔

باقر۔ آجکل جس کام [illegible] اُس مین [illegible] شخص [illegible]

ہے جنوں کے کھوتے [illegible] سمجھے [illegible] ارغار بن سنگھ [illegible] آپ اُنکی ہر طرح سے

اعانت کرنے کو طیار [illegible] دے چکے ہین۔ اور [illegible]

اُنکا ساتھ دونگا۔ چنانچہ اسی باب مین آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔

گارڈن۔ مجھے بھی آپ کی اس [illegible] کیونکہ آپ مسٹر میکبر

کے سچے دوست ہین۔ اور [illegible]

ہو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] یقیناً [illegible]

لفظ سے کام نکالو [illegible] ہے۔

باقر۔ اچھا [illegible] درست ہے [illegible] صاحب

ہے۔ [illegible] میکبر نے [illegible]

[illegible]

گارڈن۔ آپ [illegible]

[illegible]

باقر۔ ابھی [illegible]

[illegible] صاحب باقر خان کا منہ تکنے لگے۔

[illegible] کے قریب آگئے۔

[illegible] آپ کسی طرح سے میری ذات پر مشکوک ہونگے۔ میکبر صاحب

[illegible] کام [illegible]

[illegible] مشتبہ ہوجانے کا خوف [illegible]

[illegible] لفظ مجھے [illegible] کرادیا۔

گارڈن۔ شفیق! میری گستاخی معاف کیجئے گا۔ فضول ہی آپ سے [illegible] بڑے سچے آدمی ہیں۔ پھر آپ اپنی خواہش [illegible] اظہار کریں کیا چاہتے ہیں۔؟

اتنے میں باہر سے کسی نے گارڈن کا نام لیکر پکارا۔

آواز کچھ پہچانی ہوئی تھی۔ مگر آواز کس کی تھی یہ قیاس سے باہر بات تھی۔

گارڈن [illegible] کر باہر گئے اور خانصاحب متحیر و سراسیمہ بیٹھے بیٹھے الجھن میں پڑ گئے۔

بہت دیر ہو گئی۔ ابھی گارڈن صاحب پلٹے نہیں۔ طرح طرح کے فاسد خیالات لوح سینے [illegible] کیا میری [illegible] صاحب کو کچھ شک ہو گیا لیکن [illegible] نشان چہرے سے ظاہر نہ تھا۔ اور نہ ابھی تک کوئی بات ہی [illegible] گئے ہیں۔ پھر کیا میکیر کے پاس استفسار [illegible] ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ ابھی آدمی پلٹا نہ ہوگا۔ راستہ دیکھ رہے ہوں گے۔

الغرض جتنی دیر ہوتی تھی [illegible] صاحب کا توحش [illegible] اپنے [illegible] دیکھئے [illegible] اتنی دیر [illegible] سے تو سمجھ لونگا۔ ضرور کچھ خطرہ ہے۔ میں [illegible]

باقر نے جیب سے گھڑی نکال کے میز پر رکھ لی۔ پانچ منٹ گذر گئے۔ کوئی بھی نہ آیا۔

[illegible] رشتہ و [illegible] باہر نکلے [illegible]

[illegible]

ذیل کا [illegible] درج تھا۔

دوست من!

جس مقدمے [illegible] آپ مجھ سے مشورہ لینا چاہتے ہیں وہ [illegible] تو آپ کا مافی الضمیر جانتا ہی ہے جس کمرے میں ہم آپ سخن سنج تھے۔ وہ اس لائق نہ تھا کہ [illegible] کیا جائے۔ میرے اس باغ میں اس سے بہتر راحت منزل کا ایک [illegible] ہے۔ یہاں کوئی شخص آ نہیں سکتا۔ لہذا آپ یہاں تشریف ارزانی فرمائیں۔ راستہ دیکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ حامل رقعہ کے ہمراہ آپ قدم رنجہ فرمائیں گے۔

آپکا مخلص دوست

گارڈن

رقعہ پڑھ کر باقر خاں کے دل [illegible] قسم کی گتھیاں پڑ گئیں جنکا سلجھانا امکان سے باہر ہو گیا۔ [illegible] بیٹھکر باتیں [illegible] تھی۔ مجھ سے کہتے [illegible] اس قسم کی باتیں کرنا [illegible] گفتگو [illegible] جب کچھ دیر یہاں [illegible] قسم کی وحشت [illegible] جب ایک شخص نے انکا [illegible] کیا معاملہ ہے۔ کیوں مجھے [illegible]

ان امور کی تفسیر سمجھ میں نہیں آئی [illegible] پیش نظر ہیں [illegible] زیادہ [illegible] انگریز [illegible]

فضل خدا شامل حال ہے اور سرکار کمپنی کا اقبال یاور ہے تو یہ کس کھیت کی مولی ہے یہ لیکن اسکی حرکتیں ضرور ناشائستہ ہیں۔ وہ خطرناک شخص ہے اسکے حالات [illegible] دریافت کر لینا میرا پہلا کام ہے اسکی شرمناک [illegible] اور [illegible] کلیجہ پر چوٹ لگتی ہے۔ اس روز دیکھا تھا کم بخت میں کیسی دھینگا دھینگی تھی۔ خیر اب چلتا ہوں باشندہ۔ مسٹر گارڈن دیکھیں کسطرح پیش آتے ہیں۔

یہ سوچکر [illegible] کے ساتھ ساتھ گارڈن سے ملنے چلے۔ جب باغ میں پہونچے چپراسی نے دوسرے شخص [illegible] اس آیا۔ چپراسی ہاتھ تھامکر علیحدہ لے گیا۔ اور خدا جانے کیا سمجھایا۔ باقر خان مطلق نہ سمجھ سکے۔ کیا کہا اور علیحدہ لے جانے کا کیا منشا ہے۔

پندرہ منٹ [illegible] شخص ہمارے دوست کو ایک دوسرے کمرے میں لیگئے [illegible] دروازے پر پہونچکر بولا۔

"حضور جائیں۔ اسی کمرے میں صاحب [illegible] افروز ہیں"

[illegible] گھس گئے۔ ایک ٹیبل اور ایک کرسی پڑی ہوئی تھی۔ لیکن گارڈن کا نام و نشان نہ تھا۔

باقر خان نے کئی بار مسٹر گارڈن مسٹر گارڈن پکارا مگر جواب [illegible] تھا

[illegible]

اب اور بھی سراسیمگی [illegible] وحشت پیشوائی کو دوڑی شکوک بڑھتے ہی گئے جا با باہر نکل جائیں ایسا نہو پنجرے میں بند کر دیا جاؤں۔ دروازے کی طرف بڑھے [illegible] چپراسی چپراسی کئی دفعہ ہانک دی [illegible] بولا۔

[illegible] ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ بے ایمانی جعل ہے شرارت [illegible]

[illegible]

توڑنے کی نیت باندھی وہ [illegible] باہر ثابت ہوئی - [illegible] الی - بابا آدم کے زمانے [illegible] - ایک مقام پر کھنگی کے سبب کچھ اینٹیں کھسک پڑی تھیں - [illegible] اینٹ نکالنے لگے - کچھ محنت بھی سوا رکھ [illegible] چار پانچ اینٹوں کے [illegible] پھینک بھی دیے طبیعت [illegible] شگفتہ ہوئی - سمجھے [illegible] برادی ہو سکے گی - نقب [illegible] سے کمرے کے اندر کی سڑی ہوئی عفونت نے دماغ پراگندہ کر دیا - وہ سڑا [illegible] دی جاتی تھی - سر [illegible] احال [illegible]

[illegible] کی سمت بیلچے - اور مسٹر گارڈ [illegible] دیں - مگر اب [illegible] سر مار اشغوالی ہوئی - سمجھے [illegible]

[illegible] - اب بڑے پھنسے - سر [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] گئے - مگر [illegible] رو [illegible] رہا - [illegible] ان [illegible] تعجب نہیں استفراغ ہو جا [illegible]

[illegible]

اوجالا آرہا ہے۔

خانصاحب باؤلے کتے [illegible] اندر دوڑ [illegible] مقام
پر زمین پر زانو ٹیک دیے۔ اور ناک [illegible] سر دھنیچکر دروازے کی طرف جو آواز نظر سے
ضرور دیکھ [illegible] سنگ آمد سخت آمد سمجھے [illegible] اس کون
گا [illegible] اسی نے غضب کا دھوکا دیا۔ مگر نہیں یہ سراسر غلطی ہے وہ نیک
نہاد معاف طینت [illegible] شخص ہے۔ وہ جعل فریب [illegible] اگر اسے مجھ پر کچھ بھی شک
ہوتا تو وہ ابتدا [illegible] ملاقات ہوئی تھی بدظن ہو جاتا اور گھل مل کے باتیں کرکے
یا تو مجھے وہاں سے ہٹا دیتا یا [illegible] کوئی جگت سوچتا۔ لیکن وہ تو کس سادگی سے پیش آیا
اسکی نیت کبھی خراب [illegible] بھی صورت سے فرشتہ خصلت عیاں [illegible]
[illegible] اسی [illegible] گرفتار کرا دیا۔

شاید آواز دینے والا شخص میگر ہی ہو۔ اب یاد آیا جس شخص نے گارڈ [illegible]
[illegible] صدا میگ [illegible] یہ برحق ہے
پیش آئی [illegible] میں ہے

ابھی تک خانصاحب [illegible] طبیعت سنبھلی نہ تھی [illegible] اشیوں سے
گھن چکر بنا ہوا تھا [illegible] تحمل [illegible] ہیں
مجھے ست [illegible] سے کچھ ہاتھ [illegible] ندارد۔ سونے
[illegible]
دو لتمند [illegible] کرسکتا ہے [illegible]
چین کی طرف [illegible]
[illegible]
[illegible] نکل سکتے ہیں [illegible]
[illegible]
ہوتے [illegible]
[illegible]
دل میں آ [illegible]

پنڈ کلین - رات بھر کے کسل [illegible] ہی بیٹھے - نیند آ گئی - اور لگے خراٹے بھرنے کوئی گھنٹہ دو ڈھائی گھنٹے سوئے - جب بیدار [illegible] کے دروازے پر کسی کے پاؤں کی آہٹ محسوس ہوئی [illegible] دروازے کے پاس گئے - معلوم ہوا کہ دو شخص دروازے [illegible] کچھ سلوٹ کر رہے ہیں -

ایک شخص - آپ کی مرضی کے مطابق [illegible] نہیں ہو سکتا - [illegible] جنگل [illegible] ابھی کا مکان ہے - وہیں اسکا کفن دفن کیا جائے تو اچھا ہے پولس کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوگی - اور [illegible] اس بات کا پتہ لگے گا -

دوسرا - نہیں صاحب یہ [illegible] بارانِ دیدہ کا ہے [illegible] تو یہ پہنچے [illegible] ہم [illegible] باہر نکالو [illegible] قضا کر [illegible] دیکھیں دوست [illegible] یہ کام کر دیا [illegible] آؤ [illegible] دیں -

پہلا - آپ کے [illegible] بھلا ابھی آج تک ایسا ہوا ہے کبھی [illegible] کی ہے مجھ میں اتنی مجال [illegible] کسی [illegible] گئے - اتنا [illegible] کر دیا -

[illegible] عجلت کی جائے [illegible] ہے دیر [illegible] نہیں اس کے [illegible] مہربان منا سب [illegible]

تو وہ ضرور ہمارے منصوبے میں رکاوٹ ڈالدیگا یعنی قتل نہونے دیگا۔

پہلا - یہ تو میں بھی جانتا ہوں گارڈن صاحب حاشا اس ناشایستہ حرکت کے روادار نہونگے۔ اگر آپ اُنکا پیرس والا معاملہ نہ جانتے ہوتے تو کل بھی اس کام کو منظور نہ کرتے اور نہ اسے قید ہونے دیتے۔ پھر بھی مین یہ ضرور کہونگا ایسے کام مین عجلت کرنا اچھا اور یہ خرابی لاتا ہے۔ اتنے بڑے معاملے مین جلدی کرنا کس نے کہا ہے۔ پہلے آپ اپنی بچت کی صورت نکال لین۔ پھر اس کام مین ہاتھ ڈالین۔ جلدی کرنا محض حماقت ہے۔

دوسرا - برادر! تم سمجھتے نہین۔ اس کے ہلاک ہوجانے سے بہت بڑا نفع یہ ہے کہ گارڈن میرے ہاتھوں کی کٹھ پتلی ہوجائیگا جب جی چاہونگا نچاؤنگا۔ اور اگر یہ حیات [illegible] اور حمایتی مل جائیگا۔ اور [illegible] پھر [illegible] بچتا [illegible] اُسے جعل فریب چھل کپٹ سے نفرت [illegible] تک اس پھنسی چڑیا کو مکر وکید کے پنجرے مین بند نہ رکھیں [illegible] کے اُڑ جائے گی۔ اور ہمارے رازون پر پڑا ہوا پردہ اُٹھادیگی اسوقت کچھ بنائے نہ بنیگی۔ اور مفت مین ہم لوگ زحمت مین پھنس جائینگے۔ گارڈن کی تو خوشی اسی مین ہے۔ یہ قید رکھا جائے پر قتل نہ کیا جائے قید کرنے [illegible] کی غرض کچھ اور ہی ہے۔ مجھے اُسکی ذات سے نت نئے خلجان پیدا ہوتے جاتے ہین۔ اتفاق سے یہان کل مین عین موقع پر آگیا ورنہ گارڈن میری ساری قلعی اس شخص سے کھول دیتا۔ [illegible] نہ تھا آج مین پھانسی پر لٹکا ہوتا اس لیے شفیق آج یہ کام کرڈالو۔ معلوم ہوتا ہے کلورافارم کے سبب ابھی اُسے ہوش نہین آیا۔ جاؤ اسی وقت جہنم واصل کردو۔ سوتے مین حلقوم پر چھری [illegible] کسقدر آسان بات ہے۔

اس کے بعد سناٹا چھا گیا [illegible] تھی۔ [illegible] کی بات سنیگا کون بے گناہ [illegible] کھلونے کی طرح کوٹھری مین چُپ ساکت سمجھا بیانہ [illegible] مہمان ہون [illegible] مجھے [illegible] قسمت کی [illegible] لے لیگا۔ اس وقت جس مصیبت نے گھیر رکھا [illegible] سے [illegible]

[illegible]

نہ ملے گا۔ کاش رحمدل گارڈن [illegible] آجائے اور مجھ نیمجان کو اس خونخوار کے منہ سے چھڑالے۔ افسوس اپنی ضد اور اپنی خو [illegible] دھونا پڑا۔ خدا جانے سیلیر نے [illegible] دغنا دنکالا۔ مین تو سمجھا تھا گارڈن سے ملونگا خفیہ [illegible] اُس مرد خدا کو اس ظالم کے ہاتھون سے بچاؤنگا مگر خود ہی پھنس گیا۔

کیون اتنا گرانبار ہے جورخت سفر بھی
اے راہرو ملک عدم اُٹھ نہین سکتا
ہرداغ معاصی مرا اس دامن تر سے
[illegible] سر کاغذ نم اُٹھ نہین سکتا

باقر شان کے [illegible] شرارے نکل ہی رہے تھے کہ [illegible] کے قفل کھلنے کی آواز آئی۔

باقر آہستہ آہستہ [illegible] گیا۔ آنکھ [illegible] ساتھ ہی [illegible] کمرے مین [illegible] تھا۔

سیلیر نے [illegible]

"عبدل ذرا دیکھنا تو [illegible] اسکی حالت کیا ہے۔

عبدل باقر [illegible]

[illegible] نہین ہے [illegible]

[illegible] کرلی تھیا [illegible]

[illegible] سب ہے۔

[illegible]

خدا کو یاد کرنے لگا۔ اے رب بے نیاز اے کریم کارساز اس اکفر کے ہاتھ سے بچالے۔ اے معبود تیرا ناچیز بندہ کس مپرسی کی حالت میں ظالموں کے ہاتھ [illegible] گرفتار ہے آہ! میری فریاد اسوقت بھی بے اثر۔ میری گریہ وزاری اب تک بے نتیجہ۔ تو ہی اپنے عاصی بندہ کا نگران ہے۔ تیرے سوا داد فریاد سننے والا کون۔

باقر دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا۔ اتنے میں عبدل نے کلورافارم کی شیشی باقر کی ناک کے پاس لگادی۔ باقر سانس کھینچکر چپ چاپ پڑا رہا۔ شیشی سے پہلے ہی دفعہ کی بو دماغ میں سرایت کر گئی۔ دماغ [illegible] سے معلوم ہوگیا کہ یہ صرف کلورافارم ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں کسی اور زہریلی اور سنسنی دوا کی آمیزش ہے۔ کلورافارم کی [illegible] کام باقرخان سے چھپے نہ تھے۔

کوئی دس منٹ کے قریب باقرخان دم کھینچے ہوئے پڑے رہے عبدل شیشی لیے چلدیا۔ چلتے وقت اُسنے پھر ایک مرتبہ ناک پر ہاتھ رکھا اور دیکھ لیا کہ سانس کی آمدوشد میں کچھ کمی ہوئی یا نہیں۔ اُسے معلوم ہوا شاید دم نکل گیا سانس چلتی نہیں عبدل میکیر کے پاس پہونچکر بولا۔

"معلوم ہوتا ہے آپ کا دشمن ٹھنڈا ہوگیا۔ اب آپ کو کچھ بھی کاوش کرنی نہ پڑیگی۔ خدا نے کام بنا دیا۔ آپسے آپ بکھیڑا طے ہوگیا۔

یہ کہکر عبدل کوٹھری کے باہر نکلا اس کے ساتھ میکیر بھی۔ دروازے میں قفل لگ چلتا [illegible] اپنے دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ تیری رحمت سے اس مرتبہ بچ گیا۔ چونکہ تمام [illegible] تھا۔ اسوقت بھوک کی شدت سے کمزور بھی ہوگیا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد نیند آگئی۔

باب چوتھا

[illegible]

کچھ رات [illegible] کہ یکایک سے [illegible] دوست [illegible] گئی۔ آنکھ [illegible] ہوا۔ اب بس [illegible] شاید عبدل اور میکیر جان سے [illegible] اور [illegible]

باقر خان [illegible] دروازے پر لگی ہوئی تھیں - میکیر اور عبدل تو نظر نہ آیا - بلکہ بجائے [illegible] خوبصورت نوخیز لیڈی ہاتھ میں لیے [illegible] خانصاحب کی جانب بڑھتے دکھائی دی - انہوں نے سوچا میرا آفتاب زندگی لب بام ہو رہا ہے یہ جنت کی حور چودھویں رات کے چاند کی طرح نور برساتی ہوئی کیوں آ رہی ہے - خانصاحب کشمکش و پنج کی حالت میں لیٹے ہوئے اس پیکر حسن کی دلفریب تصویر کو بغور دیکھ رہے ہیں - نوخیز لیڈی خراماں خراماں خانصاحب کے پاس آئی اور جسم کو حرکت دینے لگی - خانصاحب نے آنکھ کھول دی اس نے اشارے سے کہا - [illegible] چلیے

خانصاحب - آپ [illegible] کیا [illegible] کے لیے آپکو زحمت اٹھانا پڑی ہے -

کمسن [illegible] ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اشارہ [illegible] نکلے باقر [illegible] کھڑکی سے باہر نکلے کمسن لیڈی نے [illegible] کر دی - [illegible] ایک سمت کو چلی اسوقت باقر [illegible] سیڑھی سے نیچے اترنا پڑا کمسن [illegible] دوست کو ایک کمرے [illegible] اس کمرے [illegible] سمجھے - ان آدمیوں [illegible] کی آواز [illegible] گفتگو [illegible] کہ اس [illegible] وقت [illegible] نہ تھا -

[illegible]

باقر - جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہوگا کہ آپ کون ہیں [illegible]

لیڈی - جناب! میرا نام ہیلنا ہے - میں مسٹر گارڈن کی صاحبزادی ہوں -

اسوقت میاں باقرخان شاہراہ کی سڑک پر ایستادہ تھے - ہوا کے سرد جھونکوں سے دل شگفتہ ہوگیا - وہ الجھن مٹ گئی جو گھڑی بھر ادھر تھی - اسوقت کی بہار ہی اور کیفیت ہی نرالی تھی - جدھر نگاہ جاتی ہے گلزار [illegible] بہار کی فضا نظروں میں سماجاتی ہے - پھول مہک رہے ہیں - سڑک کے دورویہ پارک کا سبزہ زار دماغ میں طراوت پہونچا رہا ہے - لب سڑک درخت قطار در قطار اپنی خوش قدی پر اترا رہے ہیں - باقرخان نے ایک تنگ و تار کوٹھری سے نکلکر یہ فرحت بخش نظارہ دیکھا آنکھیں ہری ہوگئیں - کلیجے کا کنول کھلکھلا اٹھا - وابستگی کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے - کل شب کھانے کو نہیں ملا تھا [illegible] غلبہ کیا جسم کی توانائی زائل ہوگئی - انگلی سی پھرتی [illegible] رہی - کلورا فارم کی حرارت نے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیے تھے - چلنا دوبھر ہوا [illegible]

باعث دیر [illegible] ہونے لگے [illegible] بہت بڑی تکلیف اٹھائی ہے [illegible] اس ہوشیار ہیلیر سے اپنا [illegible] ہوگا - اور کبھی ذہن میں آتا ہے گو اسوقت ضعیف - کمزور نڈھال ہوں مگر [illegible] - کیا نہیں ہوسکتا - چلو ایک دفعہ پھر قسمت آزمائی کریں - آج ہیلیر اس مکان میں آیا ہوا ہے [illegible] تشریف رکھتے ہیں ضرور کچھ نہ کچھ راز کی باتیں ہوتی ہونگی - دام تزویر پھیلائے جانے کی تدبیر [illegible] ہونگی - ہیلیر کی ماہیت کھل جائیگی - اگر میں اپنی دانش [illegible] ہیلیر کو گرفتار کر لیا تو سمجھونگا آج میں [illegible] استقلال کے [illegible] ہوسکا - اس کے علاوہ گورنمنٹ میں بھی کسیقدر سرخروئی حاصل ہوگی -

[illegible]

مقام مین قدم رکھنے کا شایق نظر آرہا ہے۔ کیا اُسے اپنی جان جانے کا خوف نہین [illegible]
[illegible] انگا [illegible] گر نہین وہ سمجھتا ہے میکلیر میرے
[illegible] ۔ اب کی دفعہ بھی زندہ نہ چھوڑیگا۔ لیکن [illegible] کسی حالت مین
آرام نہین ہے۔ اُنکی سرشت ہی نرالی ہوتی ہے۔ اُنکے جذبات ہی کچھ اور ہوتے ہین
[illegible] مصیبت [illegible] شمار نہین کرتے۔ وہ اپنی دُھن کے پکے ہوتے ہین
اپنی حُسن سعی و حُسن خدمات سے بادشاہ وقت کے پیارے [illegible]
جو ہو دلکشا [illegible] فرح بخش ہوا لگنے سے ہمارے شیر کی نیت بدلگئی۔ اُسنے
سوچا۔ میکلیر کو سامنے پاکر مجھسے کبھی نہ چھوٹ [illegible] مکان اُسے گرفتار ہی کرنا
[illegible] میکلیر۔ اسکی تو کوئی فکر نہین۔ البتہ مسٹر
گارڈن کی صاحبزادی نے میری [illegible] سے ضرور عجیب
[illegible] میکلیر سے انتقام لینا ہے۔ کاش [illegible]
[illegible] نہ دے تو کیا [illegible] ساتھی شمار کرکے مخالفت پر کمر باندھونگا
[illegible] مقدمہ بازی [illegible] یگا۔ اور عجب
نہین [illegible] میکلیر کچھ [illegible] جائے۔ اور فرض کرو جرم ثابت ہوگیا۔ عدالت
[illegible] باغی قرار دیکر حبس دوام کی سزا [illegible] اُس وقت مین
[illegible]
[illegible]

اگر [illegible] تھا وہ جفا کار میکلیر میری [illegible]۔ اسلیے
[illegible] اس طرح چھوڑ دینا
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

کہا دو چار پیسے کا کچھ سودا دیدے - اتفاق سے سوائے ستو اور چنے کے اور کوئی خوش ذائقہ چیز نہ تھی - ادھر بھوک تنگ کیے تھی - پیاس سے حلق خشک ہو رہا تھا - چنے اور ستو نعمت عظمیٰ بنگئے - خانصاحب نے دو تین پیسے کے ستو اور چنوں سے پیٹ کو دھوکا دیا - پانی پیا - حواس بجا ہوے - بدن مین توانائی آئی - دکاندار سے استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ پاس ہی پولس اسٹیشن ہے - وہاں کانسٹبل اور ایک داروغہ رہتے ہین مکان کے حالات دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مسٹر گارڈن کی کوٹھی مین شب کے وقت ایک صاحب معہ چند رفقا کے آتے ہین - خوب دھما چوکڑی مچی رہتی ہے -

خانصاحب نے پوچھا - صاحب کا نام کیا ہے -؟

بنیے نے کہا - نام تو مجھے معلوم نہین - مگر ہین انگریز -

خانصاحب - میرے آقاے نعمت - جنکے یہان مین ملازم ہون آجکل یہان آئے ہوے ہین - مگر کیا کہون انکے آنے کے بعد ہی مکان پر چوری ہوگئی ہے اسی بابت مین میکیبر صاحب کے پاس آیا تھا - خیر تم ایک کام کر سکتے ہو - یہ لو ایک روپیہ کی مٹھائی چکھنا - [illegible] ساتھ چلو - سڑک پر کھڑے رہنا جب صاحب بہادر نکلین تو [illegible] اطلاع مجھے دینا - جب تک مین چوکی پر خبر دینے جاتا ہون -

بنیا - [illegible] ٹھہرا رہنا ہوگا -

خانصاحب - بہت نہین - کوئی دس منٹ انتظار کرنا - مین ابھی آتا ہون - تمھین اور [illegible] دونگا -

یہ کہہ کے جیب سے ایک روپیہ نکالا اور بنیے کی ٹوکری [illegible] دیا -

بنیا پولس کا نام سنکر پہلے تو [illegible] جھجکنے لگا - مگر [illegible] اور زر نقد پانے سے راضی [illegible] ہوگیا -

[illegible] پولس اسٹیشن کا پتہ پوچھکر [illegible] روانہ ہوا -

[illegible] پولس چوکی [illegible] قسمت سے داروغہ صاحب اور آٹھ پولس کانسٹبل موجود تھے - اپنا نام و نشان بتا کر خانصاحب نے مدد مانگی - لیکن داروغہ صاحب نے [illegible] ثبوت طلب کیا -

[illegible] جاسوسی طبقے کا ممبر ہون [illegible] تفتیش جرائم [illegible] مجھے [illegible]

پولیس اسٹیشنوں [illegible] امداد دے لوں - اب فرمائیے ہماری مدد کر سکتے ہیں اور جو میں حکم دونگا آپ اس کے عامل بن سکیں گے۔

داروغہ صاحب نے کچھ چون وچرا نہ کی - جھٹکے سے اٹھے اور کانسٹبلوں کو ہمراہ لیے خانصاحب کے ساتھ بنیے کی دکان پر آئے - اتنے میں گرجے سے آٹھ کا گھنٹہ بجا - بنیے سے معلوم ہوا ابھی تک اس مکان سے کوئی بھی برآمد نہیں ہوا - چار مجیم وتنومند کانسٹبلوں کو معمولی پوشاک پہنا کر باقر خان نے اپنے ساتھ لیا - داروغہ اور دو کانسٹبلوں کو گارڈن صاحب کی کوٹھی کے پشت پر مخفی کیا اور دو کانسٹبلوں کو باہر پہرے پر مقرر کر تاکید کردی کہ اس مکان سے جو شخص باہر نکلے بلا تامل گرفتار کر لو - اگر مدد کی ضرورت ہو تو داروغہ صاحب اور کوٹھی کی پشت پر چھپے ہوئے سپاہیوں کو آواز دے لینا۔

خانصاحب نے اسطرح انتظام کر کے بنیے سے چابی مانگی -

دکاندار پولیس کانسٹبلوں اور داروغہ کو دیکھتے ہی دنگ ہو گیا [illegible] جیلہ [illegible] کے سامنے پھینک دیا۔

خانصاحب نے ایک کنجی نکال [illegible] کے پھونک کر دیکھا - صاف سیٹی کی سی آواز پیدا ہوئی -

خانصاحب نے داروغہ [illegible] سے کہا

"میں چار کانسٹبلوں کو ہمراہ لیکر [illegible] گرفتار [illegible] ہوگا یا کوئی خطرہ [illegible] اس [illegible] سے سیٹی دونگا [illegible] لیے ہوئے [illegible]

[illegible]

اسوقت تو وہان دربان کا نام بھی نہ تھا - ہوسکتا ہے ہیلنا نے کسی چالاکی سے
اُس دربان کو ہٹا دیا ہو اور خانصاحب کو وہ نہ دیکھ سکا ہو - لیکن اب تو عزرائیل
کی طرح گردن پر سوار ہے - کیونکر یہ شیطان یہان سے بھگایا جائے -

خانصاحب اس کشمکش و پیچ مین پڑے ہوے کچھ دیر سوچتے رہے دل مین
ٹھن گئی بغیر اس موذی کے دور کیے کام چلنے کا نہین - لیکن یہ کیونکر ہٹایا جائے - ایک
طریقہ ہے اگر اسکا منھ بند کردیا جائے اور گرفتار کرکے کسی علیحدہ مکان مین بند
کرادون تو بیشک مطلب براری ہوسکتی ہے - خانصاحب [illegible] سے صلاح
کی اور ایک کانسٹبل سے رومال لیکر آگے بڑھے - اور دربان سے جاکے پوچھا -

باقر - بابو صاحب! یہ کون حاکم کی کوٹھی ہے -

دربان نے خشکی سے جواب دیا -

کچھ کہو گے بھی کیا کام ہے - [illegible]

باقر خان نے لپک کر دربان کی گردن مین رومال کا پھندا ڈالا اور اینٹھ کر اپنی
[illegible] دربان غین غین کرتا زمین پر لوٹ گیا [illegible] کے جمعدار
تاک ہی مین تھے [illegible] کی طرح پانی کاٹتے دربان کے سر پر موجود
ہوگئے - اور اُس کے ہاتھ [illegible] منھ مین کپڑا ٹھونس دیا اور اُٹھا لے
چلے [illegible] دربان کا کوئی حواسی پوسر [illegible]
دیکھ رہا تھا - کیونکہ [illegible] نے صدا دی -

[illegible] گول بال [illegible]

آواز سنتے ہی باقر [illegible] تاڑ گئے کہ یہ تو کوئی پہچانا ہوا شخص بول رہا ہے
[illegible] نے بھی آواز [illegible]

[illegible]

[illegible] آواز [illegible] جاؤ [illegible]

[illegible] آیا اور [illegible]

[illegible]

[illegible] تب [illegible]

گارڈن کی اس لمبی چوڑی اسپیچ سے [illegible] کے خفیہ
[illegible] کا کچھ پتہ لگ گیا۔ ہائے گارڈن جیسے سنجیدہ اور متین شخص بھی میکبیر کے ساتھ [illegible]
فرانسیسی کے خون میں لت پت ہیں۔ معلوم ہوتا ہے میکبیر اس بچے سے باخبر ہے اور اسی خفیہ
قصے [illegible] دینے کی وجہ [illegible] گارڈن کو دیا کرتا ہے اور مسٹر گارڈن ہمیشہ سر نیچا
کر لیتے ہیں۔ تو کیا گارڈن خونی ہیں۔ کاش خونی بھی ہیں پھر بھی اب تو بدمعاش میکبیر کے ہم خیال
نہیں معلوم ہوتے۔ اُس کی [illegible] سے ہمیشہ [illegible] رکھتے ہیں۔
اس [illegible] اور [illegible] محبت سے آلودہ کرنا قرین انصاف نہیں
ہے میکبیر گارڈن سے عداوت [illegible] اور اُسکو تباہ کیا چاہتا ہے۔
[illegible] لگا رہے تھے اتنے میں [illegible] عبدل کی
آواز سنائی دی۔
"حضور میری بھی ایک التجا ہے۔"
میکبیر۔ تم [illegible]
عبدل۔ آپ کس مشورے کے لیے آئے تھے اور [illegible]
[illegible] کیا تھا۔ میری رائے میں اور کام [illegible] الا سے طاق رکھنا چاہیے
اسوقت [illegible] پیش ہے۔ [illegible] اور
[illegible] شخص [illegible] سے لیگا۔ کہ کیا انتظام کرنا چاہیے کن طریقوں
سے [illegible] ہو سکتی ہے۔
[illegible] خون [illegible] سنگھ کے نام سند لا دینے
[illegible] بغاوت برپا کر دیگا۔ وہ ان
[illegible]
[illegible] مراعات مل سکتے ہیں۔ آپ لوگ
[illegible] قدرت الٰہی او [illegible]
[illegible] کے پاس [illegible]
بیس لاکھ روپیہ [illegible] اس بادشاہ کے پاس [illegible]
[illegible] بندوق [illegible] جاتے ہیں۔ آس

بادشاہ کے پاس جس کے یہان ٹوٹی پھوٹی توپ ہو۔ گوروں کے توپخانے اور ہزارہا قلعہ شکن توپین بہم پہونچتی جا رہی ہین جس ساقط الاختیار اور بے اعتبار بادشاہ کو کوئی رئیس خط بھیجنے کا روادار ہو اُس کے پاس چارون طرف سے عمائد ملک کی عرضیون پر عرضیان چلی آتی ہین۔ ہندو [illegible] بڑا راجہ یا نواب ہوگا جسکا کوئی وکیل یا کوئی آدمی دلی شہر کے گلی کوچون مین چھپا ہوا نہ پھرتا ہو۔ اسوقت دلی کے دیکھنے سے حقیقت کھلتی ہے کہ اس مردہ سلطنت تیموریہ کے نام نہاد بادشاہ کو کتنے ہندوستانی دلمد [illegible] ایسی حالت مین تغافل شعاری سے کام لینا آپ پر فطرت لوگون کی شان [illegible] ہے۔ اب بغاوت کی بارود جمع ہو گئی ہے صرف [illegible] دیر ہے۔ ہندوستان آپکا ہے اور آپ ہندوستان کے خدا کے لیے آپ اس [illegible] یار آئین۔ آپسے [illegible] رگڑے مردے اکھیڑنا کس نے کہا۔

گاردن ۔ عبدل! تم سچ کہتے ہو مین بہرحال تمھارے نیک بدمین شریک ہون [illegible] ہزار روپیہ [illegible] مین [illegible] ۔ مگر تم لوگون کو پھر قول ہارنا پڑیگا۔ کہ پھر کبھی مجھکو [illegible] ہوگے۔ اور روپیہ سے لینے کے بعد مجھ سے کسی قسم کا سر [illegible] ۔ بلکہ تم لوگ مجھ سے [illegible] ۔ اگر یہ باتین منظور ہون تو [illegible] اسی وقت ساٹھ ہزار روپیہ کا چک لکھے دیتا ہون۔ آگرہ بنک سے تمھین چک کا روپیہ مل جائیگا۔

عبدل ۔ مجھے آپ کی شرطین منظور ہین۔ اول تو آپ ہمارے [illegible] شہر سے اور ہمارے دوست [illegible] رفیق۔ جناب اس [illegible] اور اسپر توجہ نہ کی تو مجھے سارے [illegible] پڑ جائیگی۔ کل محنت برباد ہو گی جتنی جگہ [illegible] اس لیے ہم آپ بیٹھکر اسوقت کوئی رائے پختہ کرلین اور اُسی کے عامل ہو جائین۔ کل [illegible] جائیگا [illegible] ۔ یہ ذہن نشین [illegible]

[illegible]

[illegible] عبدل [illegible]

عبدل کی گرفتاری دشوار ہوگی ۔

باب پانچوان

ہولناک واقعہ

عبدل کی [illegible] ہوتے ہی کوئی دس منٹ تک اس کمرے مین سکوت کا عالم رہا کسی کے لب سے کوئی بات نہین نکلی ۔ اس [illegible] کی زبان پر حرکت ہوئی ۔

میکبیر ۔ گارڈن، تمھاری باتون کے رنگ ڈھنگ [illegible] سے شکوک پیدا ہوگئے

لب مینا سے نرم [illegible] سنتا ہون
صدا ے نالۂ مرغ چمن کچھ اور کہتی ہے

اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم جاسوس [illegible] آدمی [illegible]
تم سے کوئی [illegible] کسی قسم کا تعلق رکھنا [illegible]
عبدل کی ہدایت کے موافق [illegible] ضرورت [illegible] تم ایسے شخص
[illegible] کا مقصد حاصل نہیت کیا جا سکتا [illegible] نے ابھی تک تمھارے
ساتھ کوئی [illegible] ایسے [illegible] جا سکے ہو

[illegible] پتا لگے

ان [illegible]

[illegible]

[illegible] سنکر بول اٹھی ۔

[illegible] آپ خدا [illegible]

[illegible] بھی اتفاق نہ کرونگا اور نہ

[illegible] اور نہ بھی [illegible]

[illegible]

[illegible] نصیحت [illegible]

[illegible] وقت

[illegible] پاس

قید سے اُسکی خلاصی کے لیے باقی ۳۰ ہزار کی رقم آپکے پاس بطور امانت رہے گی [illegible]
کام مکمل ہو جائے گا اور [illegible] پایا جائے گا اسوقت آپ باقی رقم بھی ہمارے حوالے کر دیجئے
اگر میکبیر اس بات کو منظور کرے تو شہادت اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے آپ ایک کوڑی بھی
نہ دیں۔

ہیلنا کی سخن فہمی سے متاثر ہو کر میکبیر بول اُٹھا۔

"اچھا مس پاپا - آپ کی یہ شرط بھی قابل پذیرائی ہے [illegible] اس کو منظور کرنے
میں بھی عذر نہ ہوگا - مگر [illegible] یہ میں آپ ۳۰ ہزار کے بجائے دس ہزار نقد دیتے دیں
اور ۵ ہزار کا چیک لکھ دیں کیونکہ بقیہ رقم [illegible] دیتا - اور اُس جاسوس کی بابت
جیسا کچھ آپ کا خیال ہے کہ قتل کر دیا جائیگا - آپ مطلق نہیں اُس کو [illegible]
ابھی ہمیں منظور نہیں - مگر جب تک ہمارا کام انجام نہ ہوگا - ہم اُسے چھوڑ بھی نہیں سکتے - اسلیے
اُسکے بارے میں آپ کی سفارش سنی [illegible]

ہیلنا - نہیں نہیں [illegible] تیس ہزار [illegible]
نہیں رکھی جا سکتی - ہاں یہ منظور ہے [illegible]
کرنا پڑے گی۔

میکبیر - بہتر - یہ ہو سکتا ہے تیس ہزار روپیہ کا چیک لکھ دیجئے۔

[illegible] یہ باتیں سن رہی تھی - وہ سمجھ گئی کہ میکبیر [illegible] رڈن کو دھوکا
دے رہے ہیں [illegible] کسی طریقے سے تیس ہی ہزار کی رقم مجھے چڑھ جائے
پھر [illegible]
ہے [illegible]

ہیلنا - میکبیر! تم بائبل ہاتھ میں لیکر [illegible] کے بعد پاپا جان سے کبھی
ملاقات نہ کروگے - اور [illegible] ہی کروگے - اگر تم ہماری بات پر
[illegible] باقی تیس ہزار کی رقم [illegible]
یقین ہو تو ہم اور ہمارے [illegible] کر قسم کھا۔

اس کے بعد [illegible] بائبل [illegible]
ایک شخص [illegible] میکبیر تھا اُس [illegible] ہوا۔

"میرا نام میکیسر ہے۔ میں بائبل مقدس ... کی قسم ... اینڈ گارڈن سے آج ۲۰ ہزار روپیہ کا چیک لیکر کبھی اُن کے منصوبوں میں خلل انداز نہونگا۔ اور نہ کسی کام کے لیے مجبور کرونگا۔ ... آج سے ... نہوگی۔ اور جس ... کیا ہے اسکی جان کو کسی قسم کا خطرہ نہ پہونچ سکیگا۔"

میکیسر قسم کھاکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور گارڈن بائبل لے کر کھڑے ہو گئے اور زنجیر ہلانے لگے۔

"میں اسے اینڈ گارڈن اس مقدس کلام الٰہی کو چھوکر قسمیہ وعدہ کرتا ہوں کہ جو ہولناک واقعہ ۲۰ نومبر چہار شنبہ کے روز پیرس میں شب کے وقت پیش آیا اور میں نے بائبل ہاتھ میں لیکر قسم کھائی تھی کہ رابرٹ میکیسر ... کرتا رہونگا۔ آج جب ۲۰ ہزار کا چیک میکیسر کے ہاتھ میں دیدونگا تب اس پرانے قول و قرار کی پابندی سے سبکدوشی حاصل ہو ... آج ... اب کسی طرح کے عہد ... نہ ... انجیل کی قسم کھائے ... جسوقت میرے سامنے میرے بتائے ہوے شخص کو زندہ لاکر پیش کریگا اسوقت ... پایا جائیگا۔ اسوقت ... اتنی رقم دی جاتی ہے۔ شاید میکیسر لینے سے انکار کرے تو پھر کبھی یہ رقم نہیں دی جاسکتی اسکا حق زائل ..."

... چیک پر دستخط کرکے میکیسر کو دیدی

میکیسر ...

کل تم اسے ... اسوقت ذرا جاکر اوپر دیکھو تو آؤ۔ قیدی کو ہوش ... غافل ہے کیونکہ ...

ہاتھ ...

... ہوئی۔ ...

محل کے کوٹھے ...

... زخمی ... سو نکھر گیا۔

[illegible] کو دیکھ کر کرسی سے اُٹھنا ہی چاہتا تھا کہ باقر جھپٹ کر داب بیٹھا اور کرسی سے گرا کر [illegible] قابو کر دیے - فوراً ہی دونوں کانسٹبل باقر خان کی مدد کو [illegible] گھس پڑے اور اُنھوں نے ملک میکیر کو باندھ لیا - بھاگنے کے لیے میکیر نے [illegible] کر کیا [illegible] بیکار گر ہو لی -

اودھر زنبیل کی آواز سے داروغہ پولس معہ اپنے ہمراہیوں کے بھی آ گئے تھے -

[illegible]

[illegible] ہے - ابھی جاؤ - زینہ لگا ہوا ہے فوراً اُسے بھی گرفتار کر لو -

تھانہ دار کانسٹبلوں کے ساتھ ساتھ رپ رپ کرتے زینے پر چڑھ گئے - ادھر میکیر [illegible]

عبدل!! اے - رے ظفر - !! اے رے - ظفر !!!

[illegible] نے پیا [illegible]

[illegible] ن کو ساتھ لیے کمرے سے باہر آیا - مس [illegible] نگار دن اس واقعہ عجیب و نظارۂ غریب سے سہم گئی تھی [illegible]

[illegible] ت سے کہا -

"جناب! [illegible] اس معاملے میں آپ سے کچھ بھی بازپرس نہ کی جائے" [illegible]

[illegible]

[illegible] سیلینا اگر میری مصیبت سے
دلگرفتہ ہوتیں تو ممکن نہ تھا کہ اُس جفا کار کے کار روبیداد [illegible] ہو جاتا۔ خدا
کی عنایت سے آج مجھے اُس شیطان پر قابو حاصل ہو گیا ہے جو مجھے کُشتنی سوختنی گردن
زدنی سمجھتا ہے۔ لاکھ لاکھ شکر اُس خدائے مسبب الاسباب کا ہے جسنے آپ کو نیز
آپ کی صاحبزادی کو اُس جفا پیشہ کے ہاتھ سے نجات دیدی۔

[illegible] سیلینا کا تابع فرمان [illegible]

[illegible] سیلینا کو اپنی دختر کی مثال دیکھونگا۔ اور [illegible] سر کا بوجھ بھی کسی قدر [illegible]

[illegible]

میکبر نے کس بیباکی سے [illegible] ہیلنا کا
خون ......

ہیلنا [illegible] انسانی ہمدردی [illegible]

[illegible] اسکا انجام [illegible]

[illegible]

[illegible] قسی القلب ہے [illegible] اسکی [illegible]

[illegible]

تاک مین لگے رہتے تھے۔ بدمعاشون کی ان کے نام سے روح کانپتی تھی۔ پھر بھی جامۂ انسانیت مین ہوکے ہیلنا کے لبون سے نکلی ہوئی بات ان کے دل مین چبھ گئی۔ اُسے جنت کی حور سمجھکر دل ہی دل مین اُسکی نیک نہادی اور فرشتہ خصلتی کی تعریف کرنے لگے۔

باقرخان - ہیلنا! اسوقت میکیم کی گرفتار [illegible] قیاس نہین معلوم ہوتی۔ بلکہ [illegible] خلاف انصاف ہے لیکن تمھارے باد [illegible] گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف دھیان رکھ [illegible] ہوتا ہے کہ باقرخان نے اپنا فرض ادا کیا ہے میرے خیال مین ایسے بدمعاش کی گرفتاری مصلحت اندیشی ہے نہ کہ خلاف انصاف اسوقت تو اُسے مجبور کرکے اپنے مکان [illegible] پھر تم [illegible] جیسی صلاح ہوگی اور منا [illegible] گا کیا جائیگا۔

[illegible] ہیلنا سے گفتگو ہو رہی تھی اور مسٹر گارڈن سکتے کے عالم مین دونون کا منھ دیکھ رہے تھے۔

ہیلنا نے مسٹر گارڈن سے کہا قبلہ [illegible]

[illegible] اب [illegible] بلکہ باقر [illegible] دیکھا۔

[illegible] رہی تھی۔ [illegible]

[illegible] نہایت ملول و رنجیدہ [illegible]

باقر نے [illegible]

[illegible] خاطر ہو [illegible] کھانے کی کوئی وجہ [illegible]

[illegible] بلا کم و کاست استفسار فرما سکتے ہین۔

[illegible]

باقر مجھے [illegible] پنجاب ہے۔

[illegible] کمشنر [illegible] عنایت فرمایا ہے۔

[illegible] روشنی پڑ رہی تھی۔ [illegible] دیکھا

[illegible]

[illegible] لپٹ گئی اور بولی۔

ھیلنا - بابا [illegible] میں [illegible] ہمارے [illegible]

[illegible] بجز بھلائی کے کچھ [illegible] صورت پیدا نہوگی۔

ھیلنا اپنے باپ [illegible] کر نیچے اترنے لگی - اور بافر بیکر کے کمرے میں داخل ہوا

[illegible] باتیں کر [illegible]

[illegible] گرفتار کر کے [illegible]

[illegible] ضرورت سے زیادہ تھی - بدولت [illegible]

[illegible]

کا [illegible]

[illegible] اور [illegible]

لگانے لگے - [illegible]

[illegible]

[illegible]

زبان سے نکالا -

[illegible] گیا - چھت سے [illegible]

نیچے [illegible]

[illegible]

باہر [illegible] کا قفل کو باہر

بھیجکر دس بارہ راہگیروں یا کسی چورا [illegible] کانسٹبلوں کو بلالانے کا حکم دیا۔
اتنے میں پاس ہی کسی گرجے میں دس بجے - یہ پہرا بدلنے کا وقت تھا - اسکا نسٹبل
[illegible] ہوئی تو کچھ نہ کچھ مدد مل ہی جائے گی۔
[illegible] وستروکے دفتر کے ٹکڑے ٹکڑے سوچ رہے تھے اور سمجھ جاتے تھے
کیونکہ میکبری [illegible] سے حواس پوچھیں پھیرا ہو رہے تھے اس خون کی دھار سے
اور بھی [illegible] پلس کا داروغہ آیا - اور نہ اُسکے ہمراہیوں میں کوئی پلٹا - باعث کیا ہے
[illegible] یہ بھار ہو گیا - کیا ایک ساتھ سب کو جام شہادت پلا دیا - مگر یہ ممکن
[illegible] تین تین شخصوں [illegible]
بات ہے ؟ - مگر کیا سب کو سانپ سونگھ گیا - نہ پلٹنے کی وجہ کیا ہے ؟ -
ان [illegible] عالم ارواح میں [illegible]
[illegible]

[illegible]

باقر - جاسوس ہوں میں نے [illegible] اس مکرے [illegible] اور ایک
[illegible] گیا - اسکی گرفتاری [illegible] کے دارو [illegible] اور پر گئے ہوئے
[illegible]
قصد تھا کہ [illegible]
[illegible]
دماغ پراگندہ کردیا ہے - ایک کانسٹبل [illegible]
[illegible]

باقر۔ فرمائیے تو کیا کیفیت دیکھی جس نے آپ کو بھی پراگندہ کر دیا۔

انسپکٹر۔ اس [illegible] اس سرکو [illegible]

[illegible] میں بہت بڑی ہوئی ہے جس شخص نے [illegible] شاید [illegible]

گیا [illegible] مکان [illegible] اس معاملہ کی ٹوہ لیں۔ خیر آپ ہمیں اپنے اس اسامی

کو دکھا [illegible] آپنے پابند قید کر رکھا ہے۔

[illegible] کانسٹبل کی ہلاکت کی خبر سنکر سمجھ گئے کہ یہ کارروائی اوسی

بدمعاش [illegible] ہے۔ شاید اسی نو سب کا [illegible] بولا [illegible]

[illegible] کسی دھوکے سے ہم پر بھی چوٹ کر بیٹھتا اور [illegible] کر دیتا

[illegible]

نجات مشکل ہے۔

[illegible] احسن نے کہا۔

[illegible]

ہاں۔

باقر۔ آپ کس [illegible]

[illegible] میں پولیس [illegible]

[illegible] ممکن نہ ہوگا۔

[illegible]

باقر [illegible] تمام [illegible]

[illegible]

حواس بجا تھے۔ ہاتھ کے اشارے سے باقرخان کو اپنے قریب آنے کی تحریک کی۔ ان کے شانے میں بھی چھرا پیوست تھا۔ بڑی دقت اور کوشش سے زبان کو حرکت دی اور اشارے سے کہا تھوڑا پانی پلاؤ۔ وہاں پانی کہاں۔

باقرخان اور تینوں انگریزوں نے ملکر داروغہ کو بدقت تمام اٹھایا اور کسی دوسرے مقام پر کچھ کپڑا بچھا کر لٹا دیا۔ ایک رومال سے اس زخم کی بندش کر دی تھی۔ جہاں چھری پیوست تھی۔

[illegible] خون میں کسی قدر کمی ہو گئی۔ مجروح [illegible] اشارے سے بار بار پانی طلب کرتا ہے مگر پانی کسی صورت سے مہیا نہ ہو سکا۔

[illegible] شخص تیسرے کانسٹبل کا پتہ لگانے لگے۔ مگر افسوس [illegible] [illegible] کا کہیں پتہ نہ لگا۔ مجبوراً خستہ حال داروغہ کو [illegible] [illegible] آئے [illegible] کی کسطرح ممکن ہو تھوڑا سا پانی [illegible] [illegible] باقر نے داروغہ صاحب سے [illegible]

کچھ سوال [illegible] کی گرفتاری [illegible]

کچھ خرابی ہو گئی

باقرخان نے داروغہ صاحب سے کچھ استفسار [illegible] جانے کی کوشش کی پولیس انسپکٹر نے اس معاملے میں [illegible]

[illegible]

بھیج دیجئے - یہ خدمت آپکے سپرد کی جاتی ہے - شاید علاج [illegible]
سے چنگے ہوجائیں -

باب [illegible]

میکبیر کی مفروری

[illegible] قمر معہ اپنے [illegible] کے ڈیرے پر پہونچے [illegible]
[illegible] آ گیا - [illegible]
[illegible] ہیں بجز ایک [illegible] تھی - اسی مکان
[illegible] کو [illegible]
[illegible]
[illegible] آ گا [illegible] عالیہ [illegible] اب تک
[illegible] میں آئی ہیں اور جسے [illegible] ہے
بعد گفت [illegible] سرڈیوس [illegible] سے
معائنہ کیا اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کے پاس [illegible]
[illegible] تحمل کر رکھی تھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تھا اور [illegible] گیا -

بادرنے ایک ہوشیار اور مضبوط شخص کو سراغ لگانے کو بھیجدیا احتمال تھا کہ یہیں نہ یہیں دبکا ہوگا۔ مگر کچھ دیر بعد پلٹ کر آ سنے بھی [illegible] کہ کوئی نہیں ہے۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے۔

باقر خان نے سوچا اسوقت کی جد و جہد فضول ہے اگر ایسا ہی ہے تو صبح دیکھا جائے گا۔ [illegible] پھر جا کے کمرے میں سو رہا۔

کتنی دیر تک سویا اسکا حساب تو ہم لگا نہیں سکے مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب گھڑیال نے تین بجائے ہمارے دوست کی آنکھ کھل گئی۔ اس مرتبہ کسی نے زور سے باہر کے دروازے [illegible] اندر سے خانصاحب نے آواز دی "کون ہے"

جواب میں کسی شخص نے ہانک دی رسالدار صاحب باہر آئیے اسامی بھاگ گیا۔ اس شخص کی صدا بعینہ باقر کے خدمتگار جعفر [illegible] تشابہ کھاتی تھی۔ اس لیے وہ جلدی سے نکل آئے۔

[illegible] آتے ہی کئی شخصوں [illegible] آسامی بھاگ گیا۔

باقر خان نے دیکھا سڑک پر دو شخص ہانک لگاتے دوڑتے پھرتے ہیں۔ پہلے ادھر [illegible] سڑک سے ہوتے ہوئے میکسیر کی کوٹھری کے دروازے پر گئے۔ وہاں [illegible] موجود تھے کسی قسم کا خطرہ [illegible] توحش پیدا [illegible] بھاگا اٹھے [illegible] آواز دی۔

"حضور! دروازہ کھولیے۔ اندر [illegible] یا بھاگ گیا۔ [illegible] کہتا ہے۔ دیکھ لینا چاہیے۔ اس [illegible] آئے۔ واقعی میکسیر لاپتہ تھا [illegible] تھی۔ ایک منٹ [illegible] دی "حضور [illegible] ہیں۔ باہر آئیے۔ ہم نے [illegible] ہے۔ جلدی کیجیے۔ گاؤں [illegible]

[illegible] کہاں تاب تھی [illegible] کے پیچھے۔ سڑک پر دندناتے [illegible]

[illegible] نظر آتی تھی۔

باقر خان نے کئی بار جعفر جعفر کہکر ہانک دی - جواب میں کوئی شخص دور سے بولا -

"او احمق ! نادان !! گاؤدی - [illegible] یہاں کہاں - میں تیرا باپ البتہ ہوں - تو مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتا -

پہلے تو میاں باقر خان کی چشم عتاب پر قہر نازل ہوا - سمجھے ملعون جعفر نے بڑا دھوکا دیا کمبخت نے کیسی شرارت کی - یہ محسن کشی - یہ کفران نعمت - اپنے آقا کے ساتھ بدسلوکی - مگر کچھ دیر بعد جب غصہ فرو ہوا تو سمجھے وہ آواز جعفر کی نہ تھی بلکہ بناوٹی آواز تھی یہ کارستانیاں عبدل کی ہیں - یہی بدذات فریب دیکر میکبیر کو نکال لے گیا - خیر اب کیا کروں میکبیر ہاتھ سے نکل گیا - انہیں منصوبوں میں [illegible] خانصاحب ڈیرے پر آئے جعفر کو پکارا - جعفر آنکھیں [illegible] سامنے آیا [illegible]

"کیوں اتنی دیر [illegible] بھاگ نکلا [illegible] اس کے بارے میں کچھ جانتا ہے [illegible]

(تعجب کے ساتھ) نہیں [illegible]

[illegible] سے آو [illegible]

سنا - کوئی کہہ رہا [illegible] واسامی بھاگ گیا -

[illegible] تھے - کچھ کچھ وسادہ [illegible]

[illegible] جاتی تھی [illegible] اعضا بے حس و حرکت - یہ فتور برپا ہو گیا - افسوس [illegible]

ہے - دیکھو [illegible] میں نے کھولا - پھرے پر [illegible]

[illegible] عبدل نے

[illegible]

[illegible] سے نکلا ہوں [illegible]

[illegible] گئی - خدا [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس طرح [illegible] تیماری کرتے۔ الحول پڑھتے رات [illegible] کاٹ کرتے ویرے پر آئے وہ شب الحنین مخصوص میں کٹ گئی۔ شکر خدا کرکے صبح ہوئی۔ منہ ہاتھ دھویا وضو کرکے چار رکعت نماز ادا کی [illegible] پر سوار ہو کر جنرل ہیگ کی کوٹھی کا راستہ لیا بعد مزاج پرسی باقر نے عرض کیا۔

"حضور بڑا اچر کا کھایا۔ ایک مفسد [illegible] فریب دے کر نکل گیا۔ کیا کرشمہ [illegible] سکتا۔ میں اپنے نشہ طاقت میں مست تھا۔ وہ [illegible] یہ فرمایئے میکبر نام کا کوئی شخص آپکے یہاں اسوقت ہے یا نہیں۔

ہیگ۔ نہیں۔ [illegible] کوئی شخص ہمارے [illegible] اور [illegible] کل شب سے غائب ہے۔

باقر۔ تو ذرا اپنی فوج کا البم منگائیے میں اپنے اسامی کو تلاش کرونگا۔ جنرل صاحب نے فوراً چپراسی سے البم منگوا لیا۔ اس البم میں سپاہی سے لیکر کپتان اور کل فوجی سوار اور افسروں کے فوٹو تھے [illegible] ہی ہمارے دوست [illegible] بے ساختہ نکلا۔

"ایں۔ یہی تو میکبر ہے"

جنرل [illegible] کچھ سڑی ہو گئے ہو پہچانتے بھی ہو کون ہے۔ یہ [illegible] ہے۔ اسکا نام [illegible] ہے۔ اسپر مجھے بذات خاص بہت کچھ بھروسا ہے۔ اس کے ماتحت [illegible] سپاہی جتنے ہیں جادو [illegible] سر کے بل چلتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنے [illegible] پیارا افسر ہے۔ اس [illegible] خطاب اور [illegible] چکا ہے۔ کل شب پریڈ پر نہ حاضر ہونے سے ہم سب تشویش میں تھے۔ اسکی تلاش میں دس سوار بھی بھیجے جا چکے ہیں۔ [illegible] پتہ نہیں [illegible] ہو گیا۔

باقر۔ جناب اس [illegible] الناس کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

سخت لیریون کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا اور یہاں آکر انگریزی سلطنت مین نوکری کرلی-
اور [illegible] چال چھپانے شروع کردیے- [illegible] سلطنت کی [illegible]
دیا کرتا ہے- اسے ہین نے کل شب کو گرفتار کیا تھا- اسکا ہمراز و دمساز ایک اور بھی گرگا ہی
اُسے ہوگئی- عبدل کہتے ہین- وہ ایک ہی مکار اور فتنہ باز ہے- اسکی جدت نے اسے چھوڑا لیا-
بلکہ ہمارے دو سپاہیون کو زخمی کیا [illegible] لی- خیر اب کیا کرنا چاہیے- اسی لیے
بندہ حاضر ہوا ہے- کوئی صلاح بتایئے-

[illegible] - راورٹ ایک خونی اسامی ہے یہ مجھے معلوم نہ تھا- مین تو سمجھتا تھا یہ نہایت فہمیدہ
سنجیدہ شخص ہے- ہر شخص [illegible] اسکی ہر دلعزیزی [illegible] کا کوئی تفصیل ایسا
[illegible] ہمزبان نہو- [illegible] سے مجھے اسکی رفتار و گفتار اور اسکی معاشرتی زندگی پر
شک تھا- [illegible] جہانتک ممکن ہو اسے جلد گرفتار کرلینا
چاہیے- اب رہا یہ امر کس صورت سے اسکی گرفتاری عمل مین آئے گی اسکی تدبیر [illegible]
کیا [illegible] جبکہ خود [illegible] سے گرفتار
کرلین گے-

[illegible] ے اور ہاتھ ملا کر رخصت
ہو [illegible] مسٹر ڈیوس پولیس انسپکٹر بیٹھے ہوئے ہین- خانصاحب [illegible] تعظیم
[illegible] تار کر سلام کیا [illegible] ہونے لگین-
پہلے [illegible] ستان کہی- جسے سنکر ڈیوس صاحب متحیر و ششدر ہوگئے
[illegible]

یہ تو عجیب [illegible]
[illegible]
[illegible] - اگر [illegible]
[illegible]

ڈیوس - ہاں اُس ناکردہ گناہ کی جو خرابی ہوئی ہے - بیان سے باہر ہے - وہ منزلے سے ایک منزلے پر گرنے سے اس بیچارہ کا [illegible] ایک ہاتھ ٹوٹ گیا میں نے اُس سے چوٹ کھانے کی وجہ پوچھی تو اُسنے جواب دیا کہ عبدل نے مجھے چھت سے دھکا دیدیا تھا مگر مجھے معلوم ہوتا ہے وہ بھاگنے کے وقت خود ہی گرا تھا کہ نیچے آرہا ہوگا - خیر سے اُسکی جان تو بچ گئی -

ڈیوس صاحب کی باتوں سے ظاہر ہوگیا کہ یہ نہایت ذکی الطبع اور دوراندیش شخص ہیں - جوش اور استقلال ان کے [illegible] ات کی یکسوئی چاہتے ہیں - اسی طرح کی بہت سی باتیں کرکے انسپکٹر صاحب چلے گئے -

با[illegible] تھا - [illegible] وقت ٹیلیگراف آفس [illegible] حال ہی [illegible] ٹیلیگراف آفس کانپور میں کھولا گیا تھا ابھی اس آفس سے معمولی خبریں اور رعایا کی جانب سے تار بھیجے نہیں جاتے تھے - [illegible] سرکاری خبریں جنرل آفسوں میں موصول ہوتی تھیں -

باقر نے آفس کے ہیڈ کلرک کو اپنا پتہ دیا اور کہا - لارڈ کیننگ گورنر جنرل کے پاس [illegible] تار بھیجنا ہے -

ہیڈ کلرک نے پہلے بغلیں جھانکیں باقر [illegible] بھیجا [illegible] شخص ہے اور [illegible] رہا ہے - مگر جب اُسنے اپنا کارڈ دیا اور کہا یہ جنرل ہیگ سے [illegible] کام کرتے ہیں -

ہیڈ کلرک نے کارڈ [illegible] کے پاس بھیجدیا - کوئی پندرہ منٹ بعد جواب بھی [illegible] ٹنٹ نے [illegible] کمشنر [illegible] اس کے [illegible] مدد کرنا چاہیے -

[illegible] کلرک صاحب [illegible] پر راضی ہوگئے - اور [illegible] گئے نام ذیل کے مضمون کا تار بھیجدیا -

"رابرٹ میکیر نامے ایک [illegible] کرتا ہے [illegible] اس مکار نے [illegible] جسکی خاص غرض ہے کہ [illegible]

اسکی ترغیب دینے سے وہ انگریزون کے دشمن ہوگئے۔ کل شب کو اسکی گرفتاری عمل مین آئی تھی لیکن عبدل [illegible] بڑا شخص ہے وہ ہم لوگون کو دھوکا دیکر اپنے دوست میکیمر کو نکال لے گیا۔ کل ہی شب کو ہمارے دو پولس کانسٹبل جان بحق تسلیم ہوگئے اور داروغہ پولس [illegible] بھی زخمی ہوکر اسپتال [illegible] زیر معالجہ ہین۔ حضور انور چندر نگر کی فرانسیسی سرکار سے اسکی گرفتاری کا پروانہ فی الفور میرے پاس بھیجدین اور نیز اس بات کی تفتیش کرلین [illegible] نام کا کوئی رہزن یا قزاق ملک فرانس مین تھا یا نہین۔

اس کا [illegible] پاکر خانصاحب نے مسٹر جیمس [illegible] فوٹوگرافر [illegible] [illegible] تصویر دکھا کر دو درجن تصویرون کا آرڈر [illegible] تاکید کی۔ اگر دو دن مین اس قسم (میکیمر) کی تصویر آپ دے سکینگے تو مین [illegible] کے معقول [illegible] کہدیا۔

جیمس [illegible] چار بجے [illegible] آپ کو مل جائینگی۔ نوٹ بک پر نام اور پتہ لکھ لیا۔ [illegible] نے [illegible] مراجعت فرمائی۔ اور تسلی بخش خط لکھکر ہیلینا کے پاس [illegible] مضمون [illegible]

ہیلینا! [illegible] عبدل نے کل شب [illegible] کانسٹبل کا خون کردیا و رتین [illegible] بیچارے اسپتال مین [illegible] ہین۔ تم [illegible] سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھو [illegible]

[illegible]

پاکر حیرت کر [illegible]

[illegible]

خط [illegible]

[illegible] فقط

ہیلینا

چار بجے [illegible]

[illegible]

بھائی ہوئی بولی۔

"جناب! میرے باوا جان کی حفاظت [illegible] کیجیے اُنکی [illegible] ہے۔ اُف۔
سنگدل ظالم میکلیر اب کچھ اس طرح تیغ جھاڑ کر پیچھے پڑ گیا ہے کہ اُنکی روح اپنے قالب
خاکی [illegible] بے چین ہے۔ وہ سمجھتے ہین چند ہی روز [illegible] میکلیر مجھے کبھی زندہ
نہ چھوڑے گا [illegible] انکی جانبری محال ہے۔

ہیلنا کی باتون نے خانصاحب کی آنکھون مین جہان کو سیاہ کر دیا۔ دیدون سے
ٹپ ٹپ آنسوؤن کے قطرے گر پڑے۔ سوچ فکر اندوہ کی کالی گھنگھور گھٹا کم سنی کی حالت
مین بھی اس بیچاری کے سر پر گرجنے لگی۔ یہ غریب اپنے [illegible] سکتی مجھ سے مدد
مانگتی ہے۔ خیر مین اپنے [illegible] مین پوری کامیابی کی صورت [illegible] جہان تک
ہوگا اس کے قلب کو مطمئن کرونگا۔

خانصا[illegible] اپنے تئین سنبھالا اور تسکین و دلاسا دیتے ہوے بولے۔

"ہیلنا [illegible] مین عہد کرتا ہون تمھارے باپ کے اُس خفیہ راز [illegible]
[illegible] رہونگا جسکی وجہ سے میکلیر [illegible] دیا کرتا ہے۔
گو مجھے پیرس والے معاملے [illegible] ہے۔ چونکہ تم نے میرے ساتھ وہ سلوک
کیا ہے جو بڑے بڑے [illegible] تم نے [illegible]
[illegible] ہرگز نہین بھول سکتا۔ [illegible] ہو تمھاری قدر و منزلت
میرے [illegible]
نہ ہوگی۔

ہیلنا کرسی [illegible] کے قریب بیٹھ گئی۔ اور [illegible] سے آنسو پوچھکر بولی۔

"[illegible] رہا ہے کہ آپ والد ماجد کے [illegible]
اُنکی بُرائی [illegible] بات کی تو [illegible] ہے کہ جسوقت
میکلیر اور [illegible]
طلب نہ کرین۔

[illegible] شہادت سے اثبات [illegible]
[illegible] ملزم سے زبان [illegible]

ہرگز ہوئی جس [illegible] اتنا دل پر [illegible] پہونچے - بہرحال [illegible]
شہادت میں [illegible] کی زحمت گوارا
کرنا پڑے گی -

ہیلنا - ٹھنڈی سانس بھر کر کل شب سے باوا جان کو تپ چڑھی ہوئی ہے جسکی وجہ
سے وہ اور بھی پریشان ہو رہے ہیں - ابھی تک میں نے میکیر کے فرار ہونے کا ماجرا
[illegible] نیوش [illegible] سنا ہے کہ آپ سرکاری جاسوس [illegible]
بسٹ پٹا گئے - ہر وقت آپ ہی کی صورت [illegible] رہتی ہے - جاسوسوں پر ٹرن
بولدیا گیا ہے - [illegible] میکیر تو تھا ہی یہ دوسری بلا کہاں سے نکل پڑی - اب
[illegible] کا سویرا [illegible] پھانسی پر لٹکا دیا
[illegible] بتلی ویدی ہے اور [illegible] کہ
[illegible] لیکن اب انکی [illegible] آپ ہی کے
[illegible] ہے -

[illegible] بھی ملاقات [illegible] جب سنا کہ انکی
[illegible] ہوئی ہے - لہذا انسے ملنا مناسب نہ سمجھا - اور یہ کہکر [illegible]
[illegible] کمرے سے نکل آئے - اور [illegible] -

[illegible] کینگ کا تار ملا جب [illegible]

"[illegible] کا نامی قزاق [illegible] اسے پھانسی کی سزا ملی تھی مگر ۱۸۵۰ء
میں وہ جیل سے فرار ہو گیا - گورنمنٹ فرانس نے اُسکے نام وارنٹ جاری کر دیا ہے
اور اشتہار [illegible] اُسے گرفتار کرکے گورنمنٹ [illegible]
[illegible] ہزار روپیہ [illegible] جائیں گے - [illegible] کے ساتھ
[illegible] پیدا کر [illegible] سے گورنمنٹ [illegible]
[illegible]

کینگ

[illegible] گراف [illegible]
[illegible]

اشتہار بھی چھپوا دیا۔

تیسرے روز بارہ بجے [illegible] کو ہمراہ لیکر خانصاحب بھی ہیلکیر کی تلاش میں نکلے اور سڑکوں ۔ گلیوں کوچوں کی خاک چھاننے لگے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مسٹر گارڈن نے تیس ہزار کا چک میکیبر [illegible] لکھا اور ہیلکیبر عبدل کے حوالے کر دیا تھا۔ خانصاحب نے سوچا کہ عبدل آگرہ بینک میں چک بھنانے جائیگا اس لیے خانصاحب نے بھی آگرہ بینک کی طرف عنان توجہ منعطف کر دی۔

باب ساتواں

قبرستان

ہملٹن جج کے بنگلے سے پلٹتے وقت پانچ بج گئے۔ مسٹر اسٹیفن نے [illegible] گارڈن کے مکان کا راستہ لیا۔

گارڈن کی کوٹھی پر [illegible] سے جمع تھے۔ کفن طیار ہو رہا تھا [illegible] ابھی کوٹھی [illegible] آگیا۔ اور [illegible] تک تشریف لائے۔

گارڈن کے [illegible] میں [illegible]

گارڈن کی حالت بہت ہی ابتر ہو رہی تھی۔ سراسیمگی اور بدحواسی سے رشتہ دار [illegible] میں [illegible] رہے تھے۔

اسٹیفن بھی ماتم میں شریک ہونے کے لیے اوپر گئے۔ ہیلنا کے کمرے کے [illegible] انسپکٹر اور تین سارجنٹ پہرا دے رہے تھے۔ اسٹیفن نے پوچھا مسٹر [illegible] انسپکٹر [illegible] اس والے کمرے [illegible]

[illegible] آہستہ آہستہ کئی بار دستک دی [illegible]

[illegible] "کون ہے"

[illegible]

[illegible] کتنی بدل گئی تھی۔ پہچانے نہیں [illegible]

[illegible]

جناب! کل شب کو ہملٹن صاحب جج کے یہاں بھی بہت ہی ہوشربا حادثہ ہو گیا۔ اور اسی وجہ سے یہاں تشریف [illegible] مگر میرے ذریعہ سے یہ کاغذات آپکے پاس بھیجدیے ہیں

گارڈن ۔ (وحشتناک لہجہ میں) [illegible]

اسٹیفن ۔ (اپنی کی [illegible] سنانا بعید از قیاس سمجھ کر تجاہل کے ساتھ) جانے دیجئے اسوقت اس [illegible]

گارڈن ۔ کیو [illegible] شاید مسٹر ہملٹ [illegible] اور [illegible] کے کان آشنا ہونگے۔

اسٹیفن ۔ [illegible] ہملٹن تو ضرور [illegible] کون سنتے ہیں [illegible] ہجرت کر گئے لبوں سے [illegible]

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

گارڈن [illegible] لے کر [illegible]

[illegible] کے ساتھ [illegible] اور ہم [illegible]

اسٹیفن [illegible]

گارڈن [illegible]

[illegible]

اسٹیفن نود [illegible] ہی پولیس مستفسر بولا۔

"مسٹر گارڈن سے دریافت کیجئے۔ میت اٹھانے میں کیا دیری ہے کفن ملا رہی ہے اگر یہیں تو غسال آکے لاش نہلائے۔"

اسٹیفن نے اندر جاکے گار[illegible] سے پوچھا۔ گارڈن نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ باہر نکل آئے اور سیدھے ہیلنا کے کمرے میں گھس گئے۔

لاش کے سر [illegible] اور دیر تک اس کشتہ یاس وحرمان ہیلنا کی صورت دیکھتو رہے لیکن اسٹیفن ہیلنا کی مردہ شکل [illegible] نہ ڈال سکے صورت [illegible] تھا کہ ابھی سو رہی ہے لیکن نیند بھی وہ میٹھی نیند تھی کہ [illegible]

اسکی [illegible] ٹکٹکی لگائے رہنے کے کچھ دیر بعد گارڈن نے [illegible]

"اسٹیفن! میرے کمرے [illegible] اٹھا لاؤ۔"

[illegible] گچھا تراش لیا۔ اور [illegible] دیر آکے چہر [illegible] اسٹیفن کی [illegible]

اسٹیفن [illegible] دوشیزہ ہیلینا [illegible] ہے۔ اب اسکی [illegible] گا [illegible] ہائے میری [illegible]

تھا [illegible] اب بھی نہ سمجھے گا اسٹیفن [illegible] تھی اور اسی میں آ[illegible] اس کے ہونے سے آہ کیسو [illegible] افسوس [illegible] اسٹیفن [illegible] شمع کیوں [illegible] شعلہ نکل رہے ہیں [illegible] رہے ہیں۔

[illegible]

[illegible] دوشیزہ [illegible]

[illegible]

[illegible] نکالا [illegible]

جاکر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

پادری ولسن ہیلنا کی میت کے پاس آئے [illegible]

بار الٰہا یسوع کے طفیل میں تو ہیلنا کو غریق رحمت کرنا۔ اس کے گناہوں کو بخش دینا۔

اس کے بعد پولس کمشنر اور چند اعزا اور رفقا نے ملکر میت [illegible] قبرستان کی طرف لے چلے
اسٹیفن بھی نوحہ خوانی کرتے پیچھے پیچھے ساتھ تھے۔

یہاں سے قبرستان [illegible] مسافت پر تھا [illegible] میت پہونچائی گئی یہاں
کے اسٹیج پر بھی [illegible] سین نظر آیا۔

ہملٹن، ہڈسن اور بھی کتنے انگریز ہنری کی لاش دفنانے آئے تھے۔ اور وہ ہی مقرری باتیں
[illegible] استعمال [illegible] کرتا ہے۔ [illegible] کے مضامین زبانی
افسردہ دلی۔ اور فلک کی [illegible] اشنی دے دے کر خوب سُنا۔ [illegible]
قلب و جگر کے پرخچے ہوئے جاتے تھے۔

اسٹیفن بھی ان جوان [illegible] میں شریک ماتم تھے ہملٹن صاحب دیکھ کر پاس
آئے۔ [illegible] سے کہا۔

"خوب ہوا آپ مل گئے۔ میرے [illegible] ہنری کی تر [illegible]
[illegible] مرجھا جانے [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] پاس ہو جانے سے دونوں [illegible]
[illegible]

[illegible]

گھوڑدوڑ ہونے لگی۔ کسی کروٹ نیند ہی نہین آتی۔ ہیلنا کی موت کا داستان تھا۔ دیکھا ہمین چھوڑتا۔ آہ بیچاری پر کس ظالم کے ہاتھ پڑے کس [illegible] نے اُسکی حلقوم کا خون پیا تھا جسے دیکھ کر ہیلنا گرتے ہین سہم گئی تھی اُسی ستمگر کے ہاتھون ہیلنا بستر مرگ پر جا لیٹی۔ یا اُن دو خونی شخصون نے اُس بیچاری [illegible] پر بجلی گرادی جو اُسی شب کو سڑک پر [illegible] چلے [illegible]۔ شاید انھین ظالمون نے اس عورت کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہین اور وہ شخص کون ہے جو سڑک پر ہماری مدد کرنے آیا تھا۔

اسی خلفشار مین رات کے ۱۱ بج گئے۔ اتنے مین چپراسی نے آکر آوازدی۔ سٹیفن نے اُٹھ کے دروازہ کھول دیا۔ چپراسی [illegible] ہاتھ مین دیدی [illegible]

چٹھی مین ذیل کا مضمون درج تھا۔

جناب اکل شب سے بادا جان کو بخار آگیا ہے۔ سوقت تپ زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ ہذیان کا زور ہے۔ ازراہ عنایت مریض [illegible] ممنون ہونگا۔ آپ کے [illegible]

[illegible] ۔ فقط

جوسف فرینکلن

کانپور [illegible] کا نام جوسف فرینکلن ہی [illegible] مستقیم [illegible] ربط [illegible] کے ساتھ پوشاک [illegible] گا [illegible] کوئی چپراسی [illegible] یا [illegible] کسی مریض کو دیکھنے [illegible] مگر آج بدقسمتی سے [illegible] تھے [illegible] سمجھتے تھے کہ مسٹر فرینکلن [illegible] مین کسی کو [illegible] ؟

قصہ مختصر گاڑی تیز [illegible] ہوا جا پہونچی [illegible] ایک [illegible] میدان [illegible] گیدڑ سیاروں کا رمنا جنگل [illegible]

[illegible] کا [illegible] شب [illegible] اس [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو حق [illegible] کے سوا کہ [illegible] پتہ نہیں [illegible] آگئی کسی بے حقیقت آدمی
[illegible] فرینکلن صاحب [illegible] کتنی دور [illegible]
گھوڑیوں کی پشت پر تڑ تڑ دو چار [illegible] باتیں کرنے لگی۔
اسٹیفن کے دل میں اور بھی وساوس [illegible] ہو نہ ہو کفن [illegible]
نے لوٹ [illegible] گاڑی سے کود پڑے لیکن چلتی ہوئی گاڑی
کا پٹ کھول کر یکایک ایک [illegible] ک میں زبردستی کسی سفوف کی بتی
رکھدی جس [illegible] بو سے بیچارے کا دماغ [illegible] گاڑی میں گر پڑا پھر خبر نہیں
کیا حشر ہوا۔ اس بیہوش کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔

باب آٹھواں

یہ کیا عبدل؟

سیلنا کی وفات سے مس روز کا کلیجہ پارہ پارہ ہوگیا ہے دن رات [illegible] ہوئی زار
[illegible] دل پکڑ کے [illegible] صبر و قرار رخصت ہوش
[illegible] پندرہ یوم تک [illegible] حال
[illegible] پھٹ پڑا [illegible]
ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] ہیرہ سب ہی
[illegible] نصائح سے شگفتہ [illegible]
[illegible] غیر
[illegible]
عرصے سے اسٹیفن صاحب اس [illegible] تھے [illegible]
[illegible]
جب وہ [illegible] تھے [illegible]
[illegible]

نصف ماہ سے زیادہ ہو گیا [illegible] میں اس دن سے مس روز بہت ہی خستہ حال رہتی تھی - اول تو پہلے ہی نازک [illegible] تھی اب بالکل سوکھ کر چھوارا ہو گئی - ہیلینا کے مرنے سے جو کچھ رطوبت جسمانی باقی تھی - وہ بھی آنکھوں کے [illegible] نکل گئی -

[illegible] سوار ہو گیا تلاش محبوب میں گھر سے باہر نکل کھڑی ہوئی - بار ہا ہیلینا کے ساتھ اسٹیفن کے مکان تک جانے کا اتفاق ہو چکا تھا [illegible] معلوم [illegible] سڑک [illegible] بھی تھی اور دل [illegible] اسٹیفن ظالم [illegible] نکلا - بڑی [illegible] معنی - پہلے تو مجھ [illegible] محبت کرتے تھے - اور اب صورت سے نفرت ہو گئی ہے - کبھی جھانکتے ہی نہیں معلوم ہوا تم نے اپنا دل [illegible] لگاوٹ کر بیٹھے - خدا کی پناہ [illegible] اسی [illegible] ہو گیا ایسی اُسی کے [illegible] مگر میرا تم کو خیال بھی نہ ہوگا - ایسے میں تو گھر سے نکل چلی تھی تم اسٹیفن سے ملو گی اور یوں گلے شکوے ہونگے - [illegible] کیا تم شہر چھوڑ کر چلے [illegible] ایسا تو [illegible] سے پیش آیا اور تم اس [illegible] بن گئے ہو [illegible] [illegible] کرتے کرتے [illegible] نازک دل پر کچھ ایسی اداسی چھا گئی کہ اُسے [illegible] یکایک ایک بحیرہ [illegible] اسکی [illegible] پیچھے آیا - اور [illegible] اسکی [illegible] حواس جاتے رہے -

[illegible]

[illegible] کے جال [illegible]

[illegible] اس [illegible]

[illegible]

تک کھڑا ہے [illegible]

[illegible]

جاتی تھی۔

جوان بھی سے پیچھے آرہا تھا۔ اب کی دفعہ مس روز دیوار کے سہارے سے کھڑی ہو گئی وہ شیطان کا بندہ بھی ٹھٹک رہا۔ اتنے میں ایک [illegible] شخص آیا اور باتیں کرنے لگا۔

ابھی تک مس روز کو اس شغلہ خطرناک سے کوئی نق[illegible] ظاہری و باطنی نہ پہونچا تھا مگر وہ شخص [illegible] اسکی جانب نگاہ بازی کرنا طبیعت [illegible] بھی مشکوک معلوم ہو۔ وہ سمجھ گئی یہ مردود میرا [illegible] ہول سمایا ہوا تھا۔ اسٹیفن کے مکان پر جانا ملتوی کر [illegible] سے وہیں [illegible] ٹائمس پیپر کے پبلشر کا مکان تھا مس روز اور اسکے [illegible] وہ اسے [illegible] تھے۔ معاملہ طول کھینچتے دیکھ کر ہمت چست باندھی اور پبلشر صاحب کے [illegible] ندناتی ہو [illegible] پبلشر [illegible] تھا۔ اتفاق سے مارنی صاحب [illegible] پر موجود تھے۔

مس روز نے کل [illegible] کے ساتھ بیان کر دیا۔ مار[illegible] گاڑی پر سوار کر کے [illegible] پہونچا آئے [illegible] ٹائمس پیپر [illegible] خبر مشتہر کر دی۔

دو کا[illegible] اسٹیفن قریب [illegible]

[illegible]

اسکے دوسرے دن شام کو تین شخص [illegible]

اسکے [illegible]

[illegible] دیے گئے

یہ خبر بھی ملی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] استبل [illegible]

[illegible]

[illegible]

جنھوں نے مسٹر گارڈن کی صاحبزادی مس ہیلنا کے حلق پر چھری پھیری۔ کیونکہ سٹیفن اور ہیلنا میں بہت کچھ ربط و ضبط تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی دوستی کا دم بھرتے تھے۔

اس خبر کے پڑھنے سے روز [illegible] کے طوطے اوڑ گئے۔ جسم میں رعشہ آگیا۔ کانپ اٹھی۔ سوچی۔ کل شب کو جس کالو ہتے کنڈے نے میرا تعاقب کیا۔ ہو نہو اسی گروہ کا کوئی نہ کوئی شخص تھا۔

روز مسٹر گارڈن کے پاس گئی۔ اخبار سنایا۔ اس بدخبر سے انکے بھی ہوش جاتے رہے مگر روز کو سمجھاتے رہے۔

گارڈن۔ مجھے یقین ہے کہ ابھی مسٹر اسٹیفن کی کشتی حیات غرق نہیں ہوئی ہے۔ وہ صحیح [illegible] ہیں گھبراؤ نہیں۔ میں اُن کی رہائی کے لیے ایک ایسا شخص مقرر کروں گا جو فطرت و عیاری میں اُن ظالموں [illegible] جنھوں نے مس ہیلنا کا خون کیا ہے۔ مجھے اُمید ہے وہ شخص ضرور مسٹر سٹیفن [illegible] لگائے گا۔ تم جاؤ آرام کرو۔ میں ابھی جاتا ہوں۔

مس روز کے لیے مسٹر گارڈن کی باتیں مرہم غیب ہو گئیں۔ مایوسیوں میں ڈھارس بندھی۔ خوشی خوشی اپنے کمرے میں گئی اور کسی [illegible] بہلانے لگی۔

ادھر مسٹر گارڈن پوشاک پہن کر سوار ہو گئے۔ اور کوئی تین گھنٹے کے بعد لپٹ آئے اور مس روز کو بلا کے کہا۔

کل [illegible] تم کو میرے ساتھ ایک جاسوس کے پاس چلنا ہوگا۔ سٹیفن کے بارے میں چند باتیں [illegible] تمھاری شمولیت سے بہت سے اُن رازوں کا پردہ کھل جائیگا [illegible] سکتے ہیں۔

[illegible] سہ پہر کو مس روز [illegible] گارڈن صاحب نے سوار ہو کر جاسوس [illegible] کا شرف بخشا [illegible] سر جھکا [illegible] ایک [illegible] نظر کے [illegible] بڑے مضمون کے [illegible] ہوا [illegible] طوطی کی [illegible]

بڑے بڑے سنہری حروف [illegible] رسالدار کے نام کا سائن بورڈ لگا تھا - جس کا ایک ایک حرف بخط نستعلیق اپنی [illegible] تھا -

مسٹر گارڈن نے چپراسی کے ہاتھ [illegible] کچھ ہی دیر بعد چپراسی بانپٹیون کو اندر لے گیا -

اندر کی آرائش و زیبائش کا کیا کہنا شیشہ آلات [illegible] مزین وہ فرش و فروش کہ [illegible] پرپوش [illegible] تصاویر آنکھوں [illegible] تھیں - وسط کمرے میں آرام کرسی پر ایک وجیہ و قد آور شخص بیٹھا ہوا [illegible] رہا تھا - مسٹر گارڈن کو دیکھتے ہی کرسی [illegible] اور دو کرسیاں آگے بڑھا دیں -

مس روز اور گارڈن [illegible] یا - نام بتایا - رسالدار صاحب صورت [illegible] تاڑ گئے کہ کسی خاص غرض سے تشریف لائے ہیں -

باقر خان سچ سچ راستی [illegible] شناسی کا [illegible] سپچون کا [illegible] تھا - زور بازو [illegible] بڑے بڑے تلو رہیے لوہا مانتے تھے - لیاقت [illegible] طباعی میں قدرت [illegible] تھی کہ بڑے بڑے [illegible] کی رائے کے سامنے طفل مکتب تھے - کہنا پڑتا ہے کہ [illegible] اپنے ہمعصروں میں [illegible] وقت [illegible] یا [illegible] مسٹر گارڈن [illegible] تذکرہ فرمائیں - عرض مطلب [illegible] آپ [illegible] روز نے جواب دیا

[illegible]

[illegible] کے وقت [illegible] قلعہ کے [illegible]

[illegible]

مس روز تو اس دن کی کام با ہیں از بر ہو گئیں - لوح دل پر طرح طرح کے نقش اسکا نقش ہو گئے - نا د [illegible]

روز - جنا [illegible] گئیں گے - اسوقت [illegible] تا تھا - مگر اب یاد ہو آیا مسٹر [illegible] واقعی آپ ہی تھے - [illegible] ت یہ بتائیں کہ ابتدا ابتدا میں مجھ سے کب شناسائی ہوئی -

باقر - تم نہیں جانتیں - تمہارے باوا جان اور مس ہیلینا نے وہ سلوک کیا ہے کہ حشر تک نہ بھولے گا - انتہا یہ کہ میرے واسطے دونوں سینہ سپر ہو گئے - اُس [illegible] کو میں اپنی نور نظر سمجھتا تھا - پیار کرتا تھا - ہمیشہ سایہ کی طرح ساتھ رہتا تھا اور دشمنوں سے [illegible] کرتا تھا - مگر افسوس [illegible] یہ انداز میری قلبی خصوصیت دیکھ کر جل مرا - [illegible] اپنا کام کر گئے - اُس [illegible] - اور میں ہاتھ ملکر [illegible] کمبخت [illegible] جائے گا -

کلام کرتے کرتے [illegible] آنسو [illegible] گر پڑے - یہ چہرہ [illegible] محیط ہو [illegible] وحشی اس [illegible] فرشتہ [illegible] واقف رہے جو باوا جان اور ہیلینا کے سینوں میں مقفل رہے ہیں مس روز خاموشی سے [illegible] رہی [illegible] پر نظر ڈالتی جاتی تھی جو بات [illegible] کھنچ جاتے ہیں - اس کے بعد مسٹر [illegible] چھیڑا مسٹر [illegible] تھی عزت [illegible] - اور نیز [illegible] یا تھا کہ کل ایک [illegible] ہو گئی -

[illegible] مسٹر گارڈ [illegible] تراوش کلام سے پایا تھا [illegible] آپ مطمئن [illegible] گا -

[illegible] کی طرف مراجعت [illegible] مس روز [illegible] بھر عبا [illegible] مشرق [illegible] ڈال چکا تھا اور [illegible] خدمت [illegible]

لیٹ رہی۔ اس کمرے مین مس روز کا ایک پیارا [illegible] پہرہ دیا کرتا تھا ایک آدھی رات کے وقت بجوش وخروش عف عف کرنے لگا مس روز کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا سرہانے کی کھڑکی [illegible] پٹ کھلے ہوے ہین اور کمرے مین ایک سیاہ [illegible] شکل لال لال دیدون سے اُنکی طرف دیکھ رہی ہے مس [illegible] یا اللہ! یہ کون بلا ہے۔ بے ساختہ [illegible] چیخ نکل گئی اور وہ کالی شکل آواز کے ساتھ ہی [illegible] کچھ اسطرح کافور ہوئی۔ کہ پھر پتہ [illegible] تھا۔

باب [illegible]

مسٹر اسٹیفن اور روز جیل مین

مس روز اُس رات [illegible] گئی تھی ہر وقت آنکھون کے [illegible] شکل ناچا کرتی تھی۔ جو شب غائب کے کر [illegible] تھی۔ اُس روز سے چار مسلح [illegible] ہر وقت کوٹھی کے گرد [illegible] اور آیندہ روندسے بازپرس کرلینے مس روز کا دستور تھا۔ جب کبھی باہر جاتی کسی نہ کسی [illegible] بغیر آدمی کے قدم باہر رکھتی [illegible] سالدار نے [illegible] تھا کہ انشاء اللہ اب کسی طرح کا معقول [illegible] گا۔

[illegible] ایک ہفتہ گذر گیا کسی یکشنبہ کو [illegible] کے [illegible] ہی تھی [illegible] سے ربط وضبط ہوتے ابھی [illegible] سے زاید [illegible] بڑھ گئے تھے [illegible] برسون کی محبت [illegible] ہستی کی اسے خبر نہ تھی [illegible] لیڈی سے [illegible] تھی کہ اس کے خاص [illegible] کا پتہ لگے۔ مگر اُس [illegible] دریافت کرتی [illegible] کچھ جواب [illegible] شروع [illegible] قریب قریب [illegible]

زیادہ پیسہ خرچ کر دینے والی خدا ترس عورت ہے۔ مس روز کے مکان کے قریب ہی اس کا
بنگلہ تھا۔ ہمیشہ [illegible] مس روز اور لیڈی راجرس چرچ میں دعا مانگنے جاتیں اور
ہمیشہ انجیل مقدس پڑھا کرتیں۔ ایک یکشنبہ کو سر شام گاڑی پر سوار چرچ کو جا رہی تھیں۔
دو چپراسی بھی ہمراہ تھے۔ ابھی [illegible] نے گرجے میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک انگریز
[illegible] سے ہوتا ہوا نکلا [illegible] پر جا کے بیٹھ رہا۔ اس کے منہ سے شراب کی بدبو
آ رہی تھی۔ اس کی نظریں کڑی کمان کے تیر کی طرح لیڈی راجرس پر پڑ رہی تھیں۔ کوئی پندرہ منٹ
کی نشست [illegible] چلتا ہوا۔

مس روز اس کے بھاگ جانے کی وجہ نہ سمجھ سکی۔ کچھ دیر بعد لیڈی راجرس بھی بلا اطلاع
باہر نکل گئی۔ مس روز کے شکوک [illegible] تنہا بیٹھنا محال ہوا۔ باہر
آ کر دیکھا لیڈی راجرس ستون کی اوٹ میں کھڑی ہوئی اس شخص سے مصروف کلام ہے
اس نے کھڑے کھڑے دل [illegible] کیا۔ مجھے [illegible] کی ضرورت ہی کیا ہے
چلو گھر پلٹ چلیں۔ دونوں چپراسی موجود ہی تھے اور اتفاق سے پاس کھڑے تھے مس روز
[illegible] چپراسی ان کے [illegible] وفادار جان نثار اس کے
علاوہ مس روز کے لیے ہر وقت مسلح رہتے تھے۔ وہ بزدل نہ تھے بلکہ اڑی پر کام آنے
والے [illegible] تھے۔ آج بھی آٹھ نلی بندوق بھری ہوئی ساتھ تھی۔

چپراسی ادھر گاڑی لانے گئے ادھر مس روز نے لیڈی راجرس سے پوچھا۔
کیا آپ اس انگریز کو پہچانتی ہیں۔

لیڈی ۔ (چونک کر) [illegible]

[illegible] ابھی خیالات میں جولانی ہو گئی [illegible] یکایک بر
آ گئی [illegible] ہے۔ مگر لیڈی راجرس نے آواز دی۔
مس روز [illegible] گے۔ ابھی گرجے میں دعا بھی نہیں [illegible] انجیل مقدس
[illegible] بھی نہیں ہوئی [illegible] آمین کر [illegible]
[illegible] مجھے چھوڑ [illegible] ادی۔

[illegible]

کی بات [illegible] ہو یا بلکہ [illegible] زفیل دیدی۔

زفیل کی آواز سُنکر گرجے سے ایک انگریز نکلا اور سیٹی بجاتا ہوا مشرق کی طرف چلدیا حالانکہ [illegible] ٹوپی سے ڈھنکا [illegible] مس روز پہچان گئی کہ یہ وہی انگریز ہے جو گرجے [illegible] راجرس پر تیز نظر چھوڑ رہا تھا۔ اور لیڈی راجرس بھی گرجے کے باہر اس سے [illegible]

مس روز کا خیال راجرس کی طرف سے بدگمان [illegible] چپراسیوں سے کہا ہوشیار رہنا۔ گاڑی تیز کر دو اور جھٹ پٹ [illegible]

گرجے [illegible] ب چار میل تھا۔ راستے میں ایک لق و دق میدان [illegible]

[illegible] وی کہ ناگاہ پستول [illegible]

لڑھکتا [illegible] پڑا۔

گاڑ [illegible] اسی بھی بندوق چھوٹا [illegible] گئے۔ [illegible]

چپراسی پھُرتی سے [illegible] ٹنے لگا۔ [illegible] مسلح ڈاکو [illegible]

[illegible] نے بھی بندوق [illegible] کر سکتا تھا۔ پیچھا دیکھا [illegible] اور [illegible]

[illegible] خوف سے کراہتی جاتی تھی [illegible]

[illegible]

زمانے کے تنگ ہاتھوں [illegible] گئی ہے۔ چہرے پر معمول سے ز[illegible]
برس رہا ہے۔ غور کی علامتیں بھی پیشانی پر پائی جاتی ہیں چپ بیٹھے [illegible]
مرتبہ اس ٹھنڈی آہ کو [illegible] اجازت دی جس کو اس کے ہمہ تن مجبور ہونے نے
اب تک منھ آنے کا موقع نہیں تھا۔ وہ اپنے دل سے کہنے لگی

دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ والد ماجد بھی میری طرح زخموں [illegible] وہ سیلنا
کی موت سے از خود رفتہ ہو رہے ہیں [illegible]
[illegible] اب سوا [illegible]
صرف مجھے ہی دیکھ کر [illegible]
دیے گئے۔

[illegible] بھر آئی [illegible] اس [illegible]
[illegible]
[illegible] طرح [illegible]
[illegible] سے دیکھا [illegible] مس روز کھڑا [illegible]
تھی اسٹیفن ہاتھ میں شمع [illegible]

"فقیر کی ملاقات"

جس دن مس روز [illegible] سے ملنے آئی اس کے دوسرے [illegible]
[illegible]
ملے۔

چھٹے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ملا تھا۔

خانصاحب نے چھرا لے لیا اور بغور دیکھا اور پھر اُٹھ کر اس کمرے کی چھت - دیوار اور گوشوں پر نظر دوڑائی - اور جس کھڑکی سے وہ کالی شکل بھاگی تھی اُسکو بھی عمیق نظر سے دیکھتے [illegible] رہے - دو منزلہ مراتب [illegible] نا بعید از قیاس معلوم [illegible] ہی سمجھ [illegible] ہوا عقل کام نہ کرتی تھی - [illegible] شکل کمرے سے ہوا ہوگئی - روز سے [illegible] لیکن یہی صاف جواب ملا - اسی کھڑکی سے ایک شخص باہر [illegible] گیا ہے - سوا اس کے اور کچھ جانتی نہیں -

بافراغت [illegible] تفتیش کرتے رہے - جب یہ نئی پڑی ہوئی گتھی نہ سلجھی تو واپسی کا قصد کیا - [illegible] مقرر کردیا -

جسوقت خانصاحب نے گاڑی پر قدم رکھا - تب سڑک [illegible] ایک انگریز کھڑا ہوا ٹکٹکی باندھے [illegible] نظر سے گارڈن کے مکان کی [illegible]

خانصاحب [illegible] گاڑی پر جانا ملتوی کردیا اور [illegible] حت گوارا کی - اور دروازہ [illegible] اُس شخص [illegible] لگے - مگر کترا کر [illegible] کوئی [illegible]

دیکھا وہ شخص بھی پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ [illegible] سوچا [illegible] بھی [illegible] - اس لیے اس کی جانچ کر لینا [illegible] مصلحت نہوگا - [illegible] کنارے ایک [illegible]

[illegible] خانصاحب نے [illegible]

اُس شخص کا [illegible] اُسی گلی کی سمت دیکھ رہا ہے -

[illegible] دوست کے پاس تبدیل ہیئت [illegible]

میں مکان [illegible] باہر نکلے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لرتے ہوئے اسکا تعاقب کرتے تھے۔

اس گلشن ہستی میں عجب سیر ہے لیکن
جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا

بھلا کر بھلا ہوگا۔ اس شخص نے کچھ بھی توجہ نہ کی۔ چلتے چلتے ایک [illegible] پر دستک دی اور کھڑا ہو رہا۔ اور اندر سے کسی نے دروازہ کھول دیا۔ اجنبی اندر گھس گیا دروازے کے پٹ بند کر دیے گئے۔

خانصاحب نے پہلے [illegible] کیا پھر دروازے پر دھکا دیا [illegible] ایک [illegible] ان نے پٹ کھولے اور انھیں دیکھتے ہی خشونت سے بولا۔ یہاں کیا دھرا ہے۔ دوسر [illegible]

[illegible] نے جواب دیا۔

"بھائی [illegible] حج کرنے گیا تھا مکے سے آرہا ہوں۔ [illegible] [illegible] ٹو الو گے"

[illegible] - اچھا ٹھہرو۔ مجھے بیبے [illegible]

یہ کہہ [illegible] خانصاحب دروازے کی [illegible] کرنے لگے۔ [illegible] ایک میم صحن کے اوپر والے [illegible] باتیں کر رہے ہیں۔ جس [illegible] قدر رحمت [illegible] اندر جانے کی سبیل نکالنے لگے۔

اتنے میں [illegible] بیبے خانصا [illegible]

خانصاحب - [illegible] بھلا کرے بڑا احسان کیا۔ تم جا [illegible] میرے پاس [illegible] اگر تمھیں [illegible] یا حسرت [illegible]

[illegible] کہ کوئی فقیر ملا تھا۔

[illegible]

خانساماں۔ آپ [illegible] فقیر ہیں۔ آپ کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں واللہ آپ ایسے ولی اللہ سے تو دُنیا قائم ہے۔

خانصاحب [illegible] کس شے کی ضرورت ہے کہو۔

خانساماں۔ میری عورت بہت بیمار ہے۔ [illegible] کی دوا کارگر نہیں ہوتی۔ اگر آپ کے پاس کوئی مجرب دوائی موجود ہو تو دیجیے۔ یا کوئی گنڈا تعویذ ہی ایسا ہو جس سے اسکا روگ مٹے۔ بڑا احسان ہوگا۔

[illegible] عورت کو [illegible] دوں گا۔ انشاءاللہ مرض دفع ہو جائیگا [illegible] اپنے مکان میں کوئی ایسی جگہ [illegible] مجھے دیکھ نہ سکے۔ یہ سمجھ رکھو اگر کسی [illegible] پڑگئی تو تعویذ معکوس اثر [illegible] دیگا۔

خانساماں [illegible] کسی مکان کی [illegible] اور [illegible] ہوتے ہوئے کسی مکا[illegible] پہنچے۔ خانساماں بولا پیر مرشد یہاں [illegible]

[illegible] اکل سنائی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فقیر صاحب [illegible] لے۔

[illegible] جادو قلم [illegible]

[illegible]

[illegible] خانساماں [illegible]
[illegible]

[illegible] انگریز کی [illegible]

[illegible]
[illegible]

رکھ دینے [illegible] اس لیے پہلے اُسے گرفتار ہی کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے پھر اُس عورت پر قابو پانا کچھ مشکل نہ ہوگا۔

دوسرا۔ اور میری رائے ہے ابھی اُس پر ہاتھ نہ چلاؤ اگر باقر خان ہماری گھات میں ہے تو [illegible] میں نے اتنی عمر میں خدا جانے اس ایسے کتنے کو ہوا بتائی ہے وہ کیا ہماری خبر لے گا۔ اُس ایسے احمق اور گاؤدی جاسوس نہ جانے کتنے میری جیب میں پڑے ہیں۔ آج ہی اگر [illegible] نہ کر گیا ہوتا تو آپکی ساری [illegible] سنگین ہوتیں۔ خیر آج شب کو [illegible] بجے سویڈ پارک [illegible] پہنچ رہنا چاہیے۔ جانتے ہو [illegible] سے [illegible] ہے۔

دوسرے انگریز نے آہستہ سے کیا جانے کیا جواب دیا جس کو ہمارے خانصاحب سُن نہ سکے۔ [illegible] کاغذ قلم دوات لیکر حاضر ہو گیا [illegible] کے ساتھ اپنے عمل کی تعریف کی۔

حکیم طلم ہندی کے رسالے کا یہ عمل ہے آجکل اُس کے اعمال [illegible] کہ [illegible] دفعہ [illegible] اگر [illegible] عمل کیا تو ممکن نہیں پٹ پڑے۔ [illegible] علامت [illegible] ب دیدیا تھا۔ وہ [illegible] پاس آیا اور [illegible] صورت [illegible] کتاب نکال [illegible] اس کو لکھ [illegible]

[illegible] اپنے بستر پر جاکے عمل [illegible] نفع ہوگا۔ [illegible] اپنی کتاب سے ایک نقش [illegible]

باب گیارھواں

انجمن مشاورت

[illegible]

[illegible] نے اپنا عزم [illegible] کر سویڈ پارک مین باغیون کی سوسائٹی جمع ہوگی - اور
چلین [illegible] مین -
داروغہ پولیس [illegible] مولویانہ وضع اختیار کر کے ڈیرے سے نکلا [illegible]
عربی مین باتین کرتے ہوے گھومنے لگے - راستے مین ایک مسلمان سے پوچھ کر سویڈ پارک کا
پتہ لے لیا - آخر کار چلتے چلتے سویڈ پارک [illegible] پہنچ گئے -
[illegible] نے داروغہ پولیس سے کہا تم یہین کہین عجیب رہو اور مین پارک مین جاتا ہون
[illegible] اس آٹھ نلی پستول موجود ہی تھے - ایک ایک [illegible] مخفی کرلی
تھی - اس کے علاوہ [illegible]
[illegible]
[illegible] گروہ لوگ [illegible] گئے [illegible]
[illegible] سکتے ہین -
[illegible] ملی ہوئی تھی [illegible]
تھا جب [illegible]
[illegible] دیکھ لیا [illegible]
[illegible]

مالی - آج ایک المرید نے تنگ کھا ہے - رات تو ہم ہی [illegible]
کچھ صلاحیں کریں گے -

خانصاحب مالی کی باتوں سے تاڑ گئے ہو نہ ہو آج یہاں [illegible] مالی سے کہا
آج [illegible] والے ہیں تم جانتے نہیں - وہ [illegible]
ہوں - خبر لگی ہے یہاں ہنگامہ ٹھیک ہوگی - میرا ارادہ ہے اٹھ [illegible]

مالی سٹ پٹا گیا اور ہاتھ جوڑ کر بولا - حضور بیٹھیں -

دوسرے مالی سے کہا - ان کو چارپائی باہر لے آؤ -

خانصاحب - مجھے نہیں [illegible]

مالی [illegible] کی بات [illegible] بیچنے [illegible]

[illegible] انگرکھا اتار کر مالی کو دیدیا اور [illegible]
علاوہ ایک کمبل منگا کر جسم کو [illegible]
جا [illegible] لے -

حضور ایسا [illegible]

[illegible] نے فرمائے - آپ کہا کرتے تھا [illegible]

[illegible] سے بارہ بجے رات تک [illegible]

ادھر دیکھ لو کوئی آ تو نہیں رہا ہے۔

وہ ... پر نظر ڈالنے لگا۔ خانصاحب کیا

... کی پھنک پر جا کے بیٹھ رہے۔ وہ ...

کی روشنی ہو بجھی نہ تھی۔

اب مسکوت ہونے لگی۔ ایک شخص کی زبان کو اسطرح حرکت ہوئی۔

" برادر! آپ ... جس کام کا بار میری گردن پر ...

... سے پوچھیے

تو روپیہ ... بالفرض اُس

ہوئے ... کے نوٹ تھے وہ بھی

اُس سے ... نہ جا ... طریقہ ... ہم پہنچایا ...

آج مجرم اُس سے ملاقات ہوئی تھی۔ اُسنے کہا ...

...

چوتھا۔ ...

زر علیہ السلام سے غرض ہے ...

...

جائیگا۔ بالفعل [illegible] بزنجیر [illegible] ہے۔

خانصاحب تہیہ کرکے زیرین نخل اوتر پڑے اور مالی کے جھونپڑے کی طرف خرامان خرامان چلدیے [illegible] اکر بڈھے فقیر کی صورت بنائی۔ اور باغ سے باہر ہو رہے مالیون سے کہدیا تھا کہ خبردار میری خبر ان لوگون کو نہ ہونے پائے۔

سڑک پر آکے ہمارے دوست نے زنفیل دی۔ سنتے ہی داروغہ [illegible] سے کھڑ بڑ کرتا ہوا نکل آیا۔

خانصاحب نے کہا۔ اس باغ مین [illegible] آنکھی ہے۔ تم [illegible] نگا۔ کہان جاتے ہین مین آگے جاکر دوسرا بندوبست کرونگا۔

خانصاحب آگے بڑھ کے کسی نخل کے نیچے کھڑے ہو رہے۔ مگر [illegible] باغ [illegible]

اس اثنا مین دو انگریز باغ سے نکلے اور وہی دھرا اختیار کیا [illegible] زنجیر [illegible] کمند لگا۔ [illegible] انگریز [illegible] لگائی [illegible] ڈالو۔

ایک انگریز بولا۔ [illegible] نگا۔ مت دق کرو۔

[illegible] انگریز آگے بڑھ گئے۔

[illegible] انگریزی مین [illegible]

[illegible]

ایک انگریز [illegible]

[illegible] سڑی [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

پر لیٹ رہنے دو ورنہ موسم [illegible] سے [illegible]
ہیں۔

ایک صاحب [illegible]

"بھاگ سور! [illegible] ملے گی"

[illegible] پانوں ورم کر آئے ہیں رات بھر کا واسطہ
[illegible] رہنے دو۔

[illegible] ٹک رہنا۔

[illegible] دو منٹ [illegible]

خانصاحب [illegible] تا وہ دونوں انگریز کوٹھے پر چڑھ گئے۔ دروازہ
[illegible]

[illegible] نکالی۔ روشنی [illegible]

[illegible]

کمرہ خالی پڑا ہے۔ اُس کے متصل دوسرا کمرہ تھا۔ وہاں بھی آہستہ لی۔ جب کچھ سنائی نہ دیا اندر آئے۔ لالٹین کی روشنی میں دیکھا یہ آرام کمرہ نہیں ہے۔ باورچی خانہ ہے کیونکہ بجز ایک میز اور چار کرسیوں کے اور کوئی سامان نہ تھا۔

خانصاحب نے داروغہ پولیس سے کہا تم پھرے پر رہو یہیں اور کمروں کو دیکھتا ہوں۔

داروغہ بولا۔ مگر ہوشیاری شرط ہے۔ غور و دیکھ بھال کر [illegible] قدم رکھنا۔ اور کسی خطرے پر فیل سے مجھے بھی ہوشیار کر دینا انشاء اللہ خدا اور سے [illegible] مدد کو حاضر ہونگا۔ اچھا۔ بسم اللہ کیجیے میں لگا ہوں۔

خانصاحب [illegible] کمرہ دوسرے کمرے میں داخل ہو گئے۔ وہاں بھی خالی ہاتھ لوٹنا پڑا۔ اسی طرح کئی کمرے دیکھ ڈالے۔ لیکن کوئی صورت دکھائی نہ دی۔ اب ہمارے حضرت [illegible] ہوا۔ یا خدا وہ دونوں اگر یہاں اسی مکان میں آئے تھے آخر گئے کہاں کیا پر لگا کر اُڑ گئے۔ رستے میں ایک کمرہ اور نظر پڑا۔ دروازہ بھڑا ہوا تھا۔ خانصاحب [illegible] اُس میں یکبارگی [illegible] ساتھ مشغول [illegible] اس کمرے کو اور دیکھ لیں اگر نشکار ہاتھ آ گئے تو خیر [illegible] سے اور کوئی دوسری ترکیب [illegible]

یہ سوچکر غڑاپ سے کمرے میں داخل ہو گئے۔ دیکھا دونوں انگریز غافل [illegible] پہلے چار [illegible] سبب [illegible] کی خبر نہیں۔ جیب سے کلوروفارم کی شیشی نکالی۔ اور [illegible] بیہوش کر دیا۔

اس کے بعد بکس کھول کے تلاشی لینے لگے۔ سیکریٹری کی [illegible]

"کیا ایک ہیلن کے خون کا بدلا لینے سے دشمنی کا خاتمہ ہو گیا۔ جب تک [illegible] دنیا سے لگا [illegible] اگر تم لوگ ہمارے دوست [illegible] ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو [illegible] سے کر [illegible]

[illegible]

خدا [illegible] میں متعدد [illegible]

لگے۔ مجھے یہ موذی میکبیر بڑا سفاک ہے۔ ضرور ہیلنا کی طرح مس روزا ور گارڈن بھی حلال ہو جائینگے۔

دوسرا خط کھولا اُس میں تحریر تھا۔

"روز کی گرفتاری [illegible] ترکیب سوچی ہے۔ جلد لکھو سویڈ پارک میں آج مجھ سے ملاقات ہوگی"

تیسرے خط سے حال کھلا۔ کہ وہ مقررہ روز ماضی ہوگیا۔ اس میں ذیل کی سطریں درج تھیں۔

تم سب متفق ہوکر جو کام کرنا ہے کرڈالو۔ تمام ملک باغی ہوگیا [illegible] میں بغاوت [illegible] والی ہے [illegible] نانا صاحب کے پاس متعدد تحریریں جابجا سے آچکی ہیں میں آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔

خانصاحب نے ان تحر[illegible] جیب کیا۔ اور [illegible] فرنگیوں کو کا[illegible] بیہوش کرکے بیرون کمرہ لے آئے۔ داروغہ پولس کو آواز دی۔ اُنکو ہمراہ لیکر باقی کمرے دیکھے۔ آدمی کہیں کوئی نظر نہ آیا۔

نیچے آکر دیکھا ایک کمرے میں کئی [illegible] چپراسی۔ بیرہ۔ خانساماں [illegible] خراٹے بھر رہے ہیں۔ ان میں ایک شخص [illegible] جسے ہمارے خانصاحب [illegible] سے سرفراز [illegible] شخص [illegible] عمل [illegible] اور داروغہ کھڑکی کی راہ سے باہر نکل آئے۔

۱۲

بارھواں باب

[illegible]

باقرخان [illegible] چند قدم بڑھے ہونگے کہ دو [illegible] سی مکان سے دو شخص لمبے لمبے ڈگ [illegible] چلدیے۔ اندھیرے [illegible] پولس کا [illegible] صلاح [illegible] تھے۔ گو [illegible] معلوم [illegible] آتا ہے غضب کا [illegible]

دیکھتے ہیں مجھ سو جھائی نہین دیتا - لاچار سڑک پر کسی لالٹین کے نیچے کھڑے ہو رہے - جب کچھ محسوس نہوا اور نہ کسی کے پانون کی آہٹ ہی کان مین آئی - لاچار پھر گھر کا عزم کیا - خانصاحب کا منشا تھا کہ آج کی رات [illegible] مین کاٹ دو [illegible] چلے کسی طرح ان شخصون سے نجات تو ہو اور بغیر تفتیش گھر جانا جاسوسی حیثیت سے بعید بھی ہے - جب روز روشن ہو جائے گا پھر کس کی مجال ہے [illegible] کر سکے -

مگر داروغہ پولس شب کی بیداری سے بہت ہی مضمحل ہو گیا تھا - رائے نہ پڑی گھر پلٹنا ہی مناسب سمجھا -

چلتے چلتے نصف شہر کی پیمائش کرنے کے بعد ایک چوراہے پر پہونچ کے دم لینے لگے یکایک [illegible] کی آواز آئی اور گولی سنّاتی ہوئی خانصاحب کے [illegible] پاس ہو کر نکل گئی - دوسری گولی نے داروغہ صاحب [illegible] نہ بنایا - وہ بیٹھ گئے -

خانصاحب نے کہا بیٹھو نہین لیٹ جاؤ اور خود بھی اس خیال سے لیٹ گئے جن شخصون نے گولیون سے ہم لوگون کو نشانہ [illegible] تلاش مین یہان آئین گے اور انکو اس حرکت کی سزا دین گے -

خانصاحب کا گمان صحیح نکلا - دو منٹ بعد سیاہ پوشاک پہنے دو شخص [illegible] ساتھ قدم اٹھا [illegible] کے قریب آئے - داروغہ کو پستول سنبھالنے کا اشارہ کر کے انھون نے بھی لیٹے لیٹے نشانہ باندھا - [illegible] قریب ہو گئے تو ان دونون شخصون نے گولیان داغدین [illegible] کھڑے ہوئے - مگر [illegible] تے ہی کہین [illegible] دکھائی نہ دیا - پو پھٹ گئی تھی ڈھونڈھنا کا موہی [illegible] مین جانا محال سمجھ کر عنان توجہ بنگلے کی طرف پھیر دی گھر پلٹ آئے -

داروغہ پولس کے پانون مین گہری ضرب نہین لگی تھی جھیلتی ہوئی گولی کی رگڑ سے کچھ خراش [illegible] -

بنگلے پر [illegible] اپنے مس روز کے نام ایک خط لکھا جس مین شب کا واقعہ تفصیل کے ساتھ درج تھا - اور گارڈن سے زبانی کہلا بھیجا کہ دشمن آپ [illegible] مین [illegible] کر بیٹھے گے - لہذا آپ ہوشیار رہئے [illegible]

[illegible] حفاظت کرتا ہون [illegible] حفاظت کرین گے آپ [illegible] کیونکہ خدا حافظ و ناصر ہے۔

ان کامون سے فارغ ہوکر غسل کیا۔ اور کچھ کھا کر کسل رفع کرنے کی جہت سے پلنگ پر لیٹ رہے۔

فی الجملہ جب اطمینان کی صورت ہوئی سیر کی دھن سمائی۔ سوچے آج بنگالی وضع مین چلکر گشت کریئے اور کسی تازہ شگوفے کی خبر لائین گے۔

الغرض بہی سفید براق دھوتی اور قمیض زیب تن کرکے دوپٹہ کاندھے پر ڈالا [illegible] خراماں خراماں سیر کو نکلے اور اُسی مکان کی راہ لی جہان کل شب کو نزول فرمایا تھا۔

مکان مین پہونچتے ہی پہلا سبق یاد آگئے تھے ایک ایک کمرہ [illegible] رہے جب کسی کمرے مین [illegible] نہ دیا باہر نکل آئے۔

دروازے پر یہی بورڈ لٹکا ہوا تھا جس مین لکھا ہوا تھا اس مکان کا کرایہ بغل والے مکان کے اسامی سے پوچھو۔

بغل والا مکان ایک انگریز کا تھا۔ خانصاحب نے دروازے پر [illegible] خانساماں نے آکر نام پوچھا۔ انھون نے بناوٹی نام بتاکر کہا مجھے اس مکان کی ضرورت ہے کیا مجھے [illegible] سکتے ہو۔

خانساماں [illegible] دریافت کرنے [illegible] مگر کرایہ دینا ہوگا۔

خانصاحب [illegible] جو کرایہ ہوگا ادا کیا جائیگا۔

خانساماں نے کوٹھے پر جاکر [illegible] کچھ [illegible] بعد ایک [illegible] اور بولی۔

"بابو! کیا وہ مکان آپ کرایے پر لیا چاہتے ہین۔

[illegible] کے لیے۔ یہ مکان کتنے [illegible] خالی ہے [illegible] مہینے سے۔

[illegible] گئے۔ یہ میم بناوٹی باتین کررہی ہے۔ کل ہی اس [illegible] بڑی واردات ہوئی اور یہ کہتی ہے کہ [illegible] خالی [illegible] ہی

[illegible] ہی ڈھنگ [illegible] کی۔

خانصاحب۔ مقدر کرایہ ہے۔

میم۔ چند دنوں کے واسطے اگر درکار ہے تو پچاس روپیہ دینا پڑینگے زیادہ دنوں کے لیے کچھ کم کر دیا جائیگا۔

خانصاحب۔ مجھے منظور ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ اس مکان مین بھوت پریت تو نہین ہین۔ جو مکان مدت سے خالی پڑا رہتا ہے چراغ بھی نہین ہوتی۔ وہان [illegible] کار مسکن رہتا ہے۔ [illegible] کچھ شک کھاتی ہے۔ ورنہ کرایہ پر لینے کے لیے تو مین موجود ہی ہون۔

میم۔ نہین نہین۔ اس مکان [illegible] پریت کا دخل نہین ہو سکتا [illegible] حال ہی مین میرے ایک عزیز رہتے تھے۔ [illegible] کبھی کچھ نہین [illegible]

خانصاحب۔ اچھا وہ چلے کیون گئے۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے انھین کچھ خوف غالب ہوا کھسک گئے۔

میم۔ بنگالی بابو بزدل ہوتے ہی ہین [illegible] پریت کے نام سے ڈرتے ہین [illegible] شوق ہے رہین۔ اسکا ذمہ لیتی ہون۔ کہو تو کاغذ پر لکھ دون۔ بھوت ہونگے تو کرایہ نہ لونگی۔

خانصاحب۔ [illegible] اکرایہ کی کوئی بات نہین۔ مجھے لینا ہی ہے۔ مگر سچ سچ بتا دو آخر وہ [illegible] چلے گئے۔

میم۔ (کچھ دیر ٹھہر کر) ہان بھول گئی تھی۔ [illegible] کسی [illegible] کرنے کی نہین [illegible]

خانصاحب۔ [illegible] اش بھی انکا نام کیا تھا۔ پھر

میم۔ (کچھ خشونت آمیز لہجہ سے) آپ تو جتنی [illegible] کیا کروگے۔ مین نہین [illegible] ان کو کرایہ دارون کے نام [illegible]

خانصاحب نے دیکھا یہ میم بھی خرانٹ ہے کسی طرح نام نہ بتائیگی۔ بات کا پہلو بدل کر

[illegible]

[illegible] آپ تو مجھے بیکار [illegible] مانا اس مکان [illegible] کوئی نہ تھا [illegible] رہنے والے کا کوئی عزیز مر گیا ہے تو ممکن ہے

[illegible]

[illegible] صاحب دروازے کے باہر ہو رہے - اور چاہا [illegible] اس مکان
کی تفتیش کروں - اتنے میں وہی خان [illegible] گنڈے تعویذ دیے تھے ایک چٹھی لیے
ہوئے [illegible] گھس گیا - خانصاحب بھی سڑک پر ایستادہ ہو رہے اور اس کی
راہ دیکھنے لگے -

قریباً نصف گھنٹے کے بعد خانساماں اُس مکان سے برآمد ہوا اسوقت بھی اسکے
ہاتھ [illegible] ایک چٹھی تھی -

خانصاحب بھی اُسکے دُنبال میں گام فرسائی کرنے لگے - انکی خاص غرض تھی کسی طرح
یہ چٹھی ہاتھ لگ جائے - تو حال کھلتا -

خانصاحب عجلت کے ساتھ قدم رکھتے ہوئے خان[illegible] سے کچھ آگے بڑھ گئے
اور زیر نخل کھڑے ہو کر [illegible] کی طرح آیندو روند سے راہ پوچھنے لگے -

قریب [illegible] چار پانچ شخص جمع ہو گئے تھے - خانساماں بھی [illegible] گیا -
خانصاحب نے کسی [illegible] کر پوچھا -

مسافر ہوں - وطن بہت دور [illegible] جانتا نہیں جس مکان میں [illegible]
تھا اُسکا پتہ بھول گیا - تم لوگ [illegible] کرو - کوئی اچھی [illegible] کرایے پر دلا دو -
تو احسان [illegible] دونگا -

باقر خان [illegible] وغم پریشانی [illegible]

[illegible] اس [illegible]

"حضور [illegible] کا باشندہ ہوں - میرے ساتھ آئیے -

[illegible]

[illegible] خانساماں ہوں - چلیے آپ کو [illegible]

[illegible] جہاں [illegible] آسائش ہے -

میاں باقر خان [illegible] سے خانساماں
کے ہمراہ [illegible] راستے [illegible] خانساماں کے ہاتھ [illegible]

[illegible]

خانساماں ۔ (سلام کرکے) حضور! غریبوں کے مائی باپ [illegible] جو حکم ہوگا بجالاؤنگا۔

خانصاحب نے [illegible] حالات دریافت کیے اور اُس قیامت خیز واقعہ [illegible]
جسکی بدولت سلطنت مغلیہ کا رہا سہا چراغ گل ہونے والا ہے۔ اور جسکی پُر آشوب
افواہوں سے انگریزی حکومت متزلزل ہو رہی ہے۔ خانصاحب کا خیال تھا اس خانساماں
سے باغیوں کے حالات کا کچھ نہ کچھ پتہ چل جائیگا۔ مگر خانساماں [illegible] صاف جواب
دیدیا۔ حضور میں غریب آدمی! میں کیا جانوں ملک میں کیا [illegible] انگریزی
حکومت کے شاکی ہیں اور کون حامی۔ ہاں مکان بتائے دیتا ہوں آپ [illegible] آرام
سے رہیں۔ کسی بات کی تکلیف نہوگی۔

اس کے بعد وہ ایک [illegible]۔ اور اندر سے بابو صاحب کے لیے ایک کرسی
اُٹھا لایا۔ بابو صاحب بیٹھ گئے۔

اس مکان کے ہمسایے میں کسی [illegible] دکان تھی۔ خانصاحب نے پوچھا یہ کس کی دکان
ہے۔ خانساماں نے کہا۔ اس دکان میں شال دوشالے۔ ریشمی اور [illegible]
عمدہ قیمتی کمبل موزہ بنیائن بسوٹر کوئی شے ایسی نہیں ہے جو نہ مل سکتی ہو۔

ہمارے دوست کو کشمیری چادرے کی ضرورت تھی [illegible] سردی کڑاکے کی
پڑ رہی تھی خانصاحب خانساماں کے ساتھ دکان میں داخل ہوئے اور ایک شال
اُٹھا کر قیمت پوچھی۔

ادھر خانساماں دھمکی دیکر دوکاندار سے بولا۔

"جانتے ہو! میں پلٹن کے صاحب کا نوکر ہوں۔ میرے ساتھ [illegible] کروگے تو پولس
میں دیدونگا۔ بابو صاحب سے [illegible]۔ یہ میرے [illegible]

اب یہ بھی [illegible] صاحب کا نوکر ہے۔ اس [illegible]
پہلے بھی دیکھ چکے تھے۔ یہ [illegible] پلٹن کے افسر ہیں۔ اب
حضرت قلعہ میں جاکر [illegible]۔

[illegible] اس روپیہ طے ہوئی۔ خانصاحب نے [illegible]
[illegible] سے اُس کے پاس [illegible]
[illegible] خانساماں [illegible]

خانصاحب نے آواز دی - ٹھہرنا - مین پردیسی مسافر ہون - تمکو جانتا نہین سنو روپیہ کا نوٹ [illegible] ہے کس طرح تمھارا اعتبار کرون -

خانساماں - ہان - ہو سکتا ہے - آپ کا فرمانا صحیح ہے - مگر مین بھی اپنی چھٹی کسی کے [illegible] سکتا - چاہے کوئی ہزار روپیہ دے - بہت ضرور [illegible] تو مجھپر آفت ہی آجائے - صاحب بہادر گولی ہی مار دین - ہان حضور کا مجھے بہت اعتبار [illegible] کہیے تو آپ [illegible] اور بیک کر روپیہ لے آؤن -

خانصاحب - یہ ممکن ہے -

خانساماں نے خانصاحب کو چھٹی دیدی اور خود روپیہ کی تلاش مین جویان ہوا - اسوقت دکان مین خریدار جٹے ہوئے تھے - [illegible] سے چھٹی نکالی [illegible] پڑھنے لگے چھٹی پر کسی کا نام اور پتہ تحریر [illegible] بناوٹی معلوم ہوتا تھا [illegible] طور سے پڑھنا محال [illegible] ان سے [illegible] آئے اور [illegible] چھٹی [illegible] کی - اور [illegible] لگا -

اتنے مین [illegible]

[illegible]

کیا کس عہدے پر ممتاز ہین -

خانساماں کے جواب سے معلوم ہوا [illegible] سپاہیان [illegible] ہین - اور به ماتحتی جنرل ہیگ کا بنور فورٹ مین کام کرتے ہین - چھٹی کے باب مین کچھ استفسار [illegible] سمجھی [illegible]

[illegible] شخص باتین کرتے ہوے ایک دوسرے مکان کے [illegible] خانساماں [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ کچھ [illegible]

[illegible] چھٹی [illegible] آپ کو مکان [illegible]

[illegible] تکلیف [illegible] جاؤ [illegible] کسی سے [illegible]

[illegible] بتا دینگے -

یہ کہکر ایک روپیہ [illegible] انعام اور دیدیا اور وہ سلام کرکے [illegible]
گھس گیا۔

خانصاحب نے پاکٹ بک [illegible] بیٹھا لیا۔ اور لیٹے ہوئے [illegible]
لکھدینا کافی ہوگا [illegible] جس میں خانصاحب نے [illegible] نے
مین گنڈے تعویذ بناکر دیے تھے۔

باب تیرھوان

باقر خان پر [illegible]

کوئی [illegible] مہتابی پر بیٹھا ہوا [illegible]
[illegible] اپنی جدت پسند طبیعت کی بدولت دنیا کا رنگ ملاحظہ فرماتے مکان پر
[illegible] جعفر نے دسترخوان لگادیا۔ کھانا [illegible] کیا
[illegible] کی نقل

ولایت میں کتنی راز پر پردہ پڑا رہنے کے [illegible]
[illegible] مضمون [illegible]
[illegible] نظر سے [illegible]
[illegible] نہ پڑی۔

[illegible]

[illegible] نہیں۔ اس لیے اب اُس سے ہوشیار رہ [illegible] شخص
[illegible] کبھی سرکار انگریزی [illegible] علم بغاوت بلند کرنے والا نہیں۔ [illegible]
اختلاف اور فرانسیسی طرز حکومت سے ہمدردی ظاہر کرنے کا ایک جلسہ منعقد
ہونے والا ہے۔ آپ اُس میں ضرور شریک ہوں۔ مجھے صرف آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ سٹیفن پر
تو رنگ چڑھنے کا نہیں لہذا اس [illegible] کیا جائے۔ میری رائے میں ایسے
شخص سے دنیا خالی ہو جانا ہی بہتر ہے۔ روز کے [illegible]
لیکن یہ کل امر [illegible] کرنے کے قبل طے ہو جانا منا [illegible]
میرے ہاتھ میں [illegible] مکا خانہ ہو جائے گا۔ [illegible] کام ہو سکیگا
سُنا ہے [illegible] ارت کر کے روز کے
[illegible]
[illegible] اسٹیفن کے بارے میں [illegible]
[illegible] بہت ہوشیار [illegible] غیرہم
[illegible]
آج [illegible] ملو۔ کچھ مشورہ کرنا ہے۔ نمبر ۲۴ [illegible]
[illegible]
[illegible] بہر حال تو [illegible]
[illegible]
کل ایک واقعہ اور پیش آیا [illegible]
[illegible] کا تعاقب کر رہا تھا [illegible] اور حماقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

یہاں ... اپنا نام لیڈی راجرس مشہور کر رکھا ہے - اور اسی نام کی بدولت مین نے
مس روز اور مسٹر گارڈن سے تعلقات ... ہین - تحریر تو
اور کچھ دینے لینے ... پبلک کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے - سنتا ہون لیڈی
راجرس ... برتاؤ مجھے بھی لازم آیا - اور بڑے مزے
کی بات تو یہ ہے کہ مجھے آجتک کوئی نہین تاڑ سکا کہ مین مرد ہون فقط

تمھارا صادق حمایتی

"ڈی - پیٹرس"

خط پڑھکر پیٹرس کے خیالات کا جربہ اتار کر ... دلمین بحث ہونے
لگی - کیا کرنا چاہیے - اور کیا نہ کرنا چاہیے عقل جمتی نہین - راے ...
حسب مضمون ... صورت ...
کوئی را... انتشار ...
... جائے - اسکو ... ہے - ور...
...
خانصاحب ... قریب ... کی ...
راستے ... صرف ... - خانصاحب ... وقت
... باہر نکلے - اور ہوا کے گھوڑے پر
... مسٹر ... داخل
ہوئے ... ۱۰ بج چکے تھے - مصافحہ ...

مین پھنس گئی ہین۔ صاحب کو اطلاع دینے آیا ہون۔

خانساماں: [illegible]۔ گارڈن کو اطلاع دینے کی کوئی ضرورت نہین۔ مجھے کل کیفیت
معلوم ہے اور اُسی کے تدارک [illegible] رہا تھا۔ آؤ ہمارے [illegible]

چپراسی: [illegible] تیز رفتاری کے ساتھ قدم اُٹھانے لگے۔ اثنائے راہ
مین ایک مقام پر چپراسی بول اُٹھا۔

حضور اگر جج کے اند [illegible] میری رائے ہے آپ اُس مقام پر چلین
جہان مس روز پر بولیٹرون نے حملہ کیا ہے۔؟

[illegible] کہ ہوا؟

[illegible] میرے عقب [illegible]

[illegible]

بدمعاش: مجھے معلوم ہے [illegible] کا جاسوس ہے۔ [illegible]

[illegible]

گرجے کے صاحب کی بدولت [illegible]

[illegible]

باب [illegible]

آثار بغاوت

"جنرل ہیگ کی ڈائری سے"

۲۲ مئی ۱۸۵۷ء

شنبہ

آج صبح داروغہ پولس کی زبانی سننے میں آیا کہ مسٹر گارڈن کی صاحبزادی مس روز [illegible] والی ہیں۔ ڈپٹی کمشنر باقر خان [illegible] تفتیش حالات ورہائی مس با با گئے [illegible] راستے میں ان پر [illegible] خدا جانے کہاں غائب [illegible] تک پتہ نہیں۔

[illegible] کو یہ [illegible] بیس پولس سپاہی روانہ کیے گئے ہیں۔

[illegible] آج آگئی [illegible] لاحق ہو جائینگی۔ اقصائے ہند [illegible] سلگتی [illegible]

[illegible] ہے۔ باقر خان [illegible] بڑا دشمن نانا صاحب [illegible] اغیوں کی اعانت پر کمر بستہ ہے۔ [illegible]

[illegible] خیالات [illegible]

باقر خان ہی کے ذریعہ [illegible]

[illegible]

باہر ہو گیا۔ شورہ پشتون کا ساتھ دے بیٹھا۔ خانصاحب کے نہ ہونے سے ملک مین
... پکڑ جائے گی۔ خدا جانے باقر خان کی پیشانی پر قدرت ...
... بیچارہ آ... دن آفتون مین پھنس جایا کرتا ہے۔ مجھے اُمید تھی کہ اسی باقر خان
کی ذات سے ملک مین شور و شغب نہ پیدا ہوگا اور رعایا امن و امان سے رہیگی
مگر اب نتیجہ برعکس دکھائی دے رہا ہے۔ ...
مجھے رسالہ ... لینے کا از حد رنج ہے۔ آہ ... مین
... وفاداری کا خیال ... اُسکے ...
... اس کمبخت میکسر ہی نے تمام ...
... ہے کہ سرکار ایک ... سے ...
اختمال ... رجوع ... ہو گی ... تھا
...
... بال بچوں ...
... ہے۔
... نے پھانسی ... ہے
... نہ توکل ...
خبر ...
تلاش مین چند سوار اور پیادے روانہ کردیے
... فقط

سر ٹامس
بیگٹ۔ کے۔ اے۔ جی۔ سی۔ بی

...

کمشنر مسٹر ٹیلر صاحب ایک سر برآوردہ کار افسر ہیں۔ مجھے امید ہے وہ نہایت سرگرمی سے کام کرینگے۔ میں نے ... دھونڈ ... بہت پیچ کریگا ...
ہفتہ ہی ... ہے۔ تمام شدت ... مقابلہ ... کے ساتھ اس آگ کے فرو کرنے کی کوشش کرنا۔ معلوم ... پڑیگا۔ اور بڑی بڑی ریاستوں سے مدد لینا ... میرے آنے کی ضرورت
اسٹیشن کی کیا خبر ہے۔ باقرخان رسالدار ... روز ہوتی رہے فقط
کیننگ

۲۳

روز سہ شنبہ
آج پولس کمشنر ... کرنے کے ... گرجے کے سامنے تو ... رات کے وقت ... ہے ... چھری اور ... اس کے شناخت کر لیا ہے جس ... گرجے کے اندر خون بھرا ہوا ایک ... بچے ... کہ باقرخان ...

ٹیلر ... باقرخان سے دنیا خالی ہوگئی۔ مگر پولس داروغہ ... یہ بھی باغیوں ... صحیح و سلامت ہو اور ...

باہی ہمارے بچون کو بھیجہ [illegible] ۔ آج لب کنل ایک سی آئی ہوئی ہے
چار پانچ سپاہی اور [illegible] کے قریب چلیے چاپڑ سوار ہیں ۔ وضع اور قطع [illegible]
[illegible] یہ سب کے سب بہروپیے ہیں [illegible] ٹوپی اور
تا تا صاحب بھی ہوں ۔ [illegible] سخت افسوس ہے وہ ہوتے
تو پتہ چل جاتا کہ یہ کس فیشن کے [illegible] نشا کیا ہے ۔؟
آج لارڈ [illegible] بھیجا ۔

کانفور [illegible]

۲۳ مئی [illegible]

[illegible] پیارا اس بات کا پتہ چلا ہے [illegible]
[illegible] ڈالا [illegible] آتش [illegible] لیکن
تفتیش [illegible] ہو رہی [illegible]
[illegible] پچاس شخص تبدیل ہوئے [illegible]
[illegible] اپنی گرفتاری سے ایک روز قبل
[illegible] آ [illegible]
[illegible]
[illegible]

سر ٹامس
[illegible] افسر

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] ۔ [illegible] کے دا [illegible] بہت [illegible]
[illegible] ۔ انگریز افسروں کا حکم ٹال دیا جاتا ہے
[illegible]
[illegible]

افواہ بھی سننے میں آئی ... بھی

... ہو گئے ہیں۔ اُنکے طور و طریق اور ...

درکار ہے۔ ان دونوں یوروپین کے دونوں میں بھی فاسد مادہ ...

کل میکیبر کا ایک ...

... اگیا۔ ... اُسکی پاکٹ سے میکیبر

... ہوئی ہے ... اس بارکپور سے

سرکار انگریزی کے خلاف

... فوج ... ہے ... کہ فعل اور

قول ... جاتا رہا۔

میکیبر ... ہے۔ در پردہ قوم انگریز کا دشمن ہے۔ خفیہ خفیہ

کیسی ... خیال تھا۔

... ات سے

... نکلے گا۔ حیف ... اثر

... شتر ہی ... خمیازہ ... پڑیگا۔

... پڑی ہے ۔

نادان

پشت پناہ باقر [illegible] بھی حلقۂ اطاعت سے باہر [illegible]

[illegible] بہ کمروں کس لیں ۔ آج پھر اس قزاق میکگریگر کا ایک عاسہ

بغاوت آمیز تحریکوں نے عام ہندوستانی [illegible]

تحریر ہے تم کب تک انگریزوں سے بچ جاؤ گے [illegible] قصہ [illegible]

[illegible] گے

سارا فساد میکگریگر کی ذات سے [illegible] اچھا ہوا جال [illegible] ہے

بہت کچھ [illegible] یا بہت کد و کاوش کی گئی اس [illegible]

کوئی [illegible] دو فرانسیسی افسر ہمارے قلعے [illegible]

[illegible]

ہے ۔ لہذا [illegible]

کیجیے ۔ ابھی تک کوئی خبر اسٹیشن [illegible]

سر ٹامس

[illegible] تھا جس کی نقل آپ کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب پندرھواں

میکگریگر [illegible]

[illegible]

آج مسٹر گارڈن کو [illegible] آئی کہ مسں روز پر بھی سفاک [illegible]
پنجہ جفا ٹوٹ پڑا - بیچاری [illegible] ہاتھوں کا شکار بن گئی -
[illegible] سے وہ اور بھی بدحواس ہو گئے -

آہ یہ [illegible] جنے مسں گارڈن کے کانوں [illegible] تک پہونچکر
اُسے بسمل کر د[illegible] سینے پر مار کر بے تحاشا صحن باغ مین چلی مسٹر گارڈن
آیا اور [illegible] کوٹھی مین لائے بمشکل آرام کرسی پر ڈالدیا [illegible]
روز [illegible]

صاحب کو جاتے دیکھ [illegible] اور آنسو [illegible] بے خبری کا عالم
[illegible]

"ہائے یہ محبت دم نکل [illegible] ارے کس سے کہون [illegible]
[illegible] تھی - قزاقون [illegible] گئی - سنا تم جاتے ہو تو
اُسے [illegible] ساتھ لے آنا [illegible]
[illegible] سا دیتے ہوئے باہر نکل آئے - ادھر تو [illegible]
[illegible] روک رہی ہے - ادھر مس روز [illegible]
[illegible] رہے تھے - حرکات و [illegible]
[illegible] رہا تھا -

[illegible] ارحیم و [illegible] سپاہی تھے - سواری پر [illegible]
[illegible] جسوقت یہ سب [illegible] بجے ہین پادری دعا
[illegible]

[illegible] چلا - طبیعت [illegible] - دل
[illegible] - دربان سے
پوچھا ادھر سے [illegible] ہے - دربان مسٹر گارڈن کا شناسا
[illegible]

[illegible] پڑھ ہوا گیا [illegible]
[illegible] تک روز

کا فراق بھی کلیجہ چھلنی کردیگا - آہ میکبر! میکبر!

مجھ مین نرمی اسطرح اور تجھ مین سختی اسقدر

دل ہمارا موم تیرا قلب پتھر ہو گیا

تھی [illegible]

دربان نے کاغذ کا پرچہ ہاتھ میں دیدیا - اور بولا -

"ایک صاحب آئے ہیں [illegible] مشتاق ہیں"

گارڈ [illegible]

رابرٹ میکیر -

اس نام سے سینے میں آگ لگ گئی - دفعتہ پیدا ہو جانے والے [illegible]

[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] سنانے آیا ہے کاش اس [illegible]

نہ کی گئی تو اور بھی آفت ڈھائے گا - مسٹر گارڈن دیر تک [illegible]

جب میکیر کے آنے [illegible] آواز یہ کہتے ہوئے

سنائی دی -

[illegible]

کے پاس [illegible]

[illegible] بہت بڑی خوشی ہوئی [illegible]

[illegible]

[illegible] تاریک [illegible]

مجبور ہوں [illegible]

[illegible] اور [illegible] نہیں گیا ہو مس روز کی شادی میرے ساتھ کر دینے سے کبھی کوئی [illegible]

[illegible] جبر کے پا ہو [illegible]

میکبر کی خباثت نفسی اور ہوس پرست [illegible] روزن کا خون تا دکھا گیا - چہرے پر حرارت آ گئی - [illegible] سرخی ہوئی حیا [illegible] کے ساتھ روکا بلکہ محبت بھری نگاہوں سے نظر ڈال کر کہا -

دوست [illegible] روز کو شادی سے قطعی انکار ہے [illegible] ریم اور حضرت مسیح کی خدمت کو پسند کر کے عہد کر لیا ہے کہ جس نے ستم رسیدہ [illegible] پر [illegible] تم سمجھ سکتے ہو کہ میں

[illegible]

اس حال [illegible] گا - [illegible]

[illegible]

یا نہیں - [illegible]

[illegible] کہاں تھی [illegible]

[illegible]

غم نہیں - اگر [illegible]

ہوئی مصیبتیں [illegible]

ہو کر میری حیثیت [illegible]

[illegible]

باہر سے آواز آئی۔ ٹیلر

گارڈن سراسیمگی کی حالت میں دروازہ کھولنے لپکے ادھر میکبر نے [illegible]

گارڈن کے سینے کو آماجگہ بنا [illegible]

خبردار اگر ایک قدم بھی آگے [illegible] سر اڑا دیگا۔

بیچارے گارڈن شش و پنج کی حالت میں کھڑے ہو رہے [illegible]

مانند۔ میکبر قہر و غضب کی نگاہ سے گھور رہا تھا۔ یہ سمجھ گئے میکبر بھانپ گئے [illegible]

[illegible] گارڈن نے جنبش نہ کی۔ بت کی طرح ساکت۔ زبان سے ایک

[illegible] عقل حیران۔ کیا کریں کیا نہ کریں۔

میکبر نے کھڑکی کھولی۔ گارڈ [illegible] بدمعاش کھڑکی سے کود کر کہیں [illegible]

[illegible] نہیں ہوش نہیں رہا [illegible]

کھڑکی سے کود کر میکبر [illegible]

[illegible] عمل کرنے والا شخص [illegible]

تیرا جا [illegible]

اتنے میں پھر ٹیلر نے دروازے پر زور سے [illegible] گارڈن نے [illegible]

[illegible] افسر [illegible] شرکت گوارا کرنا پڑی۔

[illegible] نے کے قبل [illegible]

[illegible]

[illegible] بھاگ

[illegible] سکتے کے عالم [illegible] بن گئے۔ کچھ تعجب اور کچھ [illegible]

افسوس [illegible] کہا۔ جناب تعجب کس بات کا کسی وقت اطمینان [illegible]

میکیس کے کل [illegible] گوش گذار کر دونگا۔ واقعی وہ بہت ہی پر خطر شخص ہے [illegible]

خون کروائے سیکڑوں کے گلا [illegible]

آج روز کو بھی اسی نابکار نے قید [illegible]

رکھتے تھے۔ معا [illegible] اجل [illegible] گئے [illegible]

[illegible] ہوئے [illegible] ہوئے نکلے۔

اس کے چند دیر [illegible]

[illegible] کرنے لگا [illegible]

[illegible]

مسٹر گارڈن [illegible]

ہی ہی کر کے ایک [illegible]

میں بہت جلد اس نابکار [illegible] دونگا۔

[illegible]

ہاتھ پاؤں بے حرکت - گارڈن کا مبہوت - حواس غائب [illegible]

[illegible]

[illegible]
اب اُن میں کسی قدر [illegible] لگا - دل میں قدرتی [illegible]
غیبی فرشتہ [illegible]

باب سولھوان

داروغہ پولیس کی باتیں

ہمارے [illegible] میاں [illegible] آج چھٹا روز ہے - جسدن وہ حسین اور
[illegible] میں [illegible] نکلے تھے داروغہ پولیس سے کہتے گئے تھے میرا انتظار
[illegible] بجے رات تک کرنا [illegible]
تک رہا ہون - [illegible]

داروغہ پولیس کو [illegible] گذشتہ شب کے [illegible] بج گئے تلاش [illegible] کھڑے
[illegible] گذر [illegible] لگ گیا -

[illegible] تھا - مگر لوگوں کی [illegible] آواز [illegible]
محسوس ہو رہی تھی - اسوقت داروغہ پولیس کے سامنے خدا جانے کہان کے غمگین سین
کھنچ گئے کہ اُنکی کسی کی تلاش [illegible] اور دوسری [illegible]
[illegible] کوئی تامل نہین [illegible] سے اُن کے
[illegible] الفاظ
[illegible] رہتے [illegible] کس طرح [illegible]
[illegible] سڑکون پر
[illegible] جب کوئی سبیل نہ نکلی زور زور سے [illegible]
کیا - [illegible]

[illegible] مسٹر انگریز [illegible]

[illegible] روتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

باقر خان کا نام سننے سے اُسے سخت حسرت ہوئی - فقیر [illegible] سید ھا اندر [illegible] گیا [illegible] سوداگر بزدون کو ساتھ لیے ہوئے داروغہ کے پاس آیا - پولس کی [illegible] ہونے لگے -

فقیر - حضور! جب تک میرے حواس ٹھکانے نہیں ہوتے کچھ نہیں کہہ سکتا - پہلے اندر لے چلیے - تھوڑا پانی پلایئے - آسودگی سے کل باتیں گوش گذار کرونگا -

فقیر کی بناوٹی باتون نے ان کے دلون پر کچھ ایسی چوٹ کی کہ تمام جسم میں جوش اور ہمدردی [illegible] اندرون پھاٹک [illegible] میں فقیر کو بٹھا کر بیرہ سے ایک گلاس پانی منگوایا - فقیر نے منھ پر پانی کے چھینٹے دیے دامن کی ہوا [illegible] کا تو قصد تھا ہی نہیں - آناً فاناً حواس ٹھکانے ہوگئے -

[illegible] شاہ صاحب ذرا آرام [illegible] سے کچھ دریافت کرونگا -

دوسرا صاحب معترض [illegible] بول اُٹھا -

"[illegible] تمھاری زد کو [illegible]"

فقیر - [illegible] دیکھا ہے -

[illegible] لگا -

[illegible] کوٹھے پر جانے [illegible]

[illegible] خون -

[illegible]

[illegible] ایک [illegible]

[illegible]

[illegible]

موجود ہی تھی جیب سے نکالی۔ اور ناک کے پاس لگا کر انھیں بیہوش کر دیا۔

اتنے میں پھر دروازے پر [illegible] کھٹکھٹا دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کوئی شخص کسی عورت مظلومہ کو دھمکیاں دے رہا ہے۔

فقیر سرعت سے دوسرے کمرے میں پہنچا۔ [illegible] سب [illegible] فتیل پست [illegible] مگر شمع جل رہی تھی۔ ایک انگریز [illegible] پر غافل پڑا ہوا تھا۔ فقیر اس سے روشناس تھا اسی انگریز کو پہلے کسی [illegible] کلوروفارم سے بیہوش کر چکا تھا جب باقر خان رسالدار اور داروغہ پولیس مسٹر [illegible] کی تلاش میں گئے تھے۔

فقیر یہاں بھی وہی چال کھیل گیا۔ [illegible] سے کلوروفارم [illegible] جب دیکھا کہ سر و پا کی خبر نہیں۔ تلاشی لینا شروع کی۔ تمام جیبیں ٹٹول ڈالیں۔ ایک [illegible] پستول اور ایک شیشی برآمد ہوئی۔ شیشی پر [illegible] جس پر "ہائیڈروسینک ایسڈ ایسڈ" بڑے بڑے حرفوں میں تحریر تھا۔ ہائیڈروسینک ایسڈ قاتل زہر ہے۔

فقیر نے پستول کسی مخفی [illegible] زہر کی شیشی جیب [illegible] ایک خط میں ذیل کی عبارت درج تھی۔

شفیق جونس!

اسمیں شک نہیں کہ میرے لیے اس سے زیادہ خاص [illegible] سکتا۔ [illegible] نے مجھے اس قابل سمجھا۔ اس [illegible] کے زمانہ [illegible] حکومت کی [illegible] ہوں کہ [illegible]

[illegible]

آئے ہیں۔ ادھر ہم لوگوں کا کام بھی چوکسی ہے ... امید ہے ہفتے ہی عشرت [illegible]
آگ بھڑک اٹھے۔ ایک بات ہے آپ کو اور خوب ہونی چاہئے وہ یہ کہ کل جو دو شخص بند
کی طرح پنجرے میں بند کیے گئے ہیں [illegible] کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے توقف
[illegible] خرابی ہے۔ اس وقت گارڈن کی ملاقات [illegible]
[illegible] کیا [illegible] باقرخان رسالدار کے بارے میں فکر نہ کرنا وہ
[illegible] ہی گیا جہنم کی ہوا کھا رہا ہوگا۔

آخری مضمون پڑھنے سے داروغہ پولیس کے ہوش غائب ہوگئے [illegible]
[illegible] کیا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا کیا اگلا نکل گیا

[illegible] بہت سے فقیر کو اس کمرے [illegible] یا۔ اب اس کمرے
[illegible] ہی تھی
[illegible] گئے۔ اور آواز پہ کان لگا [illegible] ہے اور
[illegible] طرح [illegible] کو کہو کہ کیا دیکھ بھی بھاگو۔
کمرے [illegible] شخص بولا۔
بھائی صاحب [illegible] خنجر
[illegible] افسانہ
[illegible] کر دوں گا۔
[illegible]

کمرے میں داخل ایک گوشے میں چھپ رہا۔ وہ چونکہ گوش [illegible] آواز پر کان لگا دیے۔

ان دونوں شخصوں میں ایک ہندو اور ایک مسلمان تھا۔ فقیر عجیب کشمکش میں پڑ گیا کہ ان درندہ صفت وحشیوں سے اُس لیڈی کو کیونکر نجات دلائے۔ معاً ایک ترکیب ذہن میں آئی۔ کسی طرح اسے بیہوش کرنا چاہیے۔ ارادے میں تصمیم ہونا تھا۔ کارروائی کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ جو شخص کمرے میں رہ گیا تھا۔ دبے پاؤں چلتے اسکی پشت پر پہونچا۔ آسے اندھیرے میں کچھ بھی نہ معلوم ہوا۔ اسنے ہوشیاری کے ساتھ کلوروفارم کی شیشی نتھنوں کے پاس لگا دی تھی۔ اسکی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اپنے [illegible] پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اسکا جسم کانپ رہا تھا۔ وہ وہیں لیٹ گیا۔

فقیر نے کلوروفارم سے کپڑا تر کر کے پھر اسکی ناک پر رکھ دیا۔ [illegible] وہاں سے کھسکا۔ یہ کل کام ایک لحظہ کا تھا۔ [illegible] سوچا [illegible] ہو سکے جو اس [illegible] کی گردن حلال [illegible] اندر جا کر ایک جھپٹ [illegible] سے بھی سر بجھو سکو نگا [illegible] ضرور شور کرے گا۔ اور غل و شور مچا کر سوتی ہوئی [illegible]

فقیر صحیحی کے دروازے پر چھپا ہوا باتیں سنتے اور موقع دیکھنے لگا۔ [illegible] [illegible] ڈوری بنائی۔ اور دوسرے ہاتھ میں [illegible] تاکہ [illegible] لگا۔ دروازے کی [illegible] آنکھیں بند کیے رو رہی ہے۔ مگر اس [illegible]

[illegible]

وہ شخص [illegible] ہاتھ [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ جھنے لو آتی ہے

[illegible]

پھر روشن ہو جائیگی درصورت انکار سیفن کا نخل زندگی قطع کر دیا جائیگا۔ کیوں بیچاری کو
اجل کا لقمہ بنانا چاہتی ہے ابھی کچھ نہیں گیا اسکی سلامتی [illegible] شوہر شوہر کو خوفناک
خاموشی سے بدلنے نہ دے اس کے باصحبات کو قطع کر [illegible] سے شادی کر اور
دلی ولولے نکال۔ میرا نام عبدل ہے [illegible] انھوں نے تیری خواہر سیلینا کو عدم کی
راہ بتائی ہے۔ اسکی وجہ تو جانتی ہے [illegible] بھی تیری طرح میکیر کی صحبت سے انکار کیا تھا جسکا
[illegible] ذرا کان کھول کر سن اسی خنجر کی نوک تیرا ابھی خون پینے کی شائق ہو رہی ہے
[illegible] اور بعدہٗ تیرا [illegible]
[illegible] تیری قبر کے پاس [illegible]
[illegible] ہے۔؟

[illegible] جواب نہ دیا بلکہ زور سے رونے لگی۔

[illegible] نام سنکر فقیر چکرایا۔ یہی سفاک عبدل ہے اسی نے سیلینا کا چراغ زندگی
[illegible] نفس ناطقہ اور پھر [illegible] روز اور
[illegible] اپنے زہریلے [illegible]
[illegible]

مہلت ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا [illegible] پستول کی نو

[illegible]

[illegible] تو سمجھیگا بازی ہاتھ [illegible]

[illegible]

اُس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے - بیہوشی نے حرکت سے بے دست بنا دیا - فقیر نے چادر سے ہاتھ پاؤں کس کر باندھ دیئے - دیا سلائی موجود ہی تھی - لالٹین جلائی اور روز کے کمرے میں گھسا - روز بدستور چوکی پر بیٹھی ہوئی آنکھیں بند کیے رو رہی تھی - فقیر نے کہا - روز اگر ... ہمتی جا چتی ہو تو میرے ساتھ نکل چلو - میں باقر خان رسالدار کا ساتھی ہوں -

اُس غم کی ماری لیڈی نے باقر خان کا نام سُنکر چہرے سے ہاتھ ہٹایا اور فقیر کی طرف دیکھ کر پوچھا - ہائیں - آپ کون ہیں ؟ ؎

آپ دریا میں ضرور جام گل ہوتا نہیں
خار کا گل نام رکھ لینے سے گل ہوتا نہیں

آپ کے پاس کوئی ثبوت بھی ہے - کیونکہ جھوٹن باقر خان کے رسالے آگئے ہیں -

فقیر - ثبوت تو میرے پاس کوئی بھی نہیں ... ست تھا ... آ گیا ...

... پر جمون کے ہاتھ سے ... نے پڑھ ...

... یہ شگوفہ دیکھا -

روز - (آنسو پونچھتی ہوئی) ہائے ہائے باقر خان واقعی ... کے ہاتھ میں ... افسوس -

... داروغہ پولیس ... اٹھا ...

ان مخبر [illegible] اچھا سو [illegible] فقیر زادہ [illegible] سلاح و مشورہ
کیے برآمدہ پار کر کے دوسرے کمرے میں [illegible] تھا۔ جس میں [illegible] میں بیرہ
خانساماں ، چپراسی کئی شخص بے خبر سو رہے تھے۔ اسوقت وہاں کوئی بھی نہ تھا۔
داروغہ جسم [illegible] خراب فلاں پیش نظر
ہونے لگیں [illegible] گزرتا تھا [illegible] ایسا تو نہیں کوئی زبردست اور قوی بازو
دشمن ہے [illegible] اور غافل دیکھ کر [illegible] چڑھے ۔ مگر استقلال اور جرأت سے
کام لیا [illegible] کے موچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے آگے بڑھے لیکن دل کی
[illegible] رہی تھی۔

[illegible] اسلحہ وارد

بدن [illegible] کے پیچھے تھراتے ہوئے ہاتھ [illegible] بیکھ گئے
[illegible] پہنچ رہا تھا۔ کہ کمرے سے دس پندرہ ۱۵
شخص مسلح [illegible] چپکے سب اپنے اپنے ریوالور [illegible]
پیا [illegible] گئے تھے

[illegible] کا نمونہ بنا ہوا تھا [illegible]
[illegible] پھر وہی تاریکی کا [illegible]
[illegible] پر حملہ

[illegible]

کوٹھری میں بند کر دیے گئے تھے۔ جہاں لڑکی بستالی مس روز بیٹھی ہوئی اپنی حالت پر آٹھ آٹھ
آنسو رو رہی تھی۔ اور سختیاں برداشت کرتے کرتے [illegible] کر چیخ اٹھتی تھی۔ کبھی اپنی
بگڑی ہوئی حالت کے سنبھالنے کی تدبیریں سوچتی تھی اور کبھی اسٹیفن کی پاک محبت کے یاد
آجانے سے دل میں درد پیدا ہو جاتا تھا۔ معاذ اللہ ٹوٹی آس بھی کس بلا کی شئے ہے سو قسمت
اسٹیفن کے یکا یک مل جانے نے زندہ درگور مس روز کی [illegible] اللہ دی۔ اسکے
چہرے پر چھائی ہوئی مردنی اس سرخی سے بدل گئی جو اکثر دلی مسرتوں کا پتہ دینے کو ایسے
ایسے [illegible] جاتی ہے۔ اسٹیفن نے اپنے شکستہ دل کو سنبھال کر روز سے ہاتھ
ملایا اور نہایت غمگین آواز میں پوچھا۔

روز۔ ! آج ہمیشہ کے لیے تم سے رخصت لینے [illegible] یہاں مجھ بدنصیب کے
خون سے اپنا ہاتھ ضرور رنگین کریگا کبھی جیتا نہ چھوڑیگا۔ اُسنے اپنے تابعین کو حکم دے
رکھا ہے کہ تمھارے روبرو سر قلم کیا جائے اور [illegible] کر تمھارے
[illegible] پیاری محبوبہ افسوس ہے کہ میری قسمت کی گردشیں تمھیں
بھی لے ڈوبینگی۔ دلربا تمھیں میکیر سے شادی کر لینے کا سبق روزمرہ پڑھایا جائیگا
[illegible] انکار تمھیں وہ وہ شدائد برداشت [illegible] جنکی متحمل تم ہو ہی نہیں سکتیں
[illegible] باتوں کی خبر نہیں۔

ہائے یہ جملے کچھ عجیب ہی بیم و رجا کی حالت میں کہے گئے تھے۔ اسٹیفن کی چشم اشکبار
[illegible] روز کے دامن پر آگرے جسکی وجہ سے اُسکے [illegible]
آتش فرقت اور بھی بھڑک اٹھی۔ وہ کچھ دیر کے لیے پاگل سی [illegible] جواب دے
[illegible] کچھ نہ کہہ سکی۔ [illegible] ہے کہ وہ [illegible] ہے وہ
[illegible] رہی ہے۔ یا اللہ کیا میری بدقسمتی [illegible] میری مجھ
[illegible] پڑی ہوئی مصیبت [illegible]
[illegible] سکی تھی کہ باہر سے کسی نے آواز دی
[illegible] وقت نہیں ہے۔
[illegible] پوچھ کر روز اس مرتبہ میکیر ہی نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے
[illegible] تم میری تمناؤں کو گلے لگائے ہوئے [illegible] اسکا خیال صحیح ہے۔

مناسب یہی ہے کہ تم میلیر کے پہلو کو آباد کرکے اصلی دلی تمنائیں نکال دو - وہ بھی ایک شریف سپاہی اور تمھارے لاجواب حسن [illegible] دن میں ہے دیکھو انکا [illegible] نقصان کے نفع کیا ہے - کیون نفس کی خرابی کروگی - یاد رکھو تمھارے جسم کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کیون کو کھلائی جائینگی -

روز - اس کا تو ہرج نہین بلا سے [illegible] تو نہ جائیگا -

[illegible] تھا جس کے اظہار نے راجرس کے حوصلے کو پست کردیا - اُسنے اس بڑھے ہوے ہاتھ [illegible] مسل رہا تھا - اُسنے کچھ نہ کہا - اور چپ چپاتے وہان سے نو دو گیارہ ہوگئی [illegible]

وہ کہ [illegible] کھسک گئی - مگر اُسکے [illegible] سختی دیکھکر اس بات کا شبہ ضرور ہوا - یہ لیڈی نہین ہے بلکہ بنا ہوا کوئی مرد ہے - [illegible] مس روز کو منھ باندھے [illegible] تک نہ ملا -

خدا خدا کرکے شام ہوئی - ایک پادری بتی لیے کمرے مین آیا - روز سمجھ گئی یہ بھی کوئی نہ کوئی [illegible] ہے - آہ آج میری زندگی کی آخری رات ہے [illegible]

ناشاد [illegible] تو حسن وعشق [illegible] مجھے [illegible] دنیا مین کوئی محبت [illegible] مین [illegible]

[illegible] جاتا ہے - پیارے اسٹیفن اسوقت [illegible]

[illegible] میرے دل [illegible]

[illegible] پیارے [illegible] - دل کو صبر تو دے دو -

شخص [illegible] ہاتھ پاؤن [illegible]

[illegible]

[illegible]

پادری بھی ایک [illegible] تھا -

اسٹیفن [illegible]

[illegible]

اسوقت اسٹیفن کی عالت کچھ سے کچھ ہوگئی ہو نہ تو چہرے پر رونق ہے۔ نہ آنکھوں کا وہ رسیلاپن نہ وہ بھرے ہوے خوشنما ڈنڈ۔ نہ ابھرا ہوا سینہ بس پوست و [illegible] پڑتے ہین اسکی آنکھون کے سامنے خدا جانے کون کون سین تھے۔

ادھر مس روز کے دل کو اس نئے آنے والے واقعہ کے اثر نے اسقدر [illegible] اسٹیفن پر پڑتے ہی اسکی زبان سے ایک چیخ نکلی [illegible] ساتھ ہی خدا سے دست بدعا ہوئی۔

اے پاک مریم تو اس جانکاہ مصیبت سے بچا لے۔ [illegible] ہے۔ اسٹیفن [illegible]

روز کی بیقراریون نے اسٹیفن کو اور بھی تلملا دیا۔ آنکھ [illegible] اسکے ہوئے آنسو رخسارون پر آ پڑے اور اسنے عجیب ہی حسرت سے آسمان کی طر[ف] [illegible] رجوع قلب [illegible]

نہ کر عوض مری جرم و گناہ بیحد کا | آلہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکھ کر مجھے محتاج | یہ اسکے بند [illegible]

[illegible] مسیح!

جگر مین ناوک غم ہو گلے پہ تیغ ستم | زبان پہ آہ ہو آنکھون مین اشک لب پہ دم
ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین پر غم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم
گمان برند کہ این بندہ [illegible] ست

نہ ہو وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم | جفائین بڑھتی [illegible]
غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم | مکن تغافل ازین بیشتر [illegible] ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

[illegible] ہو یہ پر غم | یہی ہو ڈر تری [illegible] قسم
کہ نہ بیکس و بے یار مجھکو [illegible] الم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم
گ[مان] [illegible] بندہ بے خداوندست

[illegible] ختم بھی نہ ہوا تھی عبد [illegible]
[illegible]

مس روز۔ او شیطان۔ کیوں ایسے مبارک کام میں ہارج ہوتا ہے۔ کیوں معبود کی عبادت میں مخل ہوتا ہے۔

اسٹیفن۔ اے گل اندام محبوبہ! اے پری رخسار لیڈی!! اسٹیفن اب دنیا [illegible] ہے۔ اسے زندگی راس نہیں ہے۔ ہاں اسوقت آخری وقت اپنا پیارا پیارا مکھڑا دکھا دو۔

مس روز۔ ڈیر اسٹیفن! تم اسوقت ہو کہاں۔ روز [illegible] موت اسے بھی جیتا نہ چھوڑے گی۔ وہ تو غنچہ کے مانند کھلنے سے پیشتر [illegible]

اسوقت [illegible] آنکھوں کے سامنے مایوسی کا اندھیرا چکر باندھ [illegible] [illegible] کیا۔

اے ہمارے باپ [illegible] ہے۔ تو جو جانتا [illegible] داشت سے باہر ہے۔

روز۔ [illegible] بندے پر [illegible] اسکو اس عذاب سے بچا لے۔

دفعتًہ اُس تنگ و تار حجرہ [illegible] اور برہنہ شمشیر ہاتھ میں لیے [illegible] کرتے داخل ہو گئے۔

باب اٹھارہواں

[illegible] پیارے دوست [illegible] اور وہ بیہوش ہو گئے تھے اُسوقت سے بیخبر [illegible] ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جسوقت ان کی آنکھ کھلی [illegible] ایک [illegible] جس کے چہرہ [illegible] [illegible] معلوم ہوتے تھے [illegible] چہرہ پر جلالی [illegible]

باقر خان کو اس سنیاسی [illegible] سے کچھ ربودگی سی ہو گئی [illegible] نے کہیں دیکھا [illegible] آیا۔ ابھی روز دریا کے گنگ کے ساحل پر ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہ تو خدا پرست اور زمانہ شناس آدمی ہیں۔ انھوں نے مجھ [illegible] کی تھی کہ سرکار انگریز [illegible] بغاوت پر [illegible] انگریز [illegible] کے آزا [illegible] کے میری اچھی دلجوئی کر دی تھی۔

باقر نے نہایت ادب سے سلام کیا۔ سنیاسی [illegible] آگے بڑھے اور پیار سے گلے لگا لیا۔ باقر خان نے بھی اسی محبت کے طرز سے سنیاسی کے سینے پر منہ رکھ دیا اور دونوں کئی منٹ تک [illegible] میں بیٹھے [illegible] اسی نے فرمایا۔

"سردار باقر خان! مجھے پہچانتے ہو۔ میں [illegible] سے تجھ [illegible] سیلتے ہو۔

باقر خان۔ (تعجب سے) [illegible] جناب زبان فیض ت [illegible] [illegible] ان سے نکل لئے طرز اسلی نگاہوں نے عجیب ہی ایک بے ساختگی [illegible] اٹھ اٹھ کر سنیاسی کے پر جلال [illegible] کے توہمات کا تختہ مشق بن گیا۔

[illegible] شورشوں کے بھی سر [illegible] ہندو [illegible] انگریزوں تک کو [illegible] پر بہت کچھ ناز ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس گروہ میں زیادہ تر وہی منتخب لوگ ہیں جن [illegible] مقصود کر لیا ہے کہ [illegible] ایک مرتبہ [illegible] میان میں نہ جائینگی جب تک ہندوستان [illegible] سے نہ لگ جائے گی [illegible] ہیں۔ [illegible] ہندوستان کے لیے سینہ سپر بن گئے [illegible]

[illegible]

نہیں کرتے - جو کچھ کرتے ہیں اپنے [illegible] بہتری کے لیے - یہ ہرگز [illegible]
ہیں سرکار انگریزی کا نمک خوا[ر] [illegible] حکومت کا ضروری ساتھ دینا ہے - اگر بغاوت
پر کمر باندھ لونگا تو کفران نعمت ہوگا - لہذا میں ان لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکتا - کاش آزاد
ہوتا - انگریزوں سے تعلق نہ ہوتا تو کبھی میری حیثیت تقاضی نہ ہوتی [illegible] قوم
[illegible] کام کرتا - ضرور میری تلوار انکا ساتھ دیتی جو ملک وقوم کے بہتری کا بیڑہ
اٹھائے ہیں -

باقر خان کو سکوت [illegible] سنیاسی نے ٹوکا -

" باقر خان! مبارک ہیں وہ لوگ جن کے سر [illegible] وطنی کا سودا ابھرا ہوا ہے - جو
قومی عظمت و حریت [illegible] ہیں [illegible] ! سمجھو عقبیٰ [illegible] پیاری ہیں ماں -
باپ - بیوی - بچے - بھائی - بہن [illegible] آغوش
اگر تم سلیم الطبع اور سعید لڑکے ہو اپنے والدین کی حقیقت مقدم سمجھتے ہو - بیوی بچوں کی
محبت [illegible] ہو - باپ بیٹوں کی قلبی خصوصیت پر اوس نہ پڑی ہو تو اپنے
ملک کو [illegible] قیمت کرو - ہم جانتے ہیں تمھاری رگ [illegible]
او [illegible] ابھرا ہے جنھوں نے ملک کی سر سبز [illegible]
ہیں - کیا تم پسند کر [illegible] حکومت [illegible] آزادی
[illegible] غیر قوم کے ہاتھ میں دیدیں - [illegible]
[illegible] ست نگر بنا رہی [illegible]
سکتے [illegible]
[illegible] آنت کا سامنا ہوتے ہوئے بھی ملک [illegible]
[illegible] کے سپرد [illegible] اس لیے تمھارا
[illegible] نہیں رہ [illegible] نے مجھے بہت [illegible]

[illegible]

بہادر لڑکے!

[illegible] ہوئے ہم — [illegible] ہوئے ہم
[illegible] ہوئے ہم — [illegible] ہوئے ہم

آ کے شمشیر کو [illegible] سب کو ہمارا دستہ دیجیے

وادی فاتح و شیار و [illegible] دستہ دیجیے

راستہ دیکھ کے ہم راہ بتاتے سب کو
راہ پہ ہمت و جرأت کے چلاتے سب کو

گر ترقی کا سبق آ کے بتاتے سب کو
خوب سے دیکھی ہوئی دلداری سکھاتے سب کو

منہ کو شاکست دیکھ [illegible] کرتے

آپ ہنس ہنس کے ہر ایک شخص کو خنداں کیجیے

قوم گر خاک سی اکسیر بناتے اک دن
بخت خوابیدہ قومی کو جگاتے اک دن

لو لگاتے تو اسی سے ہی لگاتے اک دن
نیم جاں کے لیے تریاق منگاتے اک دن

لہلہاتا ہوا بھارت کا گلستان ہوتا

دیکھنے والا اسے دیکھ کے حیران ہوتا

لوگ کہتے ہیں [illegible] کا [illegible] سمجھا
مگر دیتا نہیں کچھ بھی یہ لازم سمجھا

نہ تو افسر ہے نہ سردار نہ حاکم سمجھا
قوم کے کام نکالنے [illegible]

قدر کشی پہ میں قوم کا شمشاد ہے یہ

غم سے آزاد کرے سب کو وہ آزاد ہے یہ

پیارے باقر! آنکھیں کھول کر دیکھو ہندوستان [illegible] کی تباہی کا پروانہ ایک [illegible]
پڑھنے والا ہے جو ہم [illegible] دوسری قوم کا عروج دیکھ ہی نہیں سکتی [illegible]
اندیشی کی نیند رہے [illegible] ہاتھ سے نکل جائے گی [illegible]
وہ سوسائٹی بے پانی پیدا ہو جائے گا۔ تم اپنی قومیت کھو بیٹھو گے۔ کٹے ہوئے کنکوے کی طرح
[illegible] رہو گے کوئی تمہاری بات نہ پوچھے گا [illegible]
کہا ہے [illegible] دیکھ چکے ہو۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے
خلاف [illegible] باہر کر دیا۔ اور خود [illegible]
ہو گئی [illegible]
تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ [illegible]

ہو کے لڑتے [illegible] پالیسی میں ساتھ دیا - نواب ارکاٹ کے مقابلے میں مدد کی - مگر گورنمنٹ ہمارے حقوق کو ہمیشہ طاق نسیان پر رکھتی آئی ہے - ہمارے اس صبر و تحمل پر آفرین ہے کبھی گورنمنٹ کے خلاف کوئی بات زبان سے نہیں نکلی -

لیکن کب تک جب درد زیادہ محسوس ہوتا ہے اُف نکل ہی جاتی ہے - آخر تمام ملک میں بے چینی اور جوش کا دریا اُبل پڑا - میرٹھ میں ایک پرجوش تحریک ہوئی جس کے دبانے کے لیے حکام انگریزی نے زبردستی سے کام لیا - جھانسی کی رانی لکشمی بائی بھی بگڑی ہوئی ہے - کیونکہ اُسکی ریاست پر بھی انگریزوں کا دانت لگا ہوا ہے - ایسی حالت میں ممکن ہے کہ [illegible] قومی اور ملکی خیالات کا طوفان موجزن ہو جائے - حاکم کا ڈر اور دباؤ کسی محکوم قوم کے لیے آجتک مہلک نہیں ثابت ہوا - ان قوم کے جسم میں بے چینی کا مرض ضرور پیدا ہو جاتا ہے ایسی نحوست [illegible] کے وقت اگر تم نے اپنی بہتر [illegible] نظر نہیں ڈالی - تو سوائے افسوس کے اور کیا کہا جائے [illegible] گھرا [illegible] اور خرابے بھرنا سخت تعجب پیدا کرتا ہے - کیا ہمدرد ملک بننا تمہیں [illegible] سے تمہیں عار ہے - دیکھ [illegible] کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں [illegible] - قومی ترقی اور ملک کی [illegible] کی ضرورت ہے - یہی بات [illegible] تباہی پھیلاتی رہی ہے - اسی [illegible] سے جو [illegible] ریاستیں ستیاناس [illegible] دیکھتی ہی سے ہندوستان [illegible] ہے -

اس [illegible] شاہ نے ہندو [illegible] سے نشان [illegible]

[illegible]

[illegible] سلطنت [illegible] بادشاہ کی طاقت [illegible]

[illegible]

سنیاسی کی باتوں سے باقر خان سمجھ گیا۔ جھانسی کی رانی لکشمی بائی اسی سنیاسی کی چیلی تھی
اس زمانے میں تانتیا ٹوپی تمام قلمرو ہند میں مشہور ہو گیا تھا۔ [illegible] سے بچے تک اسکا
نام جانتے تھے۔ خصوصی ممالک متوسط کے اضلاع میں اس کے [illegible] کے
کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ سرکار انگریزی بھی اسکی دوربینی اور [illegible] نئی تھی
اور [illegible] دیکھ کر ڈر رہی تھی۔ یہی تانتیا ڈھونڈھو پنت کا مرشد اور باغیوں کا سرغنہ
تھا۔ کیا کہا جائے باقر خان انگریزوں کا بہی خواہ تانتیا ٹوپی کے دھواں دھار [illegible]
ایسا مؤثر ہوا کہ انگریزی قوم سے اُسے نفرت سی ہو گئی۔ مگر پھر اس نے اپنے تئیں سنبھالا
اور پھر سرکار انگریزی کی وفاداری اور جاں نثاری کی گرمی دل میں سرایت کر گئی۔ اور
جواب دیا۔

باقر خان۔ جناب کی پند و نصائح نے قلب کو بہت کچھ سرور دیا۔ گو سمجھتا ہوں کہ
اپنے بادشاہ اور قوم کا [illegible] ہے۔ مگر
کہ اس جامۂ انسانی میں اپنے [illegible] قوم سے منھ پھیر کر ایک غیر قوم کی معاونت پر
کمر بستہ ہوں [illegible] اسے غور فرمائیں۔ بلا وجہ کیونکر سرکار انگریزی [illegible]
کام کر سکتا ہوں۔ یہ گوشت پوست انھیں کا پرداختہ ہے۔ انھیں کا طوق اطاعت
گلے [illegible] کیونکر سر نکال سکتا ہوں۔ میری حمیت تقاضا نہیں کرتی۔ یہ خیال
رہے کہ تمام دنیا میں ہماری [illegible] سمجھ آئے ہیں کہ ہماری
[illegible] ستان [illegible] مسلمانوں سے [illegible]
[illegible] ہمیشہ فتحیاب ہوتی رہی۔ آئندہ بھی [illegible]
کیا مسلمان [illegible] گورنمنٹ کے قبضہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
باغی [illegible] اس زمانہ میں بھی تمام [illegible]
[illegible] گورنمنٹ انگریزی [illegible]
[illegible]
[illegible] سب کی آنکھوں سے اسکی قدر و منزلت گرا [illegible]

بیرونجات سے لوٹ تھے بادشاہ کے حالات [illegible] اور [illegible]
بادشاہ کی قدر کرتے ہین۔ وہ اُسکو بادشاہ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو منتظم ہندوستان
جانتے ہین یہ اُنکی غلط فہمی ہے۔ دلّی اور اُس کے قرب وجوار کے رہنے والے بادشاہ کی
کچھ بھی وقعت خیال مین نہین لاتے اور انھین وجوہ سے اُمید ہے کہ ہندوستان کے کسی
باشندے کو بادشاہ کے معدوم ہونے سے کچھ بھی رنج نہوگا۔ [illegible]
صاحب بہادر نے علانیہ کہہ دیا تھا کہ ہماری گورنمنٹ اب کچھ بھی [illegible] آج
نہین ہے بلکہ وہ خود ہندوستان کی بادشاہ ہے۔ اُس وقت تو رعایا اور [illegible] ہندوستان
کو کچھ بھی خیال نہین ہوا گو شاہی خاندان کے تو البتہ کچھ صدمہ ہوا ہو۔ اور اب جبکہ حکومت
انگریزی کا نقارہ تمام اقطاع ہند مین جوش و خروش کے ساتھ بج رہا ہے تو کیونکر
کہہ سکتے ہین کہ سرکار [illegible] عنان حکومت ہاتھ سے
نکل جائیگی۔ آپ ہی بتائین کہ ایسی حالت مین ایک بے بنیاد امید کا [illegible]
سے کام [illegible] ہان اگر [illegible] گورنمنٹ کا [illegible]
شاید آپکے موجودہ نتائج کو [illegible] اور آپکا [illegible] عمل [illegible]
گستاخی [illegible] مجھے اس بارے مین [illegible] مین سرکار [illegible] کے باہر
کچھ [illegible] ہان اس [illegible] کے لیے
حاضر ہون۔
[illegible] افسوس [illegible] اُس کان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پیسہ ہاتھ کا میل ہے [illegible]
[illegible]

ہمارے [illegible] کوئی کام نہ کرنا اور نہ ہمارے آنے کی خبر سرکار کو دینا۔

باقر۔ آپ میری زندگی کے کفیل ہوئے آپنے میرا ہاتھ پکڑا ہے بس میں آپکا ہوچکا۔ آپکی مرضی کے خلا[illegible] ہو تو بہے جائیں۔ حضرت کی شان کے خلاف بھلا گستاخی ہو سکتی ہے۔

سنیاسی۔ ایک بات اور بھی ہے۔

باقر۔ وہ فرمائیے۔

سنیاسی۔ کچھ دنوں تک ہمارے ساتھ قیدی ہو کر رہو گے۔

باقر۔ ا[illegible] پیش ہے۔

سنیاسی۔ کیا۔

باقر۔ شاید پیر مرشد حقیقت سے واقف ہونگے۔ اسوقت دو جانین ورطہ ہلاکت میں پڑی ہوئی ہیں۔ انھیں بچانا فرض ہے اگر اجازت دیں تو [illegible] اگر بہت [illegible] یہ دو جانبر ہو سکیں۔ اور انکی زندگی کی صورت نکل آئے [illegible] ہے۔ دونوں کمبختوں کے پنجہ ستم سے ہلاک ہونگے۔ اگر عمر کی رسی [illegible] نے میری جان بچائی وہاں ان گرفتاران پنجہ بیداد کی زندگی کے بھی کفیل ہوں مجھے رہائی دیں۔ اسکا تہیہ کرتا ہوں تاوقتیکہ جناب یہاں سے تشریف نہ لے جائیں گے حضور کے ساتھ کبھی بے جا برتاؤ نہ ہوسکے گا۔ اور نہ آپ کی خبر گورنمنٹ [illegible] جائے گی۔

سنیاسی۔ اگر انکا نام اور پتہ بتا دو تو میں [illegible] انکی [illegible] کروں۔ [illegible] نکل [illegible] تا ہوگا۔ اگر خلاف نہ سمجھو تو [illegible] ہوں۔ خود جاؤنگا [illegible] انکو [illegible] لاؤنگا۔

[illegible] اور سپاہی دونوں باغ [illegible] کے [illegible]

اس لیے ان کے روبرو عبدل اور میکیبر کا نام لینا گھس مین چنگاری ڈالنا ہے۔ تانتیا ان ناموں سے بھڑک اُٹھیگا - اور پھر عجب نہین میرے ساتھ سختی سے پیش آئے۔ باقر [illegible] بحیل یہ کہکر ٹال دیا [illegible] تکلیف کرین گے جانے [illegible]

الغرض وہ رات اسی قسم کی باتون مین کٹ گئی - تانتیا سے پھر کوئی ایسی گفتگو نہین ہوئی کہ جس سے ہمارے ناول کو تعلق ہو۔

دوسرے روز بھی باقرخان رسالدار سنیاسیون کے ہاتھ مین قید رہے لیکن روز اور [illegible] گھبرا رہا تھا - جب ز[illegible] پریشان [illegible] سنیاسی سے کہا۔ جنابعالی! آج مجھے [illegible] فرصت دین - مین اپنے مق[illegible] لیئے جاؤن گا -

سنیاسی - باقرخان اچھا ہم چلیں [illegible] اُنھین چھوڑ الائین - مگر تم بھی میرے سا[illegible]

باقر [illegible] وہ فرمابردار ہے - [illegible]

[illegible] شام ہو گئی تھی - سپاہیانہ پوشاک [illegible]

[illegible] سی عازم شہر ہوئے -

جس مکان [illegible] معلوم [illegible] تانتیا نے پوچھا -

[illegible]

باقر [illegible]

سنیاسی - [illegible] ہے؟ اچھا [illegible]

[illegible]

[illegible] نہین آیا - [illegible]

[illegible]

"جونس [illegible]"

[illegible] تانتیا [illegible]

وہان [illegible]

زردی چھا گئی - رگ رگ ریشے ریشے مین کچھ ایسا خوف سمایا کہ کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چلا کر بولا -

میکبیر - اوہ - یہ کیا - کیا خواب تو نہین دیکھ رہا ہون - ابھی تک باقو [illegible] ہے مین نے تو اس مردود کی لاش کمبل [illegible] پانی مین ڈالدی تھی - یا الٰہی یہ کیا جن ہے جو گنڈے تولتا ہوا پھر سامنے کھڑا ہو گیا -

یہ کہہ کے دونون ہاتھون سے آنکھین بند کر لین - اور تانتیا کی بغل [illegible] گیا تانتیا نے خشمناک تیورون سے میکبیر پر نظر ڈالکر جواب دیا -

" میکبیر [illegible] کام ہے - سمجھ رکھنا گو مین بھی باغیون کی جماعت کا سرگروہ ہون مگر ایسے زشت خوؤن سے میری طبیعت ہمیشہ جلتی [illegible] نسانیت وحشیون کی طرح آئے دن غریب آدمیون کا خون کرتے ہین - تمھاری [illegible] نہین جلد بتاؤ سٹیفن اور مس روز کو کہان [illegible] - مجھے اُن کے پاس لے چلو -

میکبیر - حضور! پاس سخن و پاس وضعداری کا دھیان رکھین اس شخص سے بہتری کی اُمید فضول ہے [illegible] - عدو ہے قوم ہے - اور [illegible] باغیون کا تو قطعی دشمن ہے - اس [illegible] نے ہمارا دل [illegible] س کے ساتھ مہربانی کرنا اپنے حق [illegible] - میری عافیت اسی مین ہے کہ اس ناہنجار کو ایک دفعہ حضور کے روبرو [illegible] - اسکا زندہ رکھنا سخت خرابی پیدا کریگا -

[illegible] - خیر یہ معاملہ تو بعد کو طے ہوتا رہیگا [illegible] مجھے دیکھنا ہے اُن قیدیان بیچ [illegible] ساتھ کیا سلوک [illegible]
[illegible] دیے گئے اور اُنکی جان عذاب مین ڈالدی گئی -

میکبیر - چلیے [illegible]
دیکھکر [illegible] پیاسے [illegible]
شریف [illegible]

[illegible]

روزا نے تانتیان کو دیکھتے ہوئے [illegible] اور باقر خان کی بغل میں ہو رہی اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر گویا ہوئی۔

اے خدائے مسبب الاسباب تجھ [illegible] ۔

اِدھر اسٹیفن نے تانتیا سے رو رو کر یکسوئی خاطر کے ساتھ اپنا [illegible] قصہ سنایا جس کی وجہ سے مورد عتاب ہو رہے ہیں۔ ہیلنا کے خون کی سرگذشت [illegible] کے ساتھ بے عنوانیاں مؤثر الفاظ میں بیان کر کے زار و قطار رونا شروع کیا اور کہا۔ آپ [illegible] بات کہیں گے وہ [illegible]

خدائے حاضر و ناظر ہے آپ کو ہمارے انصاف کے لیے [illegible] ہے۔ دو ایک سوالوں میں [illegible] گا۔ [illegible] جاری ہے۔ [illegible] گلے میں پڑا [illegible] ۔ [illegible] بچایئے۔ (میکبر کی طرف دیکھ کر) اس بدمعاش کے پنجے سے رہائی [illegible] بچایئے [illegible] آپ جیسے فرشتہ سیرتوں کے حضور ایک منٹ بیٹھنے کے لائق نہیں۔

تانتیا نے میکبر سے [illegible] خفگی کے ساتھ جوش غضب [illegible]

"اے [illegible] کیا [illegible] ۔ تجھ جیسے شیاطین سے تو دنیا [illegible] ہلاکت میں پڑ جاتی ہے۔ تجھ سے کسی بات کی امید رکھنا بھی احمق پن ہے۔ آج سے میں نے تجھے اپنی جماعت سے نکال باہر کیا۔ تیرا ساتھ [illegible] اپنے [illegible] ڈال دینا ہے۔ تیری وجہ سے ہمیشہ بدعملی و بدنظمی [illegible] رہے گی۔ [illegible] نشے میں مخمور رہے تجھ سے رعایا کو کبھی آرام [illegible] ۔ تیری [illegible] بدبختی کا مزہ چکھایا جائے گا۔ تجھے تیری بداعمالی کی معقول سزا دی جاتی ہے۔

(جونس سے مخاطب ہو کر) ان دونوں [illegible] کو بھی طوق و سلاسل [illegible] کر قید کر دو۔ حکم کے مطابق اسی وقت میکبر اور [illegible] باندھ لیے گئے۔ اور [illegible] آدمی مکان سے باہر نکلے اور چار اور انگریزوں کو ساتھ لے کر اپنے ڈیرے کی طرف [illegible] پہنچ گئے۔

راستے میں تانتیا ٹوپی نے باقر سے کہا۔ مسٹر باقر خان! میری رائے میں روزا اور

اسٹیفن کا اپنے مکان پر چلا جانا مناسب ہے۔ انھیں جانے دو۔ تم بھی [illegible]
چاہیے تھا [illegible] ہو گیا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں مجھے [illegible] کہ روز میرے ساتھ رہنے سے
[illegible] ہوگا۔

باقر۔ بہت خوب۔ چلئے۔

روزا اور اسٹیفن کے بارے میں پھر گفتگو کی نوبت نہیں آئی۔ ان دونوں نے اپنے
اپنے مکان کی [illegible] اور باقر خان تانتیا کے ساتھ کشتی پر چلا آیا۔

باب انیسواں ۱۹

[illegible] اضمحلال کیفیت

باقر خان کی سپاہیوں کی ہمراہی میں [illegible]
[illegible] روزا اور اسٹیفن کی [illegible] کھلی
ہوا ملنے سے بشاش ہو گئیں۔ قید کی سختیاں اٹھاتے اٹھاتے جسم لاغر و نحیف
ہو گیا تھا۔ [illegible]
ہماری جانیں بچائیں [illegible] اس [illegible] بندے
نے ہمارے ساتھ کیسا سلوک کیا [illegible] تانتیا ٹوپی کی بدولت آج [illegible] سب سے
نجات ملی۔ [illegible] بولے

[illegible] اسٹیفن [illegible] چلئے [illegible] ہوگی۔ کیا جانے [illegible] کیسی
ہو [illegible] دیکھنے کو طبیعت گھبرا رہی ہے۔

اسٹیفن اور روزا [illegible] ٹھیک مسٹر گارڈن کے بنگلے کی طرف
چل دیے۔ [illegible] میں گارڈن کے مکان پر جا پہنچے۔ نیچے برآمدے میں دو سول سرجن
ڈاکٹر بیٹھے ہوئے تھے۔

اسٹیفن اور روزا کو دیکھتے ہی گارڈن کا قلب بھر آیا۔ آنسو پونچھتے ہوئے بولے۔

روزا اسٹیفن!! درحقیقت تم لوگ میرے سامنے کھڑے ہو یا میرے دماغ کا فتور
ہے۔ یا حالت بیداری میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ انتہائی غم میں کہیں خوشی ہو سکتی ہے
اس لیے میری تقدیر ایسی نہیں کہ اپنے کھوئے ہوئے لعل سے آنکھیں سینک سکوں۔

[illegible] تھی - وہ تیرہ باپ کے گلے سے لپٹ گئی - [illegible]

[illegible] روز ہوں - مجھے گلے سے لگا لو -

گارڈن - سچ کہہ کیا تو میری لڑکی ہے - [illegible] تو ہی ہے جسکو اپنے دائین زانو پر بٹھا کر اپنے دھڑکتے ہوئے قلب کو تسکین دیتا تھا - مگر مجھے یقین نہیں ہوتا - روز کہاں وہ تو سیکڑوں میل [illegible] ہو گی - سٹیفن کو بھی ظالموں نے [illegible] ہو گا - [illegible] اسکی [illegible] - ہائے جہان ہیلنا سوتی ہے [illegible] روز بھی [illegible] میں جا کر سو رہی - تم لوگ کیسے [illegible] یہاں لائے ہو - کیا یہی روز ہے - ہاں - یہی روز - تو بہ بخت ابھی تک [illegible] سے چوکتے نہیں [illegible] روز کی زندگی تلخ کیے دیتے ہیں -

گارڈن کے بین سے اسٹیفن کی چھاتی پھٹی [illegible] - اے خدا [illegible] آنکھیں غمناک حالتوں کے مشابہ ہے [illegible] - کیفیت [illegible] دیکھی جاتی -

روز نے باپ کی بے کلی دیکھ کر [illegible] -

سٹیفن [illegible] -

[illegible] - [illegible] بڑے حکما کی عقل [illegible] - مشیت ایزدی میں کون دخل دے سکتا ہے -

اسٹیفن نے روز کا [illegible] - ڈاکٹروں نے گارڈن [illegible] - [illegible] بیخودی سی چھائی - کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں - مگر ذہن میں خلل [illegible] ہے - بات نہیں نکلتی - سکتے کی حالت طاری ہے - لوگ کوشش کرتے ہیں - [illegible] زبان تو زبان [illegible] - جواب کون دیتا [illegible] - اگر [illegible] تو [illegible] نہ کرتے -

بہرحال انسان کے لیے ہوش و حواس کا قائم رہنا بھی بڑی بات ہے - خدا [illegible] کوئی اس سے محروم ہو - وہ [illegible] کا آدمی ہو جاتا ہے - سڑی سودائیوں کی سی کوئی زندگی ہے -

معلوم ہوتا ہے قدرت نے گارڈن کی سرنوشت میں یہی لکھ دیا ہے کہ تمام عمر سڑی سودائیوں کی طرح کٹے -

کچھ دیر بعد [illegible] ایک نوجوان نیچے اترا - وہ روز کو دیکھتے ہی متحیر و ششدر

ایک نوجوان [illegible]

ادھر روز دوڑتی ہوئی اس کے پاس پہنچی۔ آنسو پونچھتے ہوئے [illegible]

"جیمس! [illegible] کہاں ہیں۔ اوپر لے چلو۔ میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔"

جیمس (تقویت و دلاسا دیتے ہوئے) مس روز! بیچاری میں تمہیں ابھی انکے پاس لیے چلتا ہوں۔ ذرا [illegible] ڈاکٹر سے استفسار کروں۔

جیمس ایک ڈاکٹر کو بلا کر دوسرے کمرے میں لے گیا۔ [illegible] کیا باتیں ہوئیں [illegible] نہ ہو سکا۔

ہم طریقے سے کہہ [illegible] نے مس روز کو اوپر [illegible] پایا جاتا ہے کہ مس گارڈن کی حالت [illegible] اطمینان نہیں۔ گھنٹے ہی دو گھنٹے کی [illegible]۔ الٹی سانس چل رہی ہے۔

مسٹر [illegible] ڈاکٹر [illegible] روشنی [illegible]۔ [illegible] کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی [illegible] لے گئے اور [illegible]

شفیق جان رفیق! خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے دشمنوں کے ہاتھ سے تمہاری جان بچ گئی۔ [illegible] سنگدلوں کے پنجے سے چھوٹ گئی۔ مگر اسکا [illegible] بستر مرگ پر لیٹی ہو [illegible] اور باپ مسٹر گارڈن [illegible] سے پاگل ہو رہے ہیں۔ [illegible] میں اس بیچاری روز کا کیا حال ہوگا۔ خدا جانے اس کے مقدر میں کیا لکھا ہے [illegible] سینا سے [illegible] ہو رہی تھی۔ [illegible] جانکاہ [illegible] غریب کی زندگی ہی تلخ ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے ناشاد و نامراد دل کو تھام کر بیٹھ گئی [illegible] باہر ہو رہا تھا۔

[illegible] خیال سے لڑکی کے آنسو بے اختیار آنکھوں سے نکل پڑے [illegible] دل میں بھی ایک طوفان [illegible] خود رفتگی کی حالت [illegible] گویا [illegible]۔ آخر کمرے سے نکل گیا۔

[illegible] زیادہ تر فکر اسی غریب کی

[illegible] تم جانتے نہیں - وہ ایک
ہی ذات شریف ہے - اُس مکار کے رنگ ڈھنگ [illegible] - اس لیے مناسب ہے تم کچھ
دن مسٹر گارڈن کے مکان پر رہو - اور اُس [illegible] کی دیکھ بھال کرتے رہو -
اسٹیفن ڈاکٹر کی باتوں کا جواب [illegible] گارڈن [illegible]
دوسرے ایسی نازک حالت میں اُنکی نگہداشت کرنا [illegible]
ملازمت سے مشکل تھی - خدا جانے کس وقت کیا حکم آجائے - آجکل کیسی کیسی ہوشربا خبریں گشت
کرتی رہتی ہیں - باغیوں کی شورشوں سے [illegible] ہر وقت خدشہ
لگا رہتا ہے - ایسا نہو یہاں بھی بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھے - اور انھیں فوج کے ساتھ
کسی دوسرے ہی مقام پر کوچ کرنا پڑے - اسٹیفن کو خاموش دیکھکر مسٹر گرے نے
پھر ٹوکا -

ذرا اوپر جا کے مسس گارڈن کو دیکھ تو لو - اُنکا [illegible] ہے -

روز کی ماں کا حال سنکر مسٹر اسٹیفن کے کلیجے پر برچھی سی لگی - خون رگوں کا خشک
ہوگیا - خدا نہ کرے کہیں مسس گارڈن کا جام حیات لبریز ہوگیا تو روز کی کیا حالت ہوگی
اُسکا نازک دل اس روح فرسا غم کے اُٹھانے کا کیونکر متحمل ہو سکے گا - روز میری جان ہے
اُس کے لیے زندگی کے دن اور رات کی سخت گھڑیاں بہت مشکل سے کٹتی ہیں - خدائے
برتر دیکھیں کیا دکھاتا ہے - قدرت کے کارخانوں میں کس کو دخل ہے -

اسٹیفن کے دل کی سنسناہٹ نے خاموش کر دیا تھا - نہ تو زبان سے کچھ کہتا ہے نہ
گرے کی باتوں کا کچھ جواب دیتا ہے -

اتنے میں روز کا ماموں زاد بھائی جیمس کوٹھے سے اُترا اور ڈاکٹر گرے کو اشارے
سے بلا کر ایک کمرے میں لے گیا اور کچھ مشورہ کرنے لگا -

اسٹیفن کی طبیعت کھٹک گئی - ہو نہو مسس گارڈن کوچ کر گئیں - دونوں کے چہروں سے
رنج و افسوس کے آثار جھلک رہے تھے -

گرے نے اسٹیفن کو آواز دی اور دوائیوں کی شیشیاں لیے اوپر پہنچے - اسوقت روز
گارڈن کے قریب بیٹھی ہوئی رو رہی تھی - اسٹیفن کو جاتے دیکھ کر پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر
ٹھنڈی سانس لے کے کہنے لگی -

"اسٹیفن! کیا تم مجھے پیار نہیں کرتے - آہ تم نے بھی [illegible]
مجھے میری ماں سے جدا کیوں [illegible]

یہ کہکر وہ بھی سٹیفن کے ساتھ چلی - ڈاکٹر گرے نے اُسے منع کیا [illegible]
بھی لیکن اُسنے ایک نہ مانی - ہائے اسوقت اسکا نازک دل رنج و غم میں ڈوبا ہوا تھا -
آنسو بیقرار ہوکر آنکھوں سے نکلے پڑتے تھے -

آہ حسینوں کی یہ حالت کون دیکھ سکتا ہے اور حسین بھی کون - اپنا ہی معشوق - اسٹیفن
کو اب ضبط کا یارا نہ تھا - بے اختیار دل بھر آیا - اپنی بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا -

پیاری! خدا کے لیے اب تم اپنا رونا موقوف کرو - [illegible]
بھی ہے - دیکھو [illegible] میرے ساتھ اندر چلو

مسٹر گرے نے اسٹیفن کو اشارہ دیا - روز کو اس کوٹھری میں لے جاؤ - اور اُس کے
زخمی دل پر تشفی و تسلی کا پھایا رکھو - میں بھی کچھ دیر میں آتا ہوں - بیمار کے پاس لیجانا
ٹھیک نہیں ہے -

اسٹیفن اور روز ایک کوٹھری میں ٹک رہے - ڈاکٹر گرے اور [illegible]
کمرے میں آئے -

اسٹیفن نے روز کو کرسی پر بٹھا کر سمجھانا شروع کیا - اور ہاتھ جوڑ کر لگے منت سماجت
کرنے -

روز - (اپنے ہاتھ سے اسٹیفن کے جڑے ہوئے ہاتھ علیحدہ کرکے) ہائے یہ اس طرح
میں کیوں گنہگار کی جاتی ہوں - ہاتھ جوڑنا مجھکو چاہیے (آنسو پونچھکر) اچھا اب سانس رُکی
اور پھر ٹپ ٹپ آنسو گر پڑے -

اسٹیفن - دیکھو پیاری تم نہیں مانتی ہو - تم نے پھر رونا شروع کیا -

روز - آہ رونا اور نہ رونا بھلا کسی کے اختیار میں ہے ؎

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو
رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے

ہائے سمجھتی ہوں - ہاں بھی بیلنا کی طرح دامن چھوڑا کے بھاگی جاتی ہیں - یہ دکھ
بھی میرے لیے بلائے جان ہو رہا ہے - کاش جان نکل جاتی اور اپنی پیاری ماں کے ساتھ

آنسو [illegible]

آہ اس جملہ کو روز نے کچھ اس لہجے میں کہا [illegible] پیارا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور سینے پاس جاکر [illegible] اور [illegible] ۔ اور ٹھنڈی سانس [illegible] کہنا شروع کیا۔

[illegible] پیاری خدا تمکو سلامت رکھے۔ تمھاری حالت [illegible] ہے۔ میرا دل ہی خوب جانتا ہے۔

اتنے میں جیمس کمرے سے نکل کر اسٹیفن کے پاس آیا اور کہا [illegible] کو دیکھو اور روز سے [illegible]

اسٹیفن — جیمس [illegible] ان کو حسرت سے دیکھ [illegible] آتی رہ جاتے۔

روز — جیمس! کیا تمھارا دل [illegible] پتھر ہوگیا ہے؟ کیا [illegible] مرحومہ [illegible] میری ماں کو ایک نظر دیکھنے کیوں نہیں دیتے۔

جیمس — پیاری روز! میری التجا [illegible] تمھاری محبت [illegible] نہیں [illegible] ڈاکٹر کی اجازت نہیں ہے کیونکہ تمھیں [illegible] اور تعجب نہیں [illegible] یکایک تمھیں دیکھ [illegible] اسوقت سوائے کف افسوس ملنے کے اور کیا نتیجہ نکلے گا۔ [illegible] اچھا ہے۔

روز — اور [illegible]

جیمس — یہ کون کہہ سکتا ہے۔ اچھا تم نہیں مانتیں۔ تو [illegible] دور [illegible] سے دیکھ لینا۔

اس کے بعد اسٹیفن روز کا ہاتھ ہاتھ میں لیے کمرے میں آئے [illegible] پلنگ پر بیٹھی تھیں۔ بغل میں ڈاکٹر [illegible]

[illegible] رہی تھیں۔

روز دروازے [illegible] کے پاس [illegible] دیکھ کر آنسو گرا رہی تھی۔ سٹیفن مسز گارڈن کے پاس جا کے [illegible] ہو گئے [illegible] سُرخ سُرخ دیدے سٹیفن کے [illegible] جسم بہت ہی [illegible] ہے۔ بلغم کی کثرت سے بات کرنا دشوار ہے۔ سٹیفن نے [illegible] نبض پر ہاتھ رکھا۔ رفتار بہت تیز تھی۔ [illegible] کی بات نظر نہ آئی [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] ایک گھڑی میں روح قبض ہو جاتی ہے۔

سٹیفن کو دیکھ کر مسز گارڈن کے منہ سے نکلا۔

تم کون ہو؟

سٹیفن۔ کیا آپ مجھے [illegible] اگر [illegible]

مسز گارڈن۔ [illegible] ہاں۔ اب پہچانا۔ تم میکبیر ہو۔ کیا روز کو ساتھ لائے ہو؟

[illegible] روز [illegible] رو رہی تھی [illegible] اور ماں کے گلے سے لپٹ گئی [illegible] مسز گارڈن [illegible] نہ سکیں۔

مسز گارڈن۔ [illegible] اور گارڈن [illegible] روز کو اپنے گلے [illegible] رہے۔ ابھی تک لوٹے نہیں۔ [illegible] سے [illegible] یہ کون ہیں؟ تم اتنے دنوں [illegible]

اچھا۔ روز کو بلا دو۔ تم دونوں کو ایک بار جی بھر کے دیکھ لوں۔

ڈاکٹر [illegible] سر پر رکھی۔ [illegible] سٹیفن سے کہا تم روز کو لے جاؤ۔

مس روز اور سٹیفن روتے ہوئے اپنے کمرے میں واپس آ گئے۔

تمام رات مریضہ کی دیکھ بھال میں صرف ہوئی۔ مسٹر گارڈن اور [illegible] لائے گئے اور مس روز اُن کی تیمارداری میں [illegible] تھی۔

دونوں ڈاکٹر بھی شب بھر وہیں رہے جنہیں بھی دوا دوش کرتا رہا لیکن مریضہ کی

حالت خراب ہی ہوتی گئی - اتنے میں رات کے گیارہ بج گئے - اسوقت مریضہ کے اکھڑے سانس کی آواز تیز ہو گئی - سٹیفن سمجھ گیا کہ اب انکی زیست محال ہے - کسی طرح نہیں بچ سکتیں - دوا کوئی کارگر نہیں ہوتی - کوئی تین بجے شب کے بخار اتر گیا - بدن ٹھنڈا پڑ گیا مگر -

بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے

یکایک مریضہ نے آنکھیں کھول دیں اور اسٹیفن کی طرف دیکھ کر بولیں -

"تم اسٹیفن نہیں"

اسٹیفن - کیا آپنے مجھے پہچانا نہیں - میں آپکا اسٹیفن ہی ہوں -

مریضہ - گارڈن کو بلاؤ -

اسٹیفن نے گارڈن سے کہا چلیے مسس گارڈن یاد کر رہی ہیں - آخری وقت دیدار کر لیجیے - گارڈن کچھ جھجکے مگر اسٹیفن کی صورت دیکھتے رہ گئے - کچھ جواب نہ دیا - شکل مس روز اور اسٹیفن ہاتھ تھام کر لے چلے - اسوقت مسس گارڈن آنکھیں بند کیے پڑی تھیں - قریب قریب بیہوش تھیں - بعد گارڈن کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں -

گارڈن! میری خطائیں معاف کرنا - اور میرا آخری سلام لو - مجھے رخصت کرو - ہیلنا کے لیے دل بہت مضطرب ہو رہا ہے - میں اسکے پاس جاتی ہوں - تم روز کو دیکھنا -

ماں کی قلب ہلانے والی باتوں سے روز کو کہاں تاب - دوڑ کر ماں کے گلے سے لپٹ گئی اور زار زار رونے لگی -

ہائے - جو جاتا ہے وہ سب ہی بھول کر چلا جاتا ہے - یہ دنیا کے ناطے رشتے سب جھوٹے ہیں -

روز کے چمٹنے سے مسس گارڈن کے لبوں سے نکلا -

اسے کون - روز!

پھر کوئی بات منہ سے نہ نکلی - مرغ روح جسم کی تیلیاں توڑ کر نکل بھاگا - چار عنصر سے بنا ہوا کالبد خاکی مٹی کے ڈھیر کی طرح پڑا رہ گیا -

۲۰
بیسوان باب
آفت پر آفت

مسس گارڈن کو رحلت کیے ہوئے آج کئی دن گذر چکے تھے۔ روز بیچاری ان کے انتقال سے بہت ہی کچھ پژمردہ اور دلگرفتہ ہوگئی تھی۔ آیا۔ خادمائین۔ جو روز سے نہایت بڑی محبت سے تسکین دلایا کرتی تھیں اور کہتی تھیں۔ بیٹی روتی کیون ہو۔ اُنکی تمھاری محبت چند روزہ تھی۔ انکا تو ایک دن بچھڑنا ہی تھا۔ اور وہ خود بھی رونے لگ جاتی تھین

مسٹر اسٹیفن نے روز کو سمجھانا شروع کیا۔

پیاری روز! کیون اپنے دل کو کڑھاتی ہو۔ کیون کھانا پینا ترک کر دیا ہے۔ دُنیا ایک سرائے ہے اور اس کے رہنے والے محض مسافر کوئی آج جا رہا کوئی کل۔ کسی کو قیام نہین۔ ہم سب کی زندگی حباب سر آب ہے۔ دم کا سب کھیل ہے آیا آیا نہ آیا!

اس لیے پیاری دل کو سمجھاؤ۔ رونا دھونا بند کرو۔

اسٹیفن کے کہنے سننے سے اُسکی بے چینیون مین کسی قدر کمی ہوگئی۔ اب اُس کے چہرے پر وہ غم کی باتین نہین دکھائی دیتی۔ وہ اُٹھکر باپ کے پاس آئی۔ وہ اُس وقت خدا کی مناجات مین مصروف تھے۔ مناجات پڑھتے وقت اُنکا چہرہ تجالی ہوگیا دعا کے بعد کچھ مردنی سی چھاگئی۔ پھر ناگاہ سر کو جنبش ہوئی۔ ہر دو بہ معارضے جسم پر حرکت۔ بار بار لبون سے یہ مصرعہ نکل جاتا ہے۔

آہ ظالم تیر مارا دل نشانہ ہوگیا

الغرض گارڈن کی حالت مین ابھی تک کچھ تغیر نہین ہوا۔

اسٹیفن روز کو لیے ہوئے باہر برآمدے مین آئے۔ روز نے باقر خان کا ذکر چھیڑا۔ پوچھا کچھ معلوم ہے رسالدار صاحب کہان ہین۔ اور کیا کر رہے ہین۔؟

اسٹیفن۔ مجھے اُنکی خبر نہین کیا جواب دون۔؟

اسی طرح کچھ دیر باتین رہین۔ پھر وہ مکان کی طرف لوٹ آئے۔

آج ۳ رجون ۱۸۵۷ء کانپور کی برگیڈ مین بھی بغاوت کا چراغ خوب ہی بھڑک بھڑک کر جلنے لگا۔ پہلے بریڈ کے پچاس ۵۰ نمبر بنگال رجمنٹ کے سپاہیون نے کرنل سمرز

[illegible]

[illegible] نے معمولی سزا [illegible] نظر بند رکھا جو شورش پر آمادہ تھے۔

شہر کے باشندے اور ملازم سرکاری جتنے ہیں سب ہی متوحش و سراسیمہ ہیں۔ ایک پھیلی ہوئی تشویش سے راتوں کی [illegible] ہوئی ہے۔ کیا جانے کس وقت سرکاری سپاہی بغاوت کا [illegible] بیرکوں سے نکل کھڑے ہوں۔ اور کب شہر کو تہ و بالا کر دیں۔ سرکاری [illegible] ذوی الاقتدار انگریزوں کی [illegible] سے تمام [illegible] رہا تھا [illegible] روز کا خیال تھا۔ اس نے [illegible] ہوتی جاتی ہے۔ سپاہ بگڑی ہوئی ہے ضرور [illegible] کی جان پر بن جائے گی۔ میکیز اور [illegible] وغیرہ بدمعاش [illegible] مس روز اور اسٹیفن کی بربادیوں پر تلے ہوئے ہیں۔ اور اس تاک میں لگے ہوئے ہیں [illegible] روز کو [illegible] اسٹیفن [illegible] سے گھبرا گیا۔ دوپہر کے وقت اس روز کے نام [illegible] ایک [illegible] کے وقفے سے [illegible] کہ ان بدمعاشوں [illegible] بچائے رکھنا۔ ہوشیاری سے رہنا۔ مگر ایک خط کا بھی جواب نہ آیا۔ اور نہ جواب آنے کا کوئی سبب ہی معلوم ہوا۔ تمام روز اسی خلجان میں کٹا۔ کوئی دو بجے [illegible] مسٹر اسٹیفن اپنے ڈیرے پر آئے۔ اور کچھ دیر آرام لینے کے بعد مس روز سے ملنے کا ارادہ کیا۔ ابھی پوشاک پہنی ہی تھی کہ چپراسی نے ایک کارڈ دیا جس میں لکھا تھا۔

”جیمس ولسن!“

اسٹیفن سمجھ گئے کہ روز کے پاس سے ہوتا ہوا جیمس مجھ سے ملنے آیا ہے۔ چپراسی سے کہا۔ جانے اور یہیں بھیج دے۔ چپراسی جیمس کو اسٹیفن کے پاس پہنچا گیا۔

جیمس۔ جناب نے جو دو خط مس روز کے پاس بھیجے ہیں ان کے مضمون سے پایا جاتا ہے کہ عنقریب ہی کانپور میں بھی بغاوت اٹھ کھڑی ہونے والی ہے۔ میرے خیال میں ایسی پر آشوب خبروں سے روز کے کان نہ بھرے جائیں تو اچھا ہے۔ میں نے دونوں خط اپنے پاس رکھ لیے ہیں وہ سن کے اور بیتاب ہو جاتی۔ آپ سے ایک صلاح کرنے آیا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو مسٹر گارڈن اور نیز ان کے خاندان سے

[illegible]

مشکور اور ممنون ہونگا۔ امید ہے کہ آپ میرے منصوبے [illegible] رکاوٹ نہ پیدا
کرینگے بلکہ میرے ہمخیال ثابت ہونگے۔ [illegible]
[illegible] آپ پر روشن ہی ہے روزی بھی اُنکی ناقابل حالت دیکھکر کیسی کچھ سہمی ہوئی
ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ مسٹر گارڈن کی پریشانی نے اُسے بدحواس کر رکھا ہے۔ میری
رائے میں گارڈن کی حیات ہی میں اُنکی جائداد کا کوئی معقول [illegible]
کو کسی کے حبالۂ نکاح میں دیدینا بہت [illegible] ہوگا۔ کیوں جناب آپ اپنی رائے
سے سرفراز کریں یہ تحریک غیر موزوں تو ثابت نہوگی۔ میری رائے [illegible]
جیمس کی باتوں سے مسٹر اسٹیفن کے دل پر سخت چوٹ لگی [illegible] آنکھوں میں اندھیرا
چھا گیا [illegible] افسوس کے ساتھ دل میں غور کرتے رہے [illegible]
خیال سلسلے کو بڑھاتے تھے۔ [illegible] میں کچھ اس قیامت کی گتھیاں پڑی جاتی
تھیں کہ کسی طرح معاملے کی تہ کو پہنچنے کی امید بڑھتی ہی نہ تھی۔ واقعی اُنکو عجیب پیچیدہ
مشکل کا سامنا پڑ گیا تھا۔ روزی کی قسمت کا فیصلہ کس کے ہاتھ میں دیا جائے۔
کسی طرح غیرت تقاضا کرتی تھی کہ اپنی دلآرام روزی کسی غیر کی شبستان راحت کی شمع
بن کر رہے۔ [illegible] اُلٹ پلٹ کے پہلوؤں پر غور کرتے رہے
بالآخر کچھ سوچ کر جواب دیا۔

اسٹیفن - وہ کون شخص ہے جس کے ساتھ مس روزی کا عقد کر دیا جائے۔ کیا میں
اُسکا نام سن سکتا ہوں۔

جیمس - نام بتا دینے میں کوئی مضایقہ نہیں ہے لیکن پہلے آپ اپنی رائے
تو دیدیں۔

اسٹیفن - مجھے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اُس شخص کا چال چلن کیسا ہے مسٹر
گارڈن کے خیال میں وہ کس پائے کا آدمی ہے اور روزی اُس سے مانوس ہو سکتی ہے
کہ نہیں۔ وہ روزی کو کسی قسم کی تکلیف تو نہ دیگا۔ [illegible] ملل کا پیوند [illegible]
[illegible] ممکن ہے شوہر کی بداخلاقیوں اور بیجا اداؤں سے اُسکی زندگی
ہی حرام ہو جائیگی

جیمس نے [illegible] شباب [illegible] اور محبت کرتے ہیں اور مس [illegible] ابھی حال ہی میں ایک خط آیا [illegible] جیب سے نکالکر لیجیے یا اخذ کیجیے [illegible] ایک ایک لفظ محبت کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

اسٹیفن خط لیکر پڑھنے لگی۔ لکھا تھا۔

میری جان و مال کے مالک پیارے جیمس!

"والدین کی مرضی کے خلاف میں شادی سے کوئی کام کرنا مجھے شایان نہیں وہ میرے حق میں جو بہتر سمجھیں گے کریں گے۔ مجھے عذر ہے اور نہ ہوگا۔ میں ہر طرح سے راضی ہوں۔ تم نے مجھ سے جو سوال کیے تھے ان کا تحریری جواب دیدیا گیا ہے سمجھ لو جب تم میرے مکان پر آؤ گے معلوم ہو جائے گا میں جھوٹ تو نہیں کہتی۔ فقط

تمہاری روز

خط پڑھکر مسٹر اسٹیفن کا دل کھٹک گیا کہ مس روز نے قولاً اور فعلاً وعدہ کیا ہے کہ جیمس کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہوگی بلکہ ہمیشہ ایک نیک نہاد خاتون کی طرح وفاداری کریگی اسوقت غریب اسٹیفن کی تمام امیدیں نامرادی کی کند چھری سے ذبح ہو گئیں۔ یہ خط پڑھکر وہ دھک سے رہ گیا اور اپنے دل سے کہنے لگا۔

افسوس اتنی محبت۔ اتنی دشواریاں۔ اسقدر بیتابی اور بیقراری کے بعد بھی محروم رہنا کسقدر آزردہ ہے محبت انسان کو بیتاب کر دیتی ہے۔ میرے دل کے صدموں کو کیا مس روز محسوس نہ کر سکیں۔ کدورتیں میرے جانب سے اُس کے دل میں کیوں آئیں۔

نہ تھا یہ آئینہ گرد و غبار کے قابل

یہ معاملہ رنج و الم۔ صدمے اور درد۔ میرے تمام قوے اور تمام جذبات پر حاوی ہیں۔ خیر! اب ایکدفعہ روز سے پھر ملوں اور اس سے دو باتیں تو ضرور کر لوں۔

جیمس سے کہا۔

"مجھے کسی طرح کا غم نہیں ہے۔ شادی ہو جانا بہر حال انسب ہے۔ ہاں تم معلوم ہو جانا شرط ہے۔ اسٹیفن کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ قطرات اشک ٹپک پڑے مگر جیمس نے اُنھیں نہیں دیکھا۔

کچھ دیر بعد جیمس بولا۔

وہ خوش نصیب مین ہی تمھارا جیمس ہون۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو شادی کیلیے اُس کی پاک قربانگاہ کے سامنے ہمیشہ کے واسطے مس روز کے ساتھ میرا رشتہ ایسا مستحکم کردیا جائے کہ ٹوٹے تو موت سے ہی ٹوٹے۔ اُسکے دل مین بھی میری تصویر گھر کر چکی ہے۔ لیکن ذرا وضعداری کے خیال سے وہ خاموش ہے۔ دل مین اپنی آیندہ قسمت کا فیصلہ کر چکی ہے۔

مسٹر اسٹیفن نے جون ہی جیمس کا نام سُنا بدن مین آگ لگ گئی۔ بچھو کا زہر سرایت کر گیا۔ مگر ایسے آثار چہرے پر نہ آنے دیے جنسے کچھ کبیدگی پیدا ہوتی۔

اتنے مین ایک شخص کمرے مین آیا۔ یہ ایک ہندو سنیاسی [illegible] جسم مین بھبوت۔ کمنڈل بائین طرف گلے مین کنٹھی [illegible] پر مرگ چھالا۔ اُسی سنیاسی [illegible] اسٹیفن نے اٹھکر بہت تپاک سے ہاتھ ملایا اور کرسی بچھا دی۔

سنیاسی کرسی پر نہ بیٹھے کھڑے ہی کھڑے انگریزی مین گفتگو شروع کی۔

اسٹیفن! تم سے دو ایک ضروری باتین تنہائی مین کہنی ہین۔

اسٹیفن سنیاسی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئے۔ دوسرے کمرے مین باتین ہونے لگین۔

سنیاسی۔ تم سے کچھ پوشیدہ باتین کرنا ہین۔ جو شخص تمھارے اُس کمرے مین بیٹھا ہے کیا اُسے رخصت کر دینے مین کوئی ہرج ہے۔

اسٹیفن۔ ہرج کاہے کا ابھی رخصت کرتا ہون۔

اسٹیفن نے وہین سے جیمس کو آواز دی۔ مہربان اسوقت آپ تشریف لے جائین سنیاسی جی کچھ باتین کرینگے۔ پھر ملاقات ہوگی۔ مین اس شادی سے بہت خوش ہون روز کو منظور ہی ہے۔ اور مسٹر گارڈن بھی چاہتے ہی ہین۔ تو مجھے عذر کب ہو سکتا ہے انشاءاللہ کل کسی وقت روز سے ملاقات کرونگا اور معاملہ کی پختہ [illegible] ہو جائے گی۔ خاطر جمع رکھو۔

جیمس جواب سُنکر چلدیا۔ سنیاسی نے کہا۔

سنیاسی۔ تمھاری کیفیت باقر خان کی زبان سُن چکا ہون۔ بدمعاش میکبر نے تمھارے

ساتھ [illegible]

[illegible] معلوم ہوتا ہے اس آگ سے کوئی انگریز، میم - اور اُن کے بچے بچ نہیں سکتے
میری رائے میں تم - روز [illegible] ساتھ ہو - میرے پاس رہنے
سے تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوسکے گی اور نہ تم پر کوئی باغی حملہ کرسکے گا - ہر حالت میں محفوظ
رہوگے ورنہ سمجھ لو آفت دھری ہے جتنے انگریز اور گورے ہیں بے خون میں نہائے
بچ نہیں سکتے - کل دس بجے شب تک میں آؤنگا - اور تم سب کو نکال لے جاؤنگا - [illegible]
کو بھی سمجھا دینا - مجھے اس جوان [illegible] کوشش کرنا ہے -

سنیاسی نے اس طرح [illegible] راستی اور [illegible] ہی تھی اسٹیفن
کو شک کرنے کی گنجائش ہی نہ رہی [illegible] جواب دیا -

بہت بہتر [illegible] ہم لوگ کل دس بجے شب تک آپ کا
انتظار کریں گے -

ادھر سنیاسی نے اسٹیفن کا بنگلہ چھوڑا ادھر توپوں کی دنادن فیریں ہونے لگیں -
اسٹیفن گھبرا کر قلعہ کی جانب روانہ ہوا -

آج پانچویں جون کا دن کانپور کے لیے بہت ہی بھیانک ثابت ہو رہا ہے -
کل شام ہی سے باغیوں کی جماعت فراہم ہوجانے کی خبر نے دل توڑ دیے تھے - لوگ
متفکر اور افسردہ ہوچکے تھے - آج کا دن تو قیامت ہی کا دن تھا - بندوقوں کی گولیوں
کی بوچھار نے قلعے والوں کے ناک میں دم کردیا - اسٹیفن نے دن بھر قلعے سے باہر
قدم نہ نکالا - شام کے وقت جب کسی قدر گولیوں میں کمی ہوئی - موقع دیکھ کر مسٹر گارڈن
کے بنگلے کی راہ لی - بندوقوں کی گونجتی ہوئی آوازوں سے بھیانک ہوکر جلد جلد قدم اٹھا
رہے تھے - یہاں تک کہ جب بنگلے کے اندر پہنچے تب حواس ٹھیک ہوئے - روز کے
کمرے میں قدم رکھا ہی تھا کہ یکایک روز کے منہ سے یہ جملہ سنائی دیا -

"دنیا میں میری خوشی اور میری زندگی کا فیصلہ اب جیمس کے ہاتھ میں رہ گیا ہے"
اس کے بعد پھر کوئی جملہ سننے میں نہ آیا -

اس جملے نے مسٹر اسٹیفن کے دل میں سوراخ ڈال دیے - وہ سوچتا ہے - روز لو ایسی
نہ تھی - انہیں تو مردم شناسی اور عاقبت اندیشی کوٹ کوٹ کر بھری ہے - کیا درحقیقت

پر جمیس سے ملتفت ہوگئی۔ کیا میری محبت مٹی مین ملادی۔ ہائے [illegible] ہر وقت دل مین تیری پرستش کرتا رہتا ہون۔ ایسا کوئی وقت نہین جو تیری فکر مین نہ گذرتا ہو۔ روز کیا جانتا تھا تو زہریلی ناگن ہے۔ تیری اس بات سے میری کیسی دلشکنی ہوئی۔ مین اترا رہا تھا کہ میرے ساتھ عقد کا [illegible] گی۔ آج کھلا مین تجھ سی محبوبہ کو اپنے پہلو مین بٹھانے کا مجاز نہین ہون یہ حق جمیس کو حاصل ہے۔

اسٹیفن اسی خبط مین الجھا جہان کھڑا تھا کھڑا رہ گیا۔ اتنے مین سن سن کرتا ہوا ایک گولا روز کے ساتھ سامنے والے برآمدے مین گرا۔ اب برآمدہ [illegible] ہوگیا۔ اسٹیفن [illegible] کر روز کے کمرے مین ہو رہا۔

۲۱ باب اکیسوان

"دشمن کی شکست نانا صاحب اور تانتیا"

دوسرے روز باقر خان رسالدار حسب اقرار تانتیا سندیا سی کے ہمراہ بجرے پر سوار ہوگئے اور روز اور اسٹیفن بکر ڈن کے بنگلے پر پہونچا دیے گئے۔

میکیر۔ عبدل کے سوا دو انگریز اور بھی کشتی پر سوار تھے۔ میکیر اور عبدل زنجیرون مین جکڑے رات بھر بجرے کی کوٹھری مین بند رہے۔ پہرے پر کئی ہتھیار بند سپاہی تعینات تھے۔ باقر خان نے تانتیا سے اپنی رام کہانی اور میکیر کے تمام مظالم بیان کرکے آگاہ کر دیا کہ ان دغا بازون سے ہمیشہ ہوشیار رہنا ضرور ہے۔ ان سے کبھی بھلائی نہین ہو سکتی۔

اسی طرح رات بھر باتین ہوتی رہین اب وہ وقت آگیا جیسے نور کا تڑکا کہتے ہین۔ آسمان سے مشرقی افق کی طرف نظر آنے والی سپیدی بڑھتے بڑھتے تمام آسمان پر پھیل چلی ہے۔ بجرے کا لنگر ڈالدیا گیا۔ اور لوگ حوائج ضروری سے فارغ ہونے کے لیے اترے۔ منہ ہاتھ دھو غسل کرنے سے جب فراغت ہوئی کشتی پر سوار ہوئے۔ لنگر کھول دیا گیا۔ باقر خان نے تانتیا کے بغل مین بیٹھ کر وہی پرانا قصہ میکیر اور عبدل کا چھیڑا اور کہا۔ جفا پیشہ ستمگر میکیر اور اسکا داہنے ہاتھ عبدل ہی کی ذات سے ملک مین بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ کاش یہ دونون نہ ہوتے تو ہرگز بغاوت کی آگ نہ بھڑکتی۔ ان بدمعاشون کے ہاتھ سے خاک ہندوستان ترقی کرسکتا ہے۔ مانتا ہون آپ کی ذات ملک کی بہتری کے لیے سینہ سپر ہو رہی ہے

آپ شیدائے وطن ہین ۔ بہی خواہ قوم ہین ۔ پھر بھی ایسے کمبختون کے جعل مین پھنسے ہوئے ہین جنسے ہندوستان کی [illegible] کسی دن عرقاب ہو جائیگا [illegible] کھلے کھلے الفاظ مین کہتا ہون یہ کمبخت آپ کا [illegible] گورنمنٹ کی آنکھون مین [illegible] ہے کھودینگے ۔ اور آپ باغی سمجھے جائینگے [illegible] جانتا ہون آپ روشن ضمیر ہین ۔ آپ کا قلب صاف ہے ۔ معاملہ بندی ۔ خیالبندی کے جوہردان سے سینہ معمور ہے ۔ صحیح واقعات کی ہمیشہ چھان بین کرتے رہے ہین ۔ آپ سرگروہ ہمدردان ملک ہین ۔ آپ وطن مالوف کے واسطے لڑائی لڑ رہے ہین ۔ مگر مین دیکھتا ہون کہ چند ناعاقبت اندیش مفسدون نے دام تزویر پھیلا رکھا ہے انکے دماغ مین خودسری کا سودا سمایا ہوا ہے ۔ خود الگ ہو جائینگے اور آپ کو پھنسوا دینگے ۔ گورنمنٹ انگریزی کا عتاب آپ ہی پر نازل ہوگا اور آپ کو فتحمند دشمن کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا ۔ افسوس [illegible] اپنی خواہشمند آنکھین آپ کی جانب سے کیونکر ہٹالون ۔ میرا دل آپ کو باافتدار دیکھنے کا خواہشمند ہے اور چاہتا ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف [illegible] کا ذلت بھرا ہوا جوا شانون سے اتار کر پھینک دیجیے اور [illegible] کا نام رکھ دیجیے ۔ گورنمنٹ کا ساتھ دینے ہی مین آپ کی بھلائی ہے ۔

سنیاسی نے جواب دیا ۔

باقر خان ! تو تعی میری بھول تھی ۔ میکسپر کے ہتھکنڈون کی حاشا مجھے خبر تھی خدا جانے اسکی تلوار نے کتنے بیگناہون کا خون بہا دیا ہو ۔ مگر اب تو مین اس شریر النفس کی باتون کے سر ہوگیا ۔ وہ ہماری قید مین ہے بے بسی کے عالم مین اپنے ہی دانتون سے اپنی ہی بوٹیان کاٹ رہا ہے ۔ مجھے ان بدمعاشون کی بھی خبر لگ چکی ہے جنھون نے رعایا مین ہڑبونگ مچا رکھا ہے جسوقت تسلط ہوگا ایک ایک سے سمجھ لونگا ۔ میرا دل ایسے مظلومون کی خبر سنکر رو اٹھتا ہے ۔ نحیف و کمزور پر دست تعدی دراز ہونا میری آنکھ دیکھ نہین سکتی ۔ ظالم و مظلوم کے کھینچے ہوئے فوٹو جسوقت نظر کے سامنے آجاتے ہین میرے خشم آلودہ چہرے پر بہت بے صبری پیدا ہوجاتی ہے ۔ سمجھ لو تانتیا ٹوپی بھی ایسے شورہ پشتون کے لیے کالا ناگ ہے ۔ اس کے کاٹے کا منتر نہین اس کے ڈسے ہوؤن کا جانبر ہونا دشوار ہے ۔ تم یقین کر رکھو ۔ مین ملکی خدمت اور قومی بہتری کو اپنی جان سے بھی پیاری سمجھتا ہون ۔ غیر قوم کی جبر و تعدی سے جہانتک ہوگا ملک کو

بچاؤنگا - مگر راستے [illegible] کے ساتھ [illegible] اور تھوڑی [illegible] سے میکپر کو جانتا [illegible]
کا باشندہ قول کا صاف [illegible] آپ نے بار بار مجھے [illegible]
کیشو [illegible] میں اسکی [illegible] بچھڑنے لگا - [illegible]
اسکی بدعت اور [illegible] داستان نے میرے [illegible]
جو قبل ازیں اسکی ہر طرح [illegible] کرتی تھیں اب [illegible] عیاں ہو رہی ہیں - میں
اُسے اپنا [illegible] مشیر سمجھتا تھا - مگر آج سے وہ میرا دشمن - میں اُسے [illegible] کا
دکھڑا سے اسکی بات کا کچھ اعتبار نہ کرنا چاہیے -

باقر خان - (معترض سخن ہوکر) انگریز سرکار نے [illegible]
اگر آپ [illegible] سمجھتے [illegible] سے سرکار انگریزی کے حوالے کر دیجیے تو بھی
بھی آپکا وقار انگریزی حکام کی نگاہ [illegible]

تانتیا - [illegible]
فرنگیوں کا ساتھ چھوڑ کر ہمارا ساتھ [illegible]
شخص کو مجرم بناکر آئے ہیں [illegible]

باقر خان چپ ہو رہے [illegible]
سنا کہ نانا صاحب [illegible]
باغیوں کے سرغنہ [illegible]
وہ پیشوا بنا رہے تھے [illegible]

باقر خان کو معلوم تھا نانا صاحب [illegible]
بھلا میکپر کے مقدمے کا کیا انصاف ہو سکتا ہے - مگر تانتیا کو ابھی تک [illegible] سے
واقفیت نہ تھی - وہ نہ سمجھے کہ [illegible] آدمی ہے [illegible] کیا سبق
ملتا ہے - اسکی عادتیں کیسی رہیں - اخلاق کیسا ہے - وہ [illegible] اخلاق
تمدن اور معاشرت کا [illegible] دشمن ہے - مگر [illegible]
ہندوستان کو [illegible] ثابت ہو رہا ہے -

اُسی دن وہ پھر کچھ سواروں اور پیدلوں کی معیت میں نانا صاحب تانتیا سے ملنے
آئے - تانتیا نے باقر خان کو تیسرے کی کوٹھڑی میں مخفی کر دیا - اس لیے وہ نانا صاحب کی صورت

[illegible] گئے -

آہ! جس نانا کی [illegible] آج [illegible] انگریزوں کی آنکھوں [illegible]
ہوئی جس کی مخالفت کی [illegible] میں
[illegible] گئے - [illegible] سپاہیوں سے سرکار انگریزی کا [illegible] ملک میں آ گیا - [illegible]
کو بحالت اسیری گنگا میں غرقاب کر دیا - یہ اسکی سیاہ [illegible] ہے مگر
افسوس گورنمنٹ انگریزی [illegible]
باقر خان نے [illegible] آج وہی نانا اور باقر [illegible] کشتی پر [illegible]
پڑی کہ ایسے ظالم شخص کو گرفتار کر لیں -

بجلی کا زور ہیں ابھی طرح طوفان سے مبری پیدا ہوا تھا - ابھی فوجی سپاہیوں میں
بغاوت کی آگ کے شعلے اچھی طرح بلند ہو سکتے تھے - اگر اب بھی میاں باقر خان ایسے
دشمن ملک باغیوں کا تدارک کر لیتے تو آج ہندوستان کی تاریخ کا رنگ کچھ دوسرا ہی
ہوتا - چونکہ باقر خان تانتیا سے قول ہار چکے تھے [illegible] مرتے بھی کوئی گستاخی روا رکھنا
نہ ہونے پاتی - اس لیے مجبوری حائل ہوئی - سر دست اس کانٹے کو دفع کرنا خلاف
مصلحت سمجھا -

نانا اور تانتیا میں کیا کیا صلاحیں ہوئیں - باقر خان کی خاک سمجھ میں آئیں - مگر یہ
ضرور منکشف ہو گیا کہ نانا اور تانتیا کی رائے میں سخت تفتیاں پڑ گئی ہیں جن کے سلجھانے
کے لیے کل پھر نانا صاحب آئیں گے -

سر شام نانا صاحب کشتی سے اتر کر کسی طرف چمپت ہو گئے - باقر خان سے تانتیا
نے کہا -

نانا صاحب نے میکبیر اور عبدل کا ذکر کر دیا ہے - انھوں نے فرمایا تمھارے سامنے ہی
اس سیاہ قلب آدمی کو سزا دونگا - کل اس کے مقدمے میں جو کچھ ہونا ہے ہو جائیگا -
دوسرے روز نانا پھر آ گئے - ہمراہی میں پندرہ شخص اور بھی تھے جنکی وضعیں
نرالی تھیں -

باقر خان کل کی طرح آج بھی کوٹھری میں بیٹھے رہے - باقر خان کو قیافے سے ظاہر ہو گیا
کہ نانا اور تانتیا کی رایوں میں بہت کچھ تغیر پڑ گیا - دونوں میں کھچاوٹ ہو گئی ہے -

نانا کی خود غرضی اور تلوّن مزاجی اس کے چہرے سے ظاہر تھی برخلاف اس کے
[illegible] پائی تھی۔

الغرض [illegible] چلے گئے۔ تانتیا نے [illegible]
کی اعانت [illegible]

اسوقت تانتیا [illegible] بہی افسردہ ہو رہا تھا جبین نور آگیں [illegible]
جھلکے نظر آرہے تھے۔ باقر خان سے بولے۔

دیکھو باقر خان [illegible] میں خود غرضی اور [illegible] ہوا ہے
اسکی درشت مزاجی بیباکی [illegible] لوگ اسکی طرف سے برگشتہ ہو گئے ہیں
افسوس اسکی حقیقت [illegible] آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے [illegible]
سے [illegible] سوچا تھا اسکا ساتھ دے کر پیشوا [illegible]
[illegible] ہے کاش کہ اس انتظام کا بار
کسی اور شخص کے سر [illegible]
[illegible]

[illegible] آج ہی تمہیں
چھوڑ دونگا۔ نانا صاحب عبدل اور بیکیر [illegible] کے پاس [illegible]
پہونچکر انکی بد اطواریوں کی سزا دی جائے گی۔ [illegible] بیکیر اور عبدل
کبھی سرایاب ہونگے بلکہ آزاد کر دیے جائیں گے اور ملک میں بدامنی پھیلائیں گے۔

باقر۔ یہ تو برا ہوا۔ کیا آپ سزا [illegible] سکتے تھے۔

تانتیا۔ دے سکتا تھا۔ مگر میں نانا صاحب کو پیشوا سمجھتا تھا۔ اسکی عدول حکمی کرنا
بھی تو خلاف تھی۔ اب مجھے یہ سوچنا باقی رہ گیا ہے کہ ان لوگوں کو میری وجہ سے
کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہے یا نہیں۔ نانا میری منشا سے کام کرینگے نہیں۔ اس لیے
میں دیکھتا ہوں کہ پونہ میں بھی کوئی نہ کوئی شور اٹھ کھڑا ہونے والا ہے۔ روز اسیفون
اور جن جن لوگوں کو آپ ہوشیار کرنا چاہتے ہوں۔ انھیں کہلا بھیجیں کہ اس آگ سے
اپنے تئیں محفوظ رکھیں۔

باقر خان نے دیکھا بیکیر اور عبدل ہاتھ سے نکل گئے یہ ضرور فتنہ بپا کریں گے

[illegible]

[illegible] میکیر اور عبدل نانا کے ہمراز و دمساز [illegible] شورشین ہونگی [illegible]
اس ہوشربا ہنگامے کی خبر [illegible] سٹیفن [illegible] تو الدینا خالی از فائدہ ہوگا
جب روز اور سٹیفن کو میکیر کے رہا ہو جانے کی اطلاع ہوگی تو وہ [illegible] لگے
خیر جو ہو۔ بالفعل مجھے [illegible] سرکار انگریزی کو بھی خبر [illegible]
مین گورنمنٹ [illegible]
[illegible] میکیر اور [illegible] النسیمی درپردہ [illegible] پھیلا رہے ہین
[illegible] ہوتا ہے۔

[illegible] تانتیا سے [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ساتھ رہتے ہی مین انکی حفاظت ہو سکتی ہے۔ [illegible] کل انشاء اللہ
بروقت ملاقات آپ سے عرض کرونگا۔

تانتیا نے باقر خان کی استدعا قبول کرلی۔ اور اُسی وقت گنگا گھاٹ پر اُتار دیا
باقر خان قدم چوم کر اپنے بنگلے پر آئے۔ اور کچھ دیر آرام لینے کے بعد قلعہ کی طرف چل کھڑے ہوئے۔

ابھی گھنٹہ بھر رات سے زیادہ نہ آئی ہوگی۔ کانپور کی گلیون۔ کوچون مین ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہے کہ انگریزی کیمپ مین ہندوستانی فوج بگڑ گئی ہے۔ فلان جرنیل نے اپنے افسرون کا حکم ماننے سے انکار کیا ہے۔ راستے گلی سڑکون پر وحشت برس رہی ہے سانس لینے تک کی آواز نہین آتی۔ کہین کہین کونون مین بیٹھے ہوئے لوگ افسردگی سے چپکے چپکے باتین کرتے ہوئے دکھائی دے جاتے ہین۔ ہا بڑا غضب ہونے والا ہے۔
باقر خان تاک جھانک لیتا اور لوگون کے ارادون سے موثر ہوتا ہوا سرکاری قلعہ کے پھاٹک پر پہونچا اندر جانے کا کوئی ڈھنگ نہ تھا۔ قلعے کے باہری فصیلون پر چکر

لگانے کے [illegible] کرتا تھا - اتنے میں دو شخص قلعے [illegible] کے ساتھ [illegible]
ظلمت کا پردہ پڑا [illegible] - اور یہ [illegible] سے چھپنے
کے لیے ایک درخت پر چڑھ گئے - دونوں شخص تیسرے شخص سے کچھ باتیں کرنے
لگے گو انکی گپ چپ باتیں خانصاحب کی سمجھ میں نہ آئیں مگر یہ تو ضرور [illegible] معلوم ہو گیا کہ
انکی زبانوں سے نانا صاحب، تانتیا ٹوپی اور میجر باقر خان کا نام نکلا ہے -

ان ناموں سے ہمارے دوست کے دل میں شک پیدا ہو گیا اور وہ سر تا پا گوش
ہو کر انکے مشورے [illegible] لینے لگے -

اس [illegible] انگریز [illegible] اور سب ملکر قلعے کے سامنے والے
میدان میں تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے چل نکلے -

[illegible] قلعہ کا دروازہ بند ہوا اور پہرے داروں کی آوازیں [illegible]
کو ایک حکمت سوجھی - فوراً کپڑے اتار ڈالے - صرف ایک [illegible] پہنے رہے - شانے
پر سیاہ لبادہ ڈال انگریزوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے -

کچھ عرصے کے بعد چاروں [illegible] ایک جنگل [illegible] مشورہ کرنے لگے باقر
بھی پاس ہی درخت کی اوٹ لیکر باتیں سنتے رہے -

ایک انگریز انگریزی میں بولا -

مہاراج! ہم سب لوٹ آگئے - اب آپ کیا فرماتے ہیں -

دوسرا انگریز - بہت خوب کیا - تمہارا آنا غنیمت ہو گیا ہے -

پہلے انگریز کے طرز کلام سے پایا گیا کہ وہ کوئی دیسی شخص ہے - اس نے پھر
جواب دیا -

لوئی! تمہاری باتوں سے گونہ اطمینان ہوا ہے - انشاء اللہ پرسوں کام شروع
کر دیا جائیگا - ابھی تک انگریز مجھے وفادار سمجھتے رہے ہیں - لیکن اب پردہ کھل جائے گا
کہ [illegible] انکی بیخکنی پر آمادہ ہوں - خیر دیکھا جائیگا - چلو اسوقت رابرٹ میکیسر سے مل لیں
وہ گلاب باغ میں ہمارا راستہ دیکھ رہے ہونگے - تم لوگوں نے سنا ہو گا تانتیا سے اور
مجھ سے ان بن ہو گئی - وہ میری رائے پر کام کرنا نہیں چاہتے -

چاروں شخصوں نے رپ رپ کرتے ہوئے گلاب باغ کی کیاریاں بھریں - باقر [illegible]

[illegible]

[illegible]

آم کے باغ [illegible]

[illegible] اس باغ کو [illegible]

باقرخان [illegible] آہستہ آہستہ قدم رکھتے ہوئے باغ میں گھس گئے اور ایک درخت
کی آڑ میں [illegible] ہو رہے ۔ اتنے میں کسی شخص نے ان کی پشت پر ہاتھ رکھا انھوں نے
پلٹ کر دیکھا ایک ہندوستانی [illegible] لڑکی کھڑی ہوئی ہے ۔ باقرخان نے حیرت سے
پوچھا [illegible]

[illegible]

دوشیزہ ۔ میرا نام مینا ہے ۔
باقرخان ۔ مینا ۔ یہ نام تو آج تک میں نے نہیں سنا ۔ اور نہ تمھیں پہچانتا ہوں خیر
یہ بتاؤ تم مجھے کیونکر جانتی ہو ۔
دوشیزہ ۔ میں آپ کو مدت سے جانتی ہوں ۔ مگر ان باتوں کا وقت نہیں ہے
آپ کے بھائی آپ کو بلا رہے ہیں ۔ کیا آپ چل سکتے ہیں ۔
باقرخان ۔ جب تمھیں میں پہچانتا ہی نہیں ۔ تمھاری بات کیونکر یقین کروں
اور اس اندھیری رات میں کسی شخص کا مجھے بلا بھیجنا بھی قابل اعتبار نہیں تم
بتا سکتی ہو سبب کیا ہے ۔
مینا ۔ سبب کچھ بھی نہیں ۔ آپ کی مدد چاہیے ۔ میں نے ایک ایسے خوفناک
کام میں ہاتھ ڈالا ہے کہ جس کے یکایک بیان کر دینے میں بدن کے رونگٹے کھڑے
ہو جاتے ہیں ۔ اور یہ بھی میں نہیں جانتی وہ کام مجھ سے پورا بھی ہو سکے گا
یا نہیں ۔ ہاں اگر آپ مدد کریں گے تو شاید میں اپنی خوش قسمتی پر ناز کروں ۔
اور وہ کام انجام پا جائے ۔ خیر تکلیف ہوگی ۔ تانتیا ٹوپی آپ سے ملنا چاہتے ہیں پھر
ہمراہ چلیے ۔ میں پہونچا دوں ۔
تانتیا کا نام سنکر باقرخان حیرت و استعجاب کے بھنور میں غوطے کھانے لگے
کہ ایسے ناوقت تانتیا کہاں سے آ گئے ۔ مینا کی سادہ مزاجی دیکھ کر باقرخان کو

[illegible]

حیثیت میں [illegible] باتون۔

باقر خان: جب تم میری روشنا [illegible] انگریزی کا جاسوس ہوں اور جاسوس یکایک کسی کے قول کا اعتبار نہیں کرتے۔ اس لیے میں تمہاری باتوں کو کیونکر صحیح مان لوں۔

روشنا: آپ [illegible] سے سطح سے بے حجابی سے [illegible] آپڑی ہے جس کی وجہ سے پریشان [illegible] ہے کہ پاس دوڑی آئی ہے۔ [illegible] مجھے جواب کیونکر آپ سے [illegible] وفاداریوں سے امید پڑی ہے کہ [illegible] نہیں آیا۔ خیر آپ میری بات کا اعتبار نہ کریں [illegible] آپ کو دوبارہ زندگی دی ہے۔ اچھا میں بھی جاتے دیکھئے۔ آپ [illegible] لیے آئی ہوں۔

یہ کہہ کے [illegible] باقر خان [illegible] کوئی [illegible]

باقر خان کے دل میں [illegible] اور تو تانا کا خیال کہ کیا معاملات و مشورہ ہو رہا ہے [illegible] اس [illegible] کا اس طرح آنا اور باتیں کرنا حیرت و اضطراب میں [illegible] آخر یہ کیا لڑکی ہے۔ اس نے مجھے کہاں دیکھا۔ تانتیا سے اور اس سے کیا تعلق ہے۔ اسی طرح [illegible] قسم کی باتیں سینے سے دماغ تک پہنچتی تھیں۔ [illegible]

باقر خان اسی کشمکش و پیچ میں [illegible] لگا رہے کہ [illegible] ایک شخص کی ہمراہی میں باقر خان کی طرف [illegible] جب قریب آئی تو دیکھا [illegible] کے ساتھ تانتیا ٹوپی چلے آرہے ہیں اس وقت ان کی وضع بدلی ہوئی تھی۔ گیروے لباس کے بجائے فوجی پوشاک زیب تن تھی۔ باقر خان نے بڑھ کر ہاتھ ملایا۔ تانتیا نے کہا۔

[illegible]

ہمراہ آنے کی زحمت اٹھانا پڑی۔ بیٹا اگر ... تو یہ پتہ نہ لگتا ... مجھے ... [illegible]
مدد کرنا ہوگی۔ کیا تم وفاداری کے ساتھ کام کر سکتے ہو۔

باقر خان۔ کیوں نہ کرونگا۔ جناب فرمائیں تو۔ غلام کو آپکے حکم کی تعمیل سے کبھی دریغ ہوا ہے۔

تانتیا۔ نانا صاحب۔ میکسر۔ عبدل وغیرہ کئی شخص اس باغ میں آئے ہوئے ہیں اور صلاح مشورہ کر رہے ہیں۔ یہ لوگ خواہ مخواہ [illegible] ہو۔ میرا انشا ہے۔ میناکے سوا ان لوگوں کو [illegible] وہ ظلم وستم ہوتے ہیں [illegible] انگریز اور انکی اولاد [illegible] ہیں۔ انکی عورتوں کو لوٹا جاتا ہے اور [illegible] کی جسمانی تکلیفیں دی جاتی ہیں [illegible] معصوموں کے بدن پر [illegible] کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ہیں [illegible] لال کر دیئے ہیں انکے درد ناک آہ و نالے سے پتھر کا کلیجہ پھٹ گیا۔ مگر [illegible] کے دل میں ذرا بھی رحم نہ آیا۔ بھلا ایسے بے درد شخص سے [illegible] چاہ کن را چاہ در پیش کا معاملہ ہے لوگ اس سے ضرور بگڑے ہیں۔ میں بھی انکا ساتھ نہیں دے سکتا ایسے ظالم شخص کی رفاقت کرنا ملک کو خراب کرنا ہے [illegible] اسکی زیر اطاعت کبھی آسائش میسر نہیں ہو سکتی۔ جس معاملے میں نانا اور اس کے ارکین کی آرزوئیں خواہشیں اور [illegible] مجھے اس بات کا تجربہ ہے کہ اگر [illegible] خاص حد سے زیادہ ظلم کیا جائے تو وہ غدر کر دیتی ہے۔ اور ظلم کرنے والا پامال ہو جاتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ نانا کے چنگل سے نکل کر الگ کام کروں۔ اگر مینا سچے دل سے میری رفاقت کا دم بھرے۔ میرے لیے دنیا میں مینا سے زیادہ اور کوئی وفادار انسان نہیں۔ اس لیے وہ مجھے بہت پیاری ہے۔ میں اسکی خدمت سے بہت خوش ہوں مینا ہی کے لیے میں نے نانا صاحب کو پیشوا بنانا منظور کیا تھا۔ آج اسی مینا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر آنے والی مصیبت سے بچانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہوں۔ لیکن جب تم یہاں آ گئے ہو تمہیں بھی کچھ [illegible] مدد کرنا پڑے گی۔ ہولکر قلعہ سے نانا صاحب اور ان کے دستوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ [illegible] ہماری ہمتیں اور بڑھ گئیں مجھے امید ہے اب اپنے مقصد میں ضرور کامیابی ہوگی بشرطیکہ تم بھی

ہماری اعانت پر کمر بستہ ہو جاؤ۔

باقر خان نے نظر بھر کر مینا کی طرف دیکھا۔ اور ساتھ ہی [illegible]
مینا کی [illegible] گے۔ [illegible] دور ہو جائیں گے۔ خدا جانے یہ
کیوں رو رہی ہے۔ نانا نے اس پر کونسی بے جیتن کی ہیں جنکی وجہ سے یہ اپنی زندگی سے
بیزار معلوم ہوتی ہے۔ اور تانتیا اسے [illegible] سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ مینا کی مہربانی
آمیز انداز نے باقر خان کے دل پر اثر کیا۔ اور وہ یہ سمجھ کر کہ اس کے طرز سے کسی قدر دلسوزی
کی بو آرہی ہے تانتیا سے مخاطب ہوا۔

جناب! مینا کے دل برداشتہ ہونے کا سبب کیا ہے۔ اور مینا نانا صاحب کی کون ہے
دوسرے آپ سنیاسی ہیں۔ اس سے آپ کو تعلق ہی کیا ہے۔ [illegible] کا اگر
اطمینان بخش جواب ملگیا تو [illegible] کرونگا۔

تانتیا۔ مینا [illegible] راؤ
بچپن سے مجھے بہت پیار کرتے تھے۔ [illegible]
کرتے اور میری [illegible] تھے۔ [illegible]
وہم رخصت [illegible] ہونگا [illegible]
ہیں [illegible] ہے۔ ۶

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

وہ حق پرستی اور خدا شناسی [illegible]
قابلیت نہیں۔ وہ [illegible] صحیح رائے کو برائی کے [illegible] اپنی بات پر
بھروسہ نہیں وہ [illegible] گذرتا ہے اس [illegible]
دکھے یا خوش ہو [illegible]
کے دل میں بھی محبت پیدا کرنے کا خیال ہوتا [illegible] پروا نہیں
کرتا۔ اس وجہ سے میرا دل [illegible]
میں نے بچپن سے [illegible]
سے مجبور ہوں اُسے علیحدہ کرنے کو جی نہیں چاہتا [illegible]
[illegible] . . . . . .

[illegible]

باقر خان چونکہ ساکو چاروں [illegible] دیکھنے لگے - بندوقوں کی فیریں [illegible] تھیں
عبدھر ناناصاحب اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ مشورہ کر رہے تھے -

باب بائیسواں

میکیر اور عبدل کی گرفتاری

تانتیا بولا -

باقر خان! چونکہ [illegible] میرے [illegible] نے بندوقیں سر کی ہیں [illegible] ناناصاحب
اور [illegible] سے اچھی [illegible] کو گھیر لیا ہے تو آنکے پاس چلیے -

[illegible] تانتیا نے [illegible] کہا تم بیٹھو [illegible] باقر خان کا ہاتھ پکڑ کر ناناصاحب کی
طرف بڑھے - جب قریب پہنچے [illegible] دیکھا کوئی پچیس ہزار [illegible] سے
مسلح ناناصاحب کو [illegible] ہزار دو سوار
رفیق کیا [illegible] تھے جب [illegible] ایک [illegible] کسی کی [illegible]
خیال [illegible] انکے ہاتھوں [illegible] پستول [illegible] اپنی جان
بچانے کے طریقے [illegible] پچیس ہزار بندوقوں کا نشانہ بندھ
جائے تو سب کی روح کانپ جاتی ہے -

ہر [illegible] سپاہیوں [illegible] سپاہی بولا -

اگر تمہاری جماعت سے کسی نے بھی بھاگنے کا قصد کیا تو سمجھ لو اسکی خیر نہیں [illegible] بندوق
سے اڑا دیا جائیگا - ہمارے سرکار تانتیا کے حکم سے تم سب قید کر لیے گئے -

اور تانتیا ٹوپی نے [illegible] اشارہ کیا کہ پچیس ہزار بندوقوں کی دہانوں کے
فیر [illegible] سے تمام [illegible] گھبرائی ہوئی نگاہیں دوڑ دوڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں
اور دونوں [illegible] اچھی طرح [illegible] سولہ شخصوں نے جو تلوار کھینچے ہوئے
آگے تھے سب کو باندھ لیا - پہلے تو باقر خان سمجھے سب بھوت بن گئے ہیں - مگر قریب جانے
سے معلوم ہوا [illegible] رسیوں سے ہاتھ پاؤں جکڑ دیے گئے ہیں -

ہمارا [illegible] سپاہیوں نے بڑی جرأت دلیری اور چالاکی سے میکیر اور عبدل وغیرہ کو گرفتار

[illegible]

لیا۔ یہ بات [illegible] آیا۔ جب سب مجبور اور ہشید کر لیے گئے۔ تانتیا ٹوپی نانا صاحب
کے پاس [illegible] گئے۔ نانا نے خشم [illegible] (ل) [illegible]

او ناشدنی محسن کش تیرا منھ دیکھنے کو جی نہیں [illegible] تا ہے
دور ہو سامنے سے میں سمجھ گیا میرے پیشوا ہو جانے پر تیرے سینے پر سانپ لوٹے گا۔ تیرے
منصوبے گاؤ خورد [illegible] گئے۔ اسی لیے تو میرے خون کا پیاسا ہو گیا ہے۔

تانتیا۔ پیر مرشد! میں دھوکے بازی اور فریب وہی [illegible]
[illegible]
اور اسی جوش میں آپ کو ساتھ لے کر اس کام میں مصروف [illegible] نہ تھی نہ اپنا
[illegible] میں سمجھتا تھا۔ آپ کی ہستی بہترین خیالات کا مجموعہ ہے [illegible]
اور قوم کے لیے سپر ہیں۔ اسی لیے میں نے آپ کو پیشوا بنانا چاہا۔ مگر افسوس آپ کی
ظاہری صورت اور [illegible]
[illegible] خود غرضی اور نفسانیت آپ کے خمیر میں ہے۔ [illegible]
قوم پاسداری کا مطلق خیال نہیں۔ آپ [illegible]
اس قدر بڑھ گئی ہیں [illegible] ذات سے ناممکن ہو گیا ہے۔ آپ [illegible]
نہیں ملک میں آپ کے اخلاق [illegible]۔ سارا ملک آپ کی
ذات سے بدظن ہو رہا ہے۔ [illegible] کا رخ بدل گیا ہے [illegible]
ہو گئی ہے۔ تو میں [illegible]
طرح اجازت ہی نہیں دیتی۔ کہاں آپ [illegible]
کے لیے جنگ پر آمادہ تھے اور جان و مال تک کی قربانی کرنا فخر سمجھتے تھے۔ کہاں ظالمانہ
وحشیانہ برتاؤ کا [illegible] رکھ کر قومی تاریخ میں اپنا نام بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ
ناکردہ گناہ میموں اور بچوں کی جانوں کو بحر فنا میں غرق کرنے والے ہیں۔ آپ کو ایسی
پاک طینتی اور حسن نیتی سے کام لینا چاہیے تھا۔ کیا ظلم [illegible] قوم انگریزی سے سر بر
ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اخلاقی قانون کی خلاف ورزی کرنا عظیم گناہ ہے۔ تانتیا آپ کے
ساتھ ہمدردی کا وعدہ کر چکا ہے۔ گو آپ اخلاق سے گرے ہوئے [illegible] کے مرتکب ہیں

آپ بیرحمی اور ظلم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے غریب میموں اور بچوں کے خون سے ہاتھ رنگنا چاہتے ہین آپ بھی تا نتیا آپ کی بھلائی چاہنے والا ہے اور اسی سبب سے وہ آپ کو ہوشیار کرنے آیا ہے - میرا دل چاہتا ہے کہ آپ بہادرون کی طرح شمشیر بکف ہوکر تیغ آزمائی کرین اور مخالفون کو رگڑ دے کر کشور کشائی کے جوہر دکھادیں - دیکھو غریب ہندوستانیون کی کشتی تباہ ہونے والی ہے افسوس ہندوستانی جنکی رگون مین وفاداری اور جان نثاری کا خون بھرا ہے - بدنام ہو جائین گے - قوم انگریزی اور دوسرے ولایت والے ہمیشہ مشکوک نظر سے دیکھین گے - میموں اور بچوں اور اُن انگریزون کو جو اس وقت تمھارے یہان پناہ گزین ہوئے ہیں اُن سے ساتھ بدسلوکی کرنا کتنا مذموم فعل ہے - اُن کی بددعا سر پر لینا کس نے کہا ہے - کیا ان ہزار دو ہزار سپاہیون کی مدد سے انگریزون کا مقابلہ کرنا آسان بات ہو - کیا اس قلیل جماعت سے آپ انگریزون کی سخت مٹھی مین دبا ہوا ہندوستان نکال سکتے ہیں - یہ خیام خیالی ہے بہر اسر غلطی ہے - مین بھی پونا ستارہ بلکہ تمام ہندوستان کے جنوبی ممالک سے مدد لے سکتا تھا اور آپ کی اعانت کر سکتا تھا - لیکن اب رنگ بگڑا دیکھ کر مین نے بھی ہاتھ کھینچ لیا - مین دیکھتا ہون آپ کی ذات سے بغاوت ضرور پھیلے گی مگر کامیاب نہو سکین گے - کیونکہ آپ میمون بچون اور انگریزون کو سبز باغ دکھا دکھا کر اپنے یہان جگہ دیتے ہین اور دغا سے انکی ہستی برباد کرنا چاہتے ہین - اسکا نتیجہ خلاف نکلے گا آپکو انگریزون سے جان بچانا دشوار ہو جائے گی - میرے خیال مین آپ ان حرکات سے باز آئین - اپنا اخلاق نہ بگڑنے دین - آپ کی قومی حمیت پر پانی نہ پڑنے پائے - اپنی شوکت وجبروت کو قائم رکھتے ہوئے ملک کی خدمت کرین - اتفاق کی ضرورت ہے - اتفاق سے کام لیا جائیگا تو انگریزون کو کالے کوسون تمام ہندوستان سے بھگادین گے - آپ اُنہین بزرگوں کی اولاد ہیں جنکی رگون مین حب قومی اور وطن پرستی کا خون جوش مار رہا ہے - جنھون نے کبھی مادر ہند کی عظمت مین بٹہ نہ لگنے دیا - جو سر کٹانے کے لیے موجود رہتے تھے - مگر اپنی قوم کا نام مٹانا نہین چاہتے تھے - میری رائے مین آپ فرزند ہند بنکر اپنا نام اچھال دین - اور انگریزون سے کبھی بدسلوکی نہ کرین جو جان کے خوف سے آپکے پاس پناہ لیے آئے ہیں - ان غداروں اور مخالفون سے بہانگ دُہل کر کشور کشائی کرین - اس صورت مین آپکا معیار

قایم ہو جائیگا - اور آپ ملک و قوم کے سچے جان نثار ثابت ہونگے -

تانتیا کی باتوں سے ناناصاحب کو طیش آگیا - بل مار بل کھا کر بولے -

" بس - چپ رہ - تیری باتیں سننا نہیں چاہتا - تو میری سطوت و جبروت میں رکاوٹ ڈالتا ہے - کیا میں تیرے لیے اپنی شخصیت مٹا دوں - اگر ہمارا ساتھ منظور ہے اور ملک کے لیے اپنی قربانی کرنا چاہتا ہے تو مینکیر اور عدل کو چھوڑ دے ان کی وجہ سے ہم اپنے کام میں سرسبز ہو سکیں گے - اور وہ کام کریں گے جو تجھ سے ہو سکیں گے - دشمن کو چھوڑنا کس نے کہا ہے - انگریز ہمارے دشمن ہیں - ان کو دغا فریب سے جسطرح ممکن ہو ہلاک کرنا ہی مناسب ہے - کیونکہ بزرگ کہہ گئے ہیں - افعی را کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمنداں نیست "

اتنے میں مینا وہاں آگئی - اس کے بے محابا آجانے سے ناناصاحب کو تعجب ہوا پوچھا - مینا اس اندھیری رات میں تو کہاں آئی - سمجھ گیا تیری ہی ذات سے ہمارے خفیہ کارروائیوں کا پردہ اٹھ گیا - تو نے تانتیا سے ملکر ہمارے بھید کھول دیے - تو میری لڑکی نہیں ہے - ہٹ میرے سامنے سے دور ہو -

مینا اس کا جواب نہ دیکر ناناصاحب کے قدموں سے لپٹ گئی اور رونے لگی - مگر نانا کے طیش کی حرارت بڑھتی ہی گئی پیشانی پر شکنیں - دماغ دود نخوت سے بھرا ہوا تکبر کی شیطانی ارواح جسم میں بیٹھی ہوئی تھی - ناناصاحب جھٹک کر الگ کھڑا ہو گئے - اس کے بعد زور سے آواز دی -

مردار ! گردن زدنی - دل چاہتا ہے اسی دم نار جہنم میں پھونکدوں - گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے - تو نے آج میرے دل پر وہ صدمہ دیا ہے جسکا بیان امکان سے باہر ہے آج سے تجھے اپنی بیٹی نہ سمجھونگا - کبھی عمر بھر ترا منہ نہ دیکھونگا - شیر مادر تیرے لیے زہر کیوں نہ ہو گیا - کاش جانتا کہ میرے دشمن تیرے دوست ہونگے تو بچپن میں زہر دیکر مار ڈالتا - خانہ خراب تیرے ہی ذات سے مجھ پر آفت آئے گی - نابکار تو نے ثابت کر دیا کہ جو کچھ میرے خیالات تیری نسبت تھے سب باطل تھے -

مینا نانا کی باتوں سے کچھ ایسی سہمی تاب نہ رہی چیخ اٹھی - اور بلک کر کہنے لگی -

پتا جی ! جب آپ جیسے ظلم کا پہاڑ ہی ٹوٹتا ہے تو بندی بھی نہا یت متعدی سے اسکی چوٹ

پھاٹک کھلنے کے لیے ڈیوڑھی پر دستک دی - پہرہ دار نے قلعہ میں نرسنگھا پھونکا - اور ساتھ ہی
ایک سنتری نے باقر خان کے پاس آکر پوچھا -

سنتری - تم کون ہو؟ کیا چاہتے ہو - ؟

باقر خان - ڈپٹی کلکٹر ہوں - میرا نام باقر خان رسالدار ہے - چند مفسدہ پردازوں
کو گرفتار کیا ہے جنرل ہیگ صاحب کے پاس لے جانا چاہتا ہوں - جا کے اطلاع دو کہ میکیر اور
عبدل مفرور رتندہ باغی دستیاب ہو گئے ہیں -

باقر خان کی باتیں سنکر سنتری چور دروازے سے اندر گیا اور اس کے کچھ دیر بعد ہی قلعہ کا
بڑا پھاٹک کسی کے دیدۂ انتظار کی طرح کھل گیا - کئی مسلح سپاہیوں کے ہمراہی میں
جنرل ہیگ صاحب باہر نکل کر آئے -

جنرل ہیگ - خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے تمہیں زندہ دیکھ رہا ہوں - ہمکو کچھ امید نہ تھی
ہم تو سمجھے تھے کہ کمبخت میکیر نے تمہاری ہستی برباد کردی ہوگی - خیر سے تم سلامت
بچ گئے - مجھے دیکھ کر بہت بڑی خوشی ہوئی -

باقر خان - ہاں حضور! اس کے [illegible] گیا تھا - ایک شخص کی مدد سے
میری جان بچ گئی اور انھیں کی وجہ سے ان دونوں باغیوں کی گرفتاری میں کامیابی
حاصل ہوئی - ان کے سوا اور بھی کئی یورپین سرکار کمپنی کے بدخواہ ہیں - وہ بھی خدا
کی عنایت سے پکڑے گئے ہیں -

میکیر کا نام سنکر جنرل ہیگ کو تعجب ہوا - پوچھا -
باقر خان! سچ کہو کیا درحقیقت میکیر گرفتار ہو گیا -

باقر خان - ہاں جناب! اس کے ساتھ ہی اور کئی انگریز بھی تو پکڑے گئے ہیں -

جنرل ہیگ نے اسی وقت چند سپاہیوں کو بلایا اور ان قیدیوں کو اندر لے گئے -
باقر خان بھی تانتیا کے سپاہیوں کو رخصت کر جنرل ہیگ کے ساتھ چلا گیا - جنرل ہیگ نے
ان مرہٹہ سپاہیوں کے بارے میں کئی دفعہ پوچھا کہ کس کی فوج کا دستہ ہے - مگر باقر خان
نے یہ کہکر ٹال دیا - حضور! ابھی انکا نام نہیں لینا چاہتا - کسی موقعے پر عرض کرونگا - مگر
یہ ضرور کہونگا وہ دور اندیش آدمی سرکار انگریزی کے ہوا خواہوں میں سے ہیں میں چاہتا
ہوں انگریزوں سے اور اُن سے رابطہ اتحاد و محبت قائم ہو جائے تو ملک کی ساری

بدامنی رفع ہو جائے گی۔

الغرض وہ رات تو اسی کشمکش میں گذری۔ نانا اور بیبا کی باتوں سے باقر خان کا دماغ گھوم چکا تھا خدا جانے بیچاری بیبا پر کیا گذری ہو۔ ساری رات ملک سے پلک نہ لگی۔ خدا خدا کرکے صبح ہوئی۔ جنرل ہیگ نے ملکہ لارڈ کیننگ کے پاس عصلہ دیل تار بھیجا۔

"دگارڈوں کی ساحبزادی بیبا کا قاتل فریڈ ڈاکو سیکیر اور اسکا ہمراز و دمساز دوست عدل اور دوسرے کئی باغی انگریز گرفتار ہو گئے ہیں۔ بغاوت آمیز خبروں کی دھوم مچی ہوئی ہے ظاہر ہوتا ہے غالباً وہی چار پرور سکے اندر غدر مچنے والا ہے۔ سیکیر کی گرفتاری سے امید پڑتی ہے کہ ہی باغیوں کے چھکے چھوٹ گئے ہوں۔ ممکن ہے بغاوت کی آگ دست سمٹ کر بیٹھ جائے۔ سیکیر کی گرفتاری سے نانا کا دامہا مار دو ٹوٹ گیا۔ سیکیر ہی باغیانہ خیالات کی جڑ ہے۔ اسی کی وجہ سے ملک میں بےچینی پھیلتی رہی یا باکل باغیوں کا سرغنہ ہی تھا۔

جنرل ہیگ اور انگریزی سلطنت کا ہوا خواہ

باقر خان رسالدار

اُسی روز شام کو دہلی سے خبر ملی کہ باغیوں کا لشکر کانپور کی جانب روانہ ہو چکا ہے۔ شہر کے شہر غارت ہوتے جاتے ہیں۔

اس بد خبر سے جنرل ہیگ اور باقر خان رسالدار کے ہوش اُڑ گئے۔ قلعہ میں جتنے افسر تھے گھبرا اٹھے۔

تیسواں باب

باغیوں کی نقل و حرکت

آج صبح سے باقر خان رسالدار سرکاری فوج کا معائنہ کر رہے گئے ہیں وہ دیکھ جاتے ہیں کہ ہندوستانی فوج میں کچھ بدنظمی تو نہیں پھیلی۔ مگر وہاں عجیب ہوسرباخبریں سنے میں آئیں یا صاحب کانپور میں اپنے دم بھاتے ہیں۔ مسز ایپادہ فوج کے طور و طریق دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ بیگل رجمنٹ باغی ہو گئی ہے۔ اور وہ وقت بہت قریب آ گیا ہے جب یہ سرکار انگریزی کے خلاف تلواریں سونتے ہوئے نکل پڑے اور اپنے دلی ارادوں کے پورا کرنے میں غریب انگریزوں۔ اور ان کے بال بچوں پر ٹوٹ پڑے پھانسی کی

رانی نے بھی اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اور گوالیار کی فوج جو اس بغاوت کو فرو کرنے والی تھی
رانی جھانسی سے مل گئی ہے ان مفسدین انگریز عالیوں۔ یہ باقر خاں کے ہوش اڑ گئے۔ وہ سمجھ گئے
کہ کانپور میں انگریزوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اور یہ بن کے ہمدرد ہیں اس لیے انکا بچنا بہت
مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی وہ سیدھے جنرل ہیگ کے پاس پہونچے
اور عرض کیا۔ حضور ہندوستان کی سب اقوام سکھ اور مرہٹہ کی فوج بگڑی ہوئی ہے۔ سب
ملکر سرکار کی مخالفت پر آمادہ ہیں مگر جنرل ہیگ کو باقر خاں کی بات کا اعتبار نہ ہوا۔ جواب دیا
ابھی تک تو ہر طرح کا امن ہے۔ ایسی کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی جس سے کہا جائے کہ سرکاری
حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ باقر خاں خاموش رہے مگر بعد کو انہیں کا کہنا راست آیا۔
جنرل ہیگ کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑا اگر باقر خاں کے کہنے کے مطابق فوجی رسالوں سے
ہتھیار لے لیتے تو ممکن تھا فساد کی آگ شاید اس قدر نہ بھڑکتی اور یہ شورش فرو
ہو جاتی۔

باقر خاں کوئی ۸ بجے صبح قلعہ سے واپس ہوئے۔ راستہ میں داروغہ پولیس سے ملاقات
ہوئی۔ داروغہ نے ایک خط دیکر عرض کیا کل ایک سنیاسی لے آیا تھا آپ سے ملاقات نہ ہونے
کے سبب یہ خط دے کر چلتا ہوا

خط انگریزی میں تھا۔ سنیاسی کا آنا سنکر خاں صاحب سمجھ گئے نانا ٹوپی ہی ہونگے۔
ان کے سوا اور کوئی دوسرا کیوں آنے لگا۔

خط کھولکر دیکھا اس میں لکھا تھا۔

"نانا صاحب کی میری باتوں پر کان نہ دیجیے۔ ہوشیار رہنا۔ کانپور میں بہت بڑا ہولناک
طوفان اٹھنے والا ہے۔ ہر طرف سے باغی فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ جنرل ویلر اور دوسرے
باغی لوگوں کی حفاظت رکھنا کیونکہ وہ خود غرض اور افترا پرداز باغیوں سے مل سکیں"

خط پڑھکر باقر خاں نے سوچا۔ نانا کی گرفتاری ہو جاتی تو باغیوں کے حوصلے پست
ہو جاتے۔ مگر ساتھ ہی عزیزہ بینا کا خیال آگیا نانا کے گرفتار ہو جانے سے سرکار انہیں پھانسی
پر لٹکا دے گی کیونکہ سوائے اس سزا کے انکے لیے اور کوئی سزا تجویز نہیں ہو سکتی تاہم
بھی انکی گرفتاری سے بے ہوش ہو سکے گی اور بینا پر تو بالکل ہی کلیجہ پھٹ پڑیگا۔ اور ایسے وقت نانا
کی گرفتاری سے ہاتھ کھینچنا بھی بغاوت کو اشتعال دینا ہے جب تک یہ قید نہ کر لیے جائینگے

شورش بڑھتی جائے گی۔ مناسب ہے انہیں حراست میں لے کر اپنے پاس رکھو جس وقت
ملک میں امن ہو جائے رعایا اصول حکومت کی پابند ہو جائے جب یہاں کا دور ہوں شورش ختم، رہا
کر دیئے جائیں۔ رانیا کی بھی رائے لے لینا مناسب ہے۔ جو کہ نانا کو اپنی ہی نگرانی میں رکھنا
ہے۔ ممکن ہے میری یہ کارروائی انہیں پسند آ جائے۔

اس خیال کے ذہن میں ہوتے ہی باقر خان نے اسی وقت ایک خط رانیا کے نام لکھا اور
داروغہ کے ہاتھ بھیج دیا اور سمجھا دیا کہ فلاں مقام پر تانیا سے ملاقات ہو سکے گی۔ یہ خط
تنہائی میں انہیں دینا اور جو کچھ جواب دیں فوراً حاضر کرنا۔ اور وہ لڑکی یاد کرا دے جس کے اشارے
پر وہ تانیا سے ہر حالت میں مل سکتے ہیں۔

داروغہ کی رخصتی کے بعد باقر خان نے کچھ کھا پی کر آرام کیا۔ تین بجے کا وقت آ گیا
ابھی تک داروغہ پلٹے نہیں۔ سب زیادہ الجھن ہوئی۔ اٹھ کر وردی پوشاک پہنی اور کرچ لگا
گھوڑے پر سوار ہو قلعہ کی طرف باگ موڑ دی۔

راستے میں داروغہ سے ملاقات ہوئی۔ باقر خان نے پوچھا کہو دوست کیا خبر ہے۔ تانیا
سے ملاقات ہوئی۔ اُسے جواب دیا حضور وہ نانا کے رازوں کو ظاہر کرنے والے نہیں
اور نہ اُنکا پتہ نشان ہی بتانا چاہتے ہیں۔

باقر خان — خیر جانے دو۔ دیکھا جائے گا۔ تم کو اب جا کے وردی پوشاک سے لیس ہو کر
قلعہ میں آ جاؤ۔

یہ کہکر باقر خان نے گھوڑا بڑھایا۔ کانپور میں نانا صاحب کا ایک مکان تھا۔ اس میں
انگریزوں کے بچے کچھے افراد تھے۔ بڑے بڑے عہدے دار انگریز اور انکی بیبیاں اس
مکان میں پناہ گزین ہوئی تھیں۔ نانا انہیں ہر طرح کا آرام پہنچاتے تھے۔ رسد کا کافی انتظام
کر دیا تھا۔ اور اس بات کا وعدہ کر لیا تھا کہ غدر فرو ہو جائے اور ملک میں سلطنت بیٹھ جانے
کے بعد وہ حفاظت سے الہ آباد پہنچا دیئے جائیں گے۔

جس وقت کانپور پر آشوب ہو گیا اور فتنہ و فساد کی آندھیاں چلنے لگیں۔ نانا نے
اس مکان میں آمد و رفت کم کر دی تھی۔ اس لیے باغیوں کو اس بات کی ضرور تشویش
ہو گئی کہ نانا کا کوئی خاص خادم نہیں کہاں تلاش کی جائے۔

کوئی [illegible] بجے تیرہ کے محل میں [illegible] صاحب قلعہ میں وارد ہوئے۔ [illegible]

حالت میں ہیں اس لیے اُن کے پاس گئے۔ باقرخان پر نظر پڑتے ہی میکپیر آگ ہو گیا باقرخان بھی اُس پر حقارت آمیز نگاہ سے نظر ڈالتے ہوئے دوسری طرف متوجہ ہوئے۔

میکپیر خشونت آمیز لہجہ میں بولا۔ اوہ اس خونخوار درندے کی صورت پھر دکھائی دی اسی رہزن کی بدولت آج میں اس بلا میں پھنسا ہوں۔ کاش میرا دستہ پاس ہوتا تو اس کمبخت کی بوٹیاں ہی نوچ ڈالتا۔

باقرخان نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ سر جھکائے ہوئے سیدھے جنرل ہیگ کے کیمپ کی طرف گھوڑا بڑھایا راستے میں داروغہ سے ملاقات ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا مرہٹہ قوم کے سردار تانتیا قلعہ کے مشرقی طرف ایک وسیع جنگل میں مقیم ہیں۔

باقرخان نے پہلے جنرل ہیگ سے ملاقات کی اور پچاس ہمراہ سکھ سواروں کے رسالے سے تیس قوی ہیکل سکھوں کو منتخب کر کے ساتھ لیے اور تانتیا ٹوپی سے ملنے کے لیے جنگل کی طرف گھوڑے کڑکا دیے۔ داروغہ پولیس بھی فرس تدبیر پر سوار ہمرکاب رہا۔

مگر افسوس تمام صحرا سے پرخار کی گرد چھانتے چھانتے عاجز ہو گئے تمام جھاڑیاں اور تمام چور گھاٹیاں دیکھ ڈالیں کہیں کسی متنفس کا پتہ نہ لگا۔ اردگرد کے مضافات۔ دیہات بستیاں کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں تلاش نہ کی گئی ہو۔ سب بے سود ثابت ہوئیں۔ تانتیا کا سراغ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ ناچار سب کے سب بے نیل مرام واپس آئے۔ باقرخان نے کہا چلو نانا کے مکان پر چلیں اور دیکھیں شاید کوئی اس مطلب کا آدمی نکل آئے۔ وہاں تو عجیب ہی گل کھلا پایا۔ کل تک جس مکان میں ہیموں بھجون کی چہل پہل تھی آج وہاں ایک متنفس بھی نہیں یا الٰہی یہ کیا معاملہ ہے طرح طرح کے فاسد خیالات دل میں گزرنے لگے۔ کیا واقعی "تانتیا کا کہنا درست ہے۔ کیا نانا کے دل میں بیٹھی ہوئی عداوت انگریزوں اور اُن کی ہیموں بھجون کی بربادیوں کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ایسا تو نہیں سب کو تہ تیغ کر دیا ہو اور لاشیں گنگا میں ڈلوا دیں۔ اگر ایسا ہے تو غضب ہو گیا۔

اس کے بعد باقرخان نے نظر اُٹھا کر محل نشینان فلک کے چہروں پر نگاہ ڈالی اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر کہا

میرے پیارے دوستو اب ہمیں ایک دوسرے سے رخصت ہو جانا چاہیے کیونکہ رات زیادہ آ گئی ہے۔ زندگی ہے تو کل پھر ملیں گے اور ہم سے سرکاری کام میں مدد لیں گے۔

اور اپنے دلی حوصلوں کے نکالنے کی فکریں کون کرے گا۔

ابھی باقر خاں کی گفتگو ختم ہوئی تھی کہ دفعۃً دھنا دھن! دھنا دھن! توپوں کی گھن گرج آوازیں آنے لگیں

ان وفاداروں کی روحیں سلب کر دیں۔

باقر خاں نے پلٹ کر دیکھا معلوم ہوا قلعہ کی جانب سے آواز آ رہی ہے۔

نانا کا محل قلعہ سے دو کوس کی مسافت پر تھا۔ باقر خاں نے ساتھیوں کو رخصت کیا

اور خود قلعہ کی جانب عنان عزیمت معطوف کر دی۔

اتنے میں آٹھ بج گئے۔ شہر سے جتنا قریب ہوتے جاتے ہیں اتنا ہی شور و شیون

مردوں عورتوں کی چیخ پکار کا نظارہ بیش ہوتا جاتا ہے۔ عجب شورش ہے عجب ہنگامہ ہے

لوگوں کو اپنی اپنی جانوں کی پڑی ہے۔ ماروتوں کی باڑھیں پر باڑھیں ہو رہی ہیں اور

معصوم بچے عورتیں سہمے ہوئے خدا سے دعا مانگ رہے ہیں یا اللہ ہمارے سروں سے

اس مصیبت کو ٹال۔

باقر خاں سر ہو گئے۔ بغاوت کی آگ بھڑک ہی گئی۔ سوچا ایک نہ ایک دن مرنا

لابدی ہے سرکار کے حق نمک سے کیوں نہ ادا ہو جائیں۔

اس عرصے میں معلوم ہوا کہ بتیس ۳۲ سو کی رجمنٹ میں سے صرف ۳۲ جانباز سکھ قلعہ کی

طرف دھا دا مارتے چلے جاتے ہیں۔ بستروں سے سرکاری خیر خواہی کا رنگ جھلک رہا ہے

راستے میں شہر سے بھاگتے ہوئے کئی ہی آدمی دکھائی دیے۔ جن سے معلوم ہوا کہ رعایا

کی جان و مال و آبرو پر بجلیاں ٹوٹ رہی ہیں۔ باغیوں نے لوٹ مار مچا دی ہے۔

باقر خاں داروغہ کے ساتھ ساتھ قلعے کے سامنے آ پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں پھاٹک سامنے ہے

اور سامنے لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ اس وقت بھی قلعہ کے برج پر جلے پر باغیوں کے

گولے برس رہے تھے۔

باقر خاں نے جیب سے نکال کر بگل بجایا۔ کچھ دیر بعد ایک انگریزی تلنگا جمعدار بھی

قلعہ کی دیوار پر آ کر کھڑا ہو گیا اور آواز دی فوج میں تلاطم برپا ہے۔ نمبر ایک رسالہ باغی ہو کر

نواب گنج کی طرف چل دیا اور اپنے ساتھ میکیسر عبدل اور دوسرے قیدیوں کو بھی لیتا گیا۔

میکیسر کی فراری سنکر باقر خاں کے ہوش دنگ ہو گئے۔ زیادہ ٹھہرنا فضول سمجھ کر داروغہ

کے ساتھ دس تلنگوں کو اپنے مکان کی حفاظت کے لیے بھیجا اور کچھ تلنگوں کی ہمراہی میں

مسٹر گارڈن کے بنگلے کی راہ لی۔

چوبیسواں باب

پھر مصیبت

گارڈن کے مکان پر جاکے دیکھا۔ سناٹا برس رہا ہے آدمی کا نام نہیں۔ سپاہیوں کو تاکید کرکے کہ آنے والی بلاؤں سے اطلاع دینا۔ باقر خان زینے کی راہ سے مس روز کے کمرے میں گئے۔ وہ کمرہ بھی خالی پڑا تھا۔ اور سرآمدہ کے پرچے پرچے ہو گئے تھے۔ باقر خان کو اب اور بھی وحشت ہوئی۔ کیا یہاں بھی باغیوں نے گولہ باری کی ہے۔ مسٹر گارڈن اور مس روز کہاں گئیں۔ ایسا تو نہیں مفسدوں کے ہاتھ میں پڑ گئے ہوں۔ مس روز کے کمرے سے نکلکر خانصاحب بہادر مسٹر گارڈن کی نشستگاہ میں آئے۔ کمرہ بدستور سجا تھا۔ ہر چیز قرینے سے لگی ہوئی تھی۔ لیکن روز اور گارڈن دونوں میں کسی کا پتہ نہیں۔

کیا میکیر باغیوں سے ملکر پھر یہاں آیا۔ کیا اُس قسی القلب کے ہاتھ میں پھر دونوں پڑ گئے۔ ہائے اب کے دفعہ کبھی زندہ نہ چھوڑیگا۔ افسوس اس مکان کی چہل پہل کو خدا جانے کیا صدمہ پہونچا ہے کہ کسی آدمی کے سانس لینے تک کی آواز نہیں آتی۔ ایک عجیب اداسی چھائی ہے۔ ہر کمرے میں حسرت سی برس رہی ہے۔ ہائے بڑا غضب ہو گیا۔ پیاری روز! تیری بدقسمتی پر بہت ہی تاسف ہو رہا ہے۔ میکیر نے تیرے آرزومند دل کو بہت ستایا ہوگا۔ جب اُسکی حرکتوں کا خیال آتا ہے بے ساختہ کلیجہ پر ایک سانپ سا لوٹ جاتا ہے۔ روز تیری مصیبتوں کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ بھلا یہ امید کہاں کہ تیری جان میکیر کے ظالم ہاتھ سے بچی ہو۔ تیری زندگی کے ساتھ اب اُن مصیبتوں کا بھی خاتمہ ہو جائیگا جو ابھی تک تیرے سر پر پڑی ہوئی ہیں۔

باقر خان فکر و انتشار کے مرکز بنے ہوئے کچھ دیر کمرے میں ٹہلتے رہے۔ اتنے میں اُنکی نظر ایک میز پر پڑی۔ اُسکی بغل میں خون سے لتھڑا ہوا بدنصیب اسٹیفن خاک مذلت پر پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ باقر خاں کو تاب کہاں تھی۔ لپک کر پاس آئے اور اسٹیفن کو اُٹھانا چاہا۔ دیکھا کل کپڑے خون سے شرابور ہیں۔

بمشکل تمام زخمی اسٹیفن کو اٹھا کر بٹھایا - سینے پر ہاتھ رکھا - سانس کی رفتار مدھم پڑ چکی تھی
اور اسقدر کمزوری تھی اگر انہیں سہارے سے بٹھائے نہ رہتے تو گر ہی پڑتے - بدن
زخموں سے چور تھا - خون کے سوتے جاری تھے باقر خاں نے اپنے ساتھی ملنگوں کو
آواز دی - انکی مدد سے زخموں پر پٹیاں چڑھائی گئیں - اور پھر کوچ پر لٹا کر اوپر سے چادر
ڈال دیا

ایک ملنگ نے پانی سے منہ پر چھینٹے دئے - اسی طرح قریب قریب نصف گھنٹے تک
دیکھ بھال ہوتی رہی - اب اسٹیفن نے آنکھیں کھولدیں - انکی بیقراریوں اکھڑی
سانسوں اور دوسری حالتوں کو دیکھتے ہوئے یہ کہنے میں تامل نہیں ہوسکتا کہ عالم خیال
کے وسیع میدان میں پہونچتے ہی انکا رخ اس طرف پھر گیا ہوگا - جدھر مس روز
کے موجود ہونے کی آرزو نے انہیں حیرت دی ہوگی - اسٹیفن کی آنکھیں ٹکٹکی لگائے ہوئے
کمرے کے چاروں گوشوں پر دوڑ لگا رہی تھیں کہ دفعتہً باقر خاں کی صورت پر نظر پڑ جانے
نے انہیں متحیر کر دیا - اور چاہا اٹھ کر بیٹھ جائیں کہ باقر خاں نے جلدی روک دیا - اور مسکرا کر
کہا -

نہیں نہیں - جناب کیا غضب کر رہے ہو - اور وہیں پاس پڑی ہوئی کرسی پر
بیٹھ کر پوچھا -

"مزاج کیسا ہے"

اسٹیفن - جو دم ہے غنیمت ہے - آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں -

باقر خان - قلعے سے آرہا ہوں - راستے میں مجھے کوئی بھی نہیں ملا - کیا میکیٹ نے پھر اگر
آپکے ساتھ اس قسم کی بیجا حرکت کی -

اسٹیفن - ہاں صاحب! بدقسمتی سے انکی میکیٹ عبدل معہ کئی ہی سپاہیوں کے
یہاں آئے اور مس روز اور پھر حملہ کیا میں نے روز کی حفاظت کے لیے جان لڑائی تھی
مگر کوئی ہتھیار نہ ہونے سے میری کوششوں پر پانی پڑ گیا - مجھے زخمی کرکے چلا جانے روز اور
جمیس کو وہ لوگ کہاں پکڑ لے گئے -

باقر خان - جمیس کون ہے؟ میں نے تو آجتک اسکا نام ہی نہیں سنا - کیا روز کا
کوئی رشتہ دار ہے -

آسٹیفن - (کچھ لبیدگی کے ساتھ) میں اُس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا - ہاں یہ ضرور سُنا ہے کہ وہ روہر کا خالہ زاد بھائی ہے -

یہ کہہ کے سٹیفن پھر لیٹ گئے - زخموں سے پھر خون جاری ہوگیا - باقر خاں نے پٹی کھولکر دوسری بدلی اور خوب کس کر باندھ دی -

اس کے بعد دو تلنگوں کو حکم دیا سٹیفن صاحب کو قلعہ میں پہنچا دو -

سٹیفن کو اللہ کے توکل اور پاہیوں کے بھروسہ پر چھوڑ کر گارڈن کی تلاش کرنے لگے نیچے ایک کمرے میں دیکھا گارڈن بیٹھے ہوئے ہیں - اور کمرے میں کوئی نہ تھا - سب بھائیں بھائیں کر رہے تھے -

انکی حالت صاف بتا رہی ہے کہ وہ بھی کسی کی وحشیانہ سلوکوں کا شکار ہو چکے ہیں - روحانیت ہی بدل گئی ہے - باقر خاں سے پہلے پہچانا نہیں - بہت دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو گارڈن صاحب ہیں - چہرے مُہرے سے کمزوری ٹپک رہی ہے - کسی اندرونی جانگزا خیال نے بہت ہی متوحش کر رکھا ہے - باقر خاں کو دیکھ کر بھی انکی زبان سے کچھ نہ نکلا - ویسے ہی چُپ چاپ بیٹھے رہے - افسوس رہا کہ جانا پہچانا ہونا بھی کیا بُری چیز ہے - باقر خاں کی آنکھوں سے گارڈن کی مغموم حالت دیکھی نہ گئی - وہ انتہا درجہ کے رقیق القلب آدمی تھے ٹپ ٹپ آنسو نکل پڑے پھر اپنے شکستہ دل کو سنبھالکر بہت ہی استقلال سے پوچھا -

جناب اور بائے مسس گارڈن کا کیا حال ہے -؟

گارڈن باقر خاں کے چہرے کو بغور دیکھتے رہے مگر جواب کچھ نہ دیا - انکے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوا گویا پاگل ہو گئے ہیں -

باقر خاں پھر اور قریب گئے - مگر گارڈن صاحب کے نہ پیکر جسم کو اور نہ زبان کو حرکت ہوئی - خاموش بیٹھے رہے - انکی ظاہری صورت سے پایا جاتا تھا کہ دل ہی دل میں جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اس شعر میں ادا ہو سکتا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ

باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

اتنے میں خانصاحب کے تلنگے ایک پالکی لے آئے - پالکی اُٹھانے کے لیے

دو کہاروں کو مہیا کر سکے پاس ہو سکے تھے کیونکہ اس عالمگیر غدر کی وجہ سے سارا شہر خالی ہو گیا تھا۔ اہل شہر آوارہ گردی کی مصیبتیں اٹھا اٹھا کے دیہاتوں میں جان بچانے نکل چلے تھے۔ سیکڑوں بلکہ ہزاروں معمور گھروں میں ایسی منحوس جھاڑو پھر گئی تھی اور ایسے برباد ہوئے تھے کہ ان میں سوائے خاک اڑنے کے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ بہت سے خاندان اس کمبخت غدر کی طوفان سے ایسے مٹے ہیں، ایسے برباد ہوئے کہ پھر ان کا کھوج پتا ہی نہ لگا۔

اب سنیے ہمارے خان صاحب نے سوچا زخمی اسٹیفن کو پالکی میں ڈال کر قلعہ میں پہنچا دوں وہیں ان کی تیمارداری ہو سکے گی۔ اور اس جھگڑے میں کسی طرح بچ بھی سکتے ضرور ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ خان صاحب اس بات کا تہیہ کر کے بالاخانے پر گئے۔ اسٹیفن ہوش میں تھے۔ انھوں نے پوچھا آپ کو کچھ علم ہے مس گارڈن کہاں ہیں؟ گارڈن صاحب کے ہوش اس ہی نہیں ہیں وہ تو نہ کچھ بولتے ہیں نہ چالتے۔ صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جواب میں جو سنا اس سے خان صاحب کو صدمہ ضرور ہوا لیکن تعجب کچھ بھی نہ تھا۔ کیونکہ مس گارڈن جس روحانی تکلیف سے دن کاٹ رہی تھیں اس حالت میں انکا جانا ہی اچھا تھا۔ یہ عالم دستور تھا اور گارڈن بھی اگر ایسے ظالم ساعتوں سے نجات پا سکتی ہیں تو موت ہی سے پا سکتی ہے۔ ایک ماتم ہو تو کہا جائے۔ اول تو انکی پیاری دختر سلیا کا چراغ زندگی بیا پیر کے ظالم ہاتھوں نے خاموش کر دیا۔ مس گارڈن نے بھی ساتھ چھوڑ کر راہ عدم کی راہ لی۔ ان سب باتوں پر سر زور کی گم شدگی کا غم اور اضافہ ہو رہا ہے۔ اور بیچاری پر ظالم میکیفر اور جفاکار بدل کی بدعتیں۔ گارڈن صاحب کے لیے سوہان روح سے کم نہیں معلوم ہوتا تھا جسم خاکی کے قفس کی تیلیاں توڑ کر مرغ جان پھڑپھڑا کے نکل ہی جائے گا کیونکہ زمانے کی سیاہ پنجے نے ان کے خانہ ہستی کو برباد کر دینے کی ٹھان ہی لی ہے ان کے پاس کوئی ایسی سپر ہی نہیں ہے جو زمانے کے وار حملوں سے بچا لیتی۔ ایسی حالتوں میں اگر وہ پاگل ہو گئے تو تعجب ہی کیا ہے۔؟ خیر سے ابھی تک زندہ ہیں یہی غنیمت ہے۔

خان صاحب کہاروں سے کوچ اٹھوا کر جس پر اسٹیفن بیٹھے ہوئے تھے نیچے لائے اور پالکی پر سوار کرا دیا اور گارڈن کو بھی اپنے ساتھ لے چلنے کا انتظام کر لیا اور وہاں سے قلعے کی طرف روانہ ہوئے

مسٹر گارڈن کے سر بدار رسالہ ہی خدا جانے کہاں غائب ہو گئے تھے - اُنکے پلٹنے کی کوئی امید نہ تھی - اس لئے اُنکا انتظار بے سود سمجھا

جس وقت اس قافلے کو لیے ہوئے ہمارے خانصاحب، قلعہ میں ہوتے گھڑیالی نے آٹھ بجا دیئے - یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جبتک محل ہیں نہ خود آکر خانصاحب سے دوچار باتیں نہ کرلیں اور انھیں یہاں نہ لیا - خانصاحب کو باہر ہی ٹھہرا رہنا پڑا - گارڈن کے بنگلہ سے اور انگریزی قاعدہ تک کوئی غیرمعمولی بات قابل تحریر پیش نہیں آئی -

خانصاحب بہادر نے مسٹر اسٹیفن اور گارڈن کو قلعے کے کسی وسیع کمرے میں اُتار دیا - کئی پہرہ اور خانساماں کو خدمت کے لیے ہر وقت حاضر باشی کا حکم دیا اور خود کئی تلنگوں کو ہمراہی میں لیکر اپنے بنگلے کو مراجعت فرمائی -

بنگلے کے قریب لمبا تڑنگا ایک سپاہی زیر نخل ٹھہرے ہوئے کسی کا انتظار کر رہے تھے - باقر خان کی صورت دیکھتے ہی آواز دی!

میاں باقر خان؟ ذرا ادھر تشریف لانا -

باقر خان آواز سے روشناس تھے - میاں سے گئے "بتا ندیا لوٹی ہیں - تا بتیا لوٹی" لے کہا -

شیر دل بہادر! میرا ایسا ہی خیال تھا، جو سوچا تھا وہی ہوا - سب رو رو اچھر پیکر کے سنگین پیچوں میں پھنس گئی - ابھی ابھی گارڈن کے مکان سے آرہا ہوں - تمام بنگلہ بھائیں بھائیں کر رہا ہے - کوئی آدمی دکھائی نہ دیا - میرے خود سپاہی نصبانت کر دیے تھے اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ زخمی اسٹیفن اور وحشی پاگل گارڈن کو آپ قلعے میں لے گئے ہیں میری دانست میں وہاں بھی اُنکی خیریت نہیں - بلکہ رجمنٹ اور کئی ہندوستانی رسالے باغی ہو کر قلعے سے نکل گئے ہیں - اور یقین ہے کہ اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی انگریزی حکومت سے برداشتہ خاطر ہو جائیں اور انگریزوں کی ٹکابوٹی کر دیں - میں اسی لیے آیا ہوں کہ تمہیں ہوشیار کر دوں اُن بیچاروں کی جان بچانا ہو تو دوسرا انتظام کرو - قلعے میں رکھنا ٹھیک نہیں - میں سراج الدین محمد ظفر بادشاہ دہلی سے ملنے جا رہا ہوں - یقیناً کل علی الصباح یہاں سے چل دونگا

باقر خان - یہ تو سراسیمہ فضول سنائی کیا کہیں دہ کو ... اُٹھ - ہاں

اس کی اصلی زندگی کا تو سویرا ہی ہے۔ ظالم ملکیر کبھی اسے جیتا نہ چھوڑے گا۔ حضرت سلامت
اگر آپ اس پر آشوب زمانے میں جبکہ چاروں طرف غدر مچا ہوا ہے کانپور میں رہتے تو
غریب اسٹیٹ اور گارڈن کی زندگی ہو جاتی۔ ورنہ ممکن ہے باغی لوگ ان بیچاروں کا خاتمہ
کردیں۔

تانتیا۔ ڈیر باقر! یہاں رہنے سے میرے صدہا کاموں میں رخنے پڑ جائیں گے۔ اس لیے
میں ٹھہر نہیں سکتا۔ ہاں دلی سے تمہارے جانے وقت کسی مقام پر ملاقات کروں گا۔ روز
کی تلاش میں میں نے اپنے جاسوس مقرر کر دیے ہیں۔ وہی اسٹیٹ اور گارڈن کی بھی
نگرانی کرتے رہیں گے۔ جہاں تک ہوگا ہمارے جاسوس آپکی خبر رکھیں گے اور باغیوں
کے ہاتھ سے بچاتے رہیں گے۔ میرے آدمیوں کو جس وقت روز کی خبر لگے گی وہ آ
تمہیں اطلاع دیں گے۔

باقر خان نے پھر کوئی سوال نہ کیا۔ تانتیا ٹوپی چلے ہوئے۔ باقر خان کو رما کا خیال آیا
خدا جانے اسکے ساتھ اس کے ظالم باپ نانا نے کیا برتاؤ کیا ہوگا۔ مگر ساتھ ہی اس بات
سے تسلی ہوگئی کہ تانتیا دور اندیش آدمی ہیں۔ وہ رما کو ساتھ ہی لے گئے ہونگے۔ ظالم
باپ پاس کبھی نہ چھوڑ جائیں گے۔ اور عجب نہیں اسوقت پھر رما ہی کے پاس جاتے ہوں
اور اس حالت میں اگر انکا تعاقب کیا جائے تو ممکن ہے نانا کے ٹھکانے کا سراغ اور رما کی
بود و باش کا پتہ بھی لگ جائے۔ اور رما کے حال سے بھی کسی قدر واقفیت ہو۔ رہے تانتیا
کے طریقوں سے واضح ہو گیا ہے وہ رما کی عزت مشتہر کرنا نہیں چاہتے اور نہ اس کے
بھیدوں کا پتہ دے سکتے ہیں۔

باقر خان اپنے مکان کا جانا ملتوی کر کے تانتیا کے دنبال میں چل کھڑے ہوئے
ساتھیوں سے کہتے گئے کہ تم لوگ بھی صورتیں اور رنگ بدل بدل کر میرے پیچھے پیچھے آؤ
مگر دور دور رہنا۔

اسوقت باقر خان فوجی لباس میں نہ تھے بلکہ معمولی پیرایہ ہندوستانی رئیسوں کا
نہایت پسند آیا۔ چکن کا جامہ۔ غرارے دار پائجامہ زیب جسم۔ تلہ سر پر۔ گھیلا جوتا پاؤں میں
جریب ٹیکتے ہوئے روانہ ہوئے۔ حالانکہ نانا کی گرفتاری منظور تھی پھر بھی نانا کے دلی ارادوں
کی تھاہ لینا لازمی تھی۔ اس لیے خاص سبب کو یہ لے رہیں کہ نانا میں نانا سے

ملنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

کوئی ایک گھنٹہ برابر تانتیا کے تعاقب میں قدم اٹھا رہے۔ ادھر تانتیا ہوا کے گھوڑے پر سوار ادھر خان صاحب سمند عزیمت پر پہلو ریز۔ دونوں برابر دوڑ رہے ہیں کوئی کہیں نہیں رُکتا۔ کسی کو دم لینے کی فرصت نہیں دونوں اپنی اپنی دُھن میں قدم اٹھا رہے ہیں۔ خدا خدا کر کے بستی سے نکلے صحرائے پُرخار میں گذر ہوا راستے میں بہت سے باغ۔ پارک تفریح گاہیں۔ اسلحہ خانے۔ میگزین چھاؤنیاں گودام۔ تاجروں کی کوٹھیاں دیکھنے میں آئیں۔

صحرائے پرخار کے وسط وادی میں ایک برگد کے چھتنار سے درخت کے نیچے پہونچکر تانتیا ٹوپی نے ادھر اُدھر غور سے دیکھا اور دیکھنے کے بعد سڑک کے کنارے اُترے اور ایسا راستہ اختیار کیا جو رات تو رات دن کو بھی اچھی طرح سمجھ میں نہ آسکتا تھا۔ یہ راستہ سیدھا نہ تھا۔ بلکہ علاوہ اُس نشیب و فراز اور چکروں کے جو دو چار دفعہ آنے جانے والوں کی سمجھ میں نہیں آسکتے تھے اس بلا کی جھاڑیوں اور درختوں کے بیچ سے گذرا ہوا تھا جنکی پوری پوری کیفیت بیان کرکے ہم خود اپنے ناظرین کو نہیں بتا سکتے کہ وہ کونسا مقام تھا۔ ادھر باقر خان بھی جا بجا تھم تھم کر دیکھتے جاتے اور بعض بعض جگہ کسی طرف دو چار قدم بڑھکر بھی راستے کی پیچیدگیاں دیکھ لیتے تھے یہاں تک کہ ایک مقام پر دور تک گھنے درختوں کے جنگل میں جانے کے بعد یہ ایک چھوٹے سے تالاب کے قریب جا نکلے۔ جہاں اندھیری رات میں جوش ہو ہو کر چلانے والے مینڈکوں کی صداؤں نے بہت ہی ہلڑ مچا رکھا تھا۔ اس تالاب کے کنارے پر کھڑے ہو کے تانتیا ٹوپی نے نگاہیں دوڑائیں اور اپنے داہنے ہاتھ کی طرف دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھے۔ واہ کہاں کا کہاں آنکلا۔ باقر بھی ہر مقام پر جاسوسی کر رہے تھے۔ سایہ کی طرح زبردستی تانتیا کے دل ارادوں کی تھاہ لیتے رہے۔

ادھر تانتیا نے تھوڑی دور تک تالاب کے کنارے کنارے جانے کے بعد پھر درختوں کے کنج میں داخل ہو کر ایک میدان میں قدم رکھا۔ ادھر باقر خان نے نقش قدم پر قدم رکھتے ہوئے ساتھ نہ چھوڑا۔ جو دونوں میں آدھے فرلانگ کا فاصلہ رہتا تھا۔

اس میدان میں ایک پرانی وضع پر بنی ہوئی حویلی کی گڑھی اندھیری رات میں
سایہ کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ اسکی بلند کھڑکیوں سے اس میں ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی
تانتیا جلد جلد قدم اٹھاتے ہوئے گڑھی کی طرف بڑھے۔ اور ایک دروازے کے سامنے
کھڑے ہو رہے اور سمجھ گئے کہ یہی ماما کا خفیہ مکان ہے
تانتیا ابھی اچھی طرح دروازے کے پاس ہو بیٹھے ہی نہ پائے تھے کہ ان کے پاؤں
کی آہٹ پا کے ایک خوبصورت نوجوان دوشیزہ گڑھی کی کھڑکی پر آ کر کھڑی ہو گئی۔

۲۵
باب پچیسواں

"پھر سہی"

دوشیزہ کو دیکھتے ہی تانتیا نے اپنی جیب سے لالٹین نکالی۔ اور کچھ اشارہ کیا
باقر خان اس اشارے کو نہ سمجھ سکے۔ اتنا ضرور دیکھا کہ اس اشارے سے اس دوشیزہ
نے کھڑکی کے پٹ بند کر لیے۔ اور تھوڑی دیر بعد لالٹین پھر کھڑکی میں آئی۔ لالٹین پر
ایک کاغذ چسپاں تھا جس پر ذیل کی عبارت جلی حروف میں تحریر تھی۔
"میکیر یہاں نہیں ہے۔ البتہ روز یہاں آتا ہے۔ کس کوٹھڑی میں ہے یہ میں نہیں جانتی
ہوں۔ میں بھی یہاں نظر بند ہوں۔ باہر نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ گڑھی کے پھاٹک پر
سخت پہرا ہے۔ سپاہی ننگی تلواریں لیے پھر رہے ہیں۔ مگر ہمدرد مرہٹہ سردار کی
آج یہاں خفیہ کمیٹی ہے"
اسوقت باقر خان کی مسرتوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ابھی حسرت ٹھکانے
لگتے دیکھ کر جناب باری کا شکریہ ادا کیا۔
ادھر تانتیا نے پھر کچھ اشارہ کیا جسکا جواب کچھ عرصے کے بعد پھر اسی طرح کے
کاغذ پر لکھا ہوا پایا۔
"مقام معلوم ہے آپ کچھ دیر ٹھہریے میں ابھی آتی ہوں"
پھر وہ دوشیزہ وہاں سے کھسک گئی۔ باقر خان تانتیا سے دور کھڑے ہو کے
تماشا دیکھ رہے تھے۔ بس منٹ بعد وہ نوجوان دوشیزہ پھر کھڑکی کے پاس آئی اور
پھر کچھ اشارہ کر کے نیچے اتر گئی۔ اور کچھ منٹ بعد سامنے سے کسی کے پاؤں

کی آہٹ کان میں آئی ۔ مادھویاں ٹھہر گئے ۔ پھر وہی دو چترا پانیتا کے پاس آ رہی ہے
اس خیال سے ہمارے والا سامنے ہٹ کر وہ پاری درخت کے ٹکڑیوں میں چھپ گیا ہے
اس مقام سے ایک کوئی دس ہاتھ کے فاصلے پر ایستادہ دو چترا کی راہ دیکھ رہے تھے ۔
کچھ دیر بعد سفید پوشاک پہنے ملہ میں وہ دو چترا نکلے لمبے بال شانوں پر بکھرے ہوئے
سرخی بردار ہوؤں کی طرح جو سکڑتی ہے نکلی اور پانیتا کے قدموں پر گر پڑی ۔ مادھو جان نے
دیکھا یہ تو وہی وہ چترا نا راہا صاحب کی دختر ہے ۔

پینا بولی

پیر مرشد! میں تمہاری بہت مشکور ہوں اس دنیا میں سب رشتے ہیں سوائے آپکے
مجھ غریب کا کوئی ہمدرد نہیں ۔ ایشور نہ کرے کسی دشمن پر بھی ایسا وقت آئے ۔ مہاراج
میرا تو زمین و آسمان پر کہیں ٹھکانا نہیں ۔ آپ کیوں مجھ بدقسمت کا ساتھ چھوڑے
دیتے ہیں ۔ اس دنیا میں آپ نے مجھے گرو کی طرح اچھی تعلیم دی ۔ گیان کی باتیں سکھائیں ۔
اس آفت ناگہانی سے بچانے کے لیے اچھا اس روز میری جان بچائی ۔ پتا جی نے میری
خطائیں معاف کر دیں ۔ کیا جانتی تھی مقدر میں آفت میں پھنسنا ہوگا ۔ اس امید پر پتا جی
کے ساتھ یہاں آئی تھی کہ جان بچ جائے گی ۔ مگر پتا جی کا غصہ ابھی تک دور نہیں ہوا ۔
یہاں کا رنگ بہت ہی بگڑا ہوا ہے ۔ سیکڑوں بندوں کے گلے باغیوں کی بے رحم تلواروں سے
کاٹے جا چکے ہیں ۔ جو لوگ اپنی جانیں بچا کر ادھر نکل آتے ہیں وہ بھی موت کا لقمہ
بنا دیے جاتے ہیں ۔ یہ کیفیت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی ۔ اب آپ ہی فرمائیے ایسے
سنگدل پاپی کے پاس کیسے رہ سکتی ہوں ۔ اب تو کلیجہ پھٹا جاتا ہے کسی طرح یہ ظلم
نہیں دیکھا جاتا ۔ ایشور کے لیے آپ مجھے یہاں سے نکال لے چلیں آپ کے ساتھ
جوگن بھی بن کر رہوں گی ۔ مگر پتا جی ایسے ظالم ہیں کہ دکھیوں کی روادار ہوں گی ۔ پتا جی
نے میری والدہ کو بھی چھوڑ دیا ۔ وہ بھی انھیں ان مظالموں سے باز رکھنے کی درخواست
کیا کرتی تھیں ۔ اب مجھے بھی ترک کرنا چاہتے ہیں ۔ افسوس تو یہ ہے کہ ابھی تک پتا جی کی
آنکھیں نہیں کھلیں ۔ انھیں خبط سوار ہو گیا ہے وہ نہیں سوچتے ۔ ان بیگناہوں کا خون
نالہ بالا نہ جائے گا ۔ آخر کار اگر دیوں ہی کا دل بالا ہوگا اسکے خلاف ہتھیار اٹھانا ا سے
تنہا رحمت نہیں ڈالا ہے سوائے آپکے کون ان کو بچانے والا ہے ۔ آپ

پھر ایک بار تحریک کریں اور آپ کو اس قتل و غارت سے ۔ ۔ ریاست کی ۔ ۔ ۔ دیا
آپ ہی ان کو آنے والی مصیبت سے بچا سکتے ہیں۔ ایسے مرا آپ تو سب رہا ہے ہیں
اسی داسی مینا کی یہ التجا سن لیجیے۔ نانو صاحب اپنے ساتھ لے لو گیا تا جی کو سمجھا دیجیے کہ وہ
انگریزوں سے ملیں اور ان کی جانیں باغیوں کے ہاتھوں سے بچائیں۔

نانا صاحب - افسوس! میں تمہاری دو باتوں میں ایک ہی قبول نہیں کر سکتا۔ میں آپ سے
رخصت ہو کے آیا ہوں۔ میں نے اسے دلوں تک سوچا ہے دھرم کی بات ۔ ۔ ۔ ملا ہو،
آپ سے کام لو۔ انسان اسی لیے پیدا ہوا ہے کہ اپنے فرائض دھرم دو ہتوں سے اور اگر یہ
میں کبھی پہلو تہی نہ کرے۔ امید ہے تو میرے اس کام میں ہارج ہو گی۔ بلکہ میری ہمت
دوبالا کرو گی۔ تمہارے پتا کی اس جہالت اور حماقت کا مجھے ارمان رہے ہے۔ بیلو آج
انکا امتحان دکھا دو۔ میں آپکے قدم لونگا۔ جو ساتھ کرے گا کہ ۔ ۔ ۔ دھرم کوئی کام
کریں۔ مطلوب انگریزوں پر جور و تعدی کرنا ہمارے آئین کے خلاف ہے۔ ہندوستانیوں
کو وفاداری سے کام لینا چاہیے۔ نانا سرکار ہماری خواہش پوری کرے ۔ ۔ گذر کر لی
ہے اور بغیر لڑائی کے نہیں اس لیے میدان میں نکل کر اپنی شمشیر سازی کا جوہر
دکھا دو۔ میرا بھی ایک ایک سپاہی جاں نثاری کرنے کو طیار ہے۔ بلکہ وہ اس
کے تلاش ہیں کہ انہیں اپنی بہادری ظاہر کرنے کا موقع نصیب ہو۔ اور رحم و پیما
انگریزوں کو گرفتار کرنا اور انکے گلوں پر چھری پھیرنا اخلاقی قانون میں تراجرم ہے۔

مینا - مہاراج آپ جس کام کے لیے آمادہ ہیں آمیں استو آپ کا سدا یاس
ہو آپ جائیں اور شوق سے جائیں مگر میری اتنی التجا ضرور ہے کہ اس بڑا شہر ۔ ۔ رہا
میں بجز آپ کی ذات کے اور کوئی میری جان و آبرو کا بچانے والا نہیں۔ اور ۔ ۔
پتا جی سے پھر گذارش کریں جیسے اکا حصہ ۔ ۔ ۔ ہو اکیلی ہے آپ کو
دکھا دوں۔

نانا صاحب - میرے زور دینے پر بھی اگر تمہارے پتا کی ضد بھی ہوئی و ۔ ۔ کچھ
تغیر ہوا تو پھر میں جان آپکی مدد کرنے کا نہیں ممکن ہے میرے اُسکے درمیان
جنگ و جدل کی نوبت آ جائے۔ انکی پوری مانیں کو ۔ ۔ سے ملو سکا۔ اور ۔ ۔
۔ ۔ سی کو کوچ لو لڑوں گا۔ ۔ ۔ لکشمی بائی کا خط آیا ہو اگر تم ان کے پاس چلنا چاہتی ہو تو طیار رہنا

آ گئے اور تانا تانا اور سپاہی [illegible] جنگل سے حملہ کردیا دونوں کے ساتھ دو دم بڑھاتے ہوئے مغربی سمتا
کا پتا سنبھالا۔

ادھر باقر جان [illegible] ادھر اس مکان کی طرف بڑھے جس کھڑکی سے پیاشت اُتری تھی۔ اور یہ کچھ خیال کرکے اپنے ساتھی سپاہیوں کو ساتھ لیتے کے لیے جنگل سے باہر نکلے کچھ دور جاکر دیکھا ساتھی تانگا [illegible] کھڑے ہوئے ہیں۔ باقر جان نے ایک ساتھی کو دیکھ بھال کو بیچ وہیں چھوڑ دیا اور باقی کو ساتھ لیے دوڑ کی فکر میں تانا کے مکان کی طرف چل دیئے دلیلیں [illegible] ہوئی اگر [illegible] دوڑ کی تلاشی ہو سکی تو پھر اس مکان سے باہر ہو جائیگا کیونکہ وہ زبردست ماہیوں کی باعث [illegible] ہی ہاں ہے۔ [illegible] دوڑ جاہم لوگوں کو ملنے سے کافی دشوار ہو جائیگا۔
الغرض میاں باقر جان نے اس کام کی تکمیل کے لیے جان پر کھیل جانے کی قسم کھائی ساتھی بانگے اس طرف [illegible] کھڑے ہوئے ہیں اور جانا صاحب پھاٹک کی طرف اس غرض سے [illegible] کہ اندازہ ملی [illegible] سپاہی پہرہ دے رہے ہیں قیاس سے پتہ لگ گیا کہ تھیا کوئی دوسی سپاہی پہرے پر تعینات ہے۔ باقر جان نے اپنے ساتھیوں کو سمجھا دیا تھا کہ کس طریقہ سے حملہ کرنا ہوگا۔ اگر دوڑ ہاتھ آگئی تو کس طرح باہر نکالنا ہوگا۔ اور اگر باہر خبر ہو گئی اور لوگ باہر ہوگئے تو کس طور پر [illegible] سے کام لینا ہوگا۔ یہ باتیں کچھ ان [illegible] کہ ہر ایک سپاہی کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور [illegible] کیا کہ کس طرح ہو جان پر کھیلکر دوڑ کو ظالموں کے [illegible] سے چھڑا ہی لیا جائے۔
القصہ میاں باقر جان نے چار تانگوں کو ہوشیاری کے ساتھ تاک جھانک کرتے رہے کا حکم دے کر دوڑ کو چھوڑ دیا اور باقی سپاہیوں کو ہمراہ میں لیکر اس کھڑکی کے پاس پہونچے جہاں ایک سیڑھی دوڑ کی لٹک رہی تھی باقر جان نے پہلے ڈوری کو حرکت دی معلوم ہوا اوپر کسی سے مضبوط بندھی ہے۔ [illegible] ڈوری سے میاں باقر صاحب اوپر آگئے۔ اور دہنا کے کمرے میں گھس گئے۔ اس کمرے میں اسوقت تک بڑے بڑے جھاڑ فانوس تھے مگر آدمی ایک بھی نہ تھا۔
باقر جان کمرے کی تمام چیزوں پر نظر ڈالتے ہوئے باہر نکل آئے دوسرے کمرے میں پہونچے۔ یہ کمرہ بھی انسان سے خالی تھا۔ جانا [illegible] اس کمرے کا دروازہ بند کرلیا۔ اور ساتھیوں کو [illegible] ایک [illegible] کرلیا ایک ایک کرکے کوئی جاندار [illegible]

اور بینا کے کمرے میں ہو رہے گئے۔

باب چھبیسواں

زہر کی صلاحیت

ابھی تک بینا اپنے کمرے میں نہیں آئی۔ یہ لوگ راستہ دیکھ رہے تھے۔ کوئی نصف گھنٹے کے بعد بینا کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ یکایک اپنے سپاہیوں کو اپنے کمرے میں دیکھ کر کہیں سا گھبرا اُٹھے۔ اس لیے خالہ صاحبہ نے سب کو باہر کسی جگہ پر مخفی کر دیا۔ اس اثنا میں بینا کمرے کی سمت آ رہی۔ اس کالی رات اور ہو کے عالم میں باقر خاں کو دیکھ کر پہلے تو بینا گھبرا اُٹھی پھر سیہ فام لوہا جس طرح آگ میں تپ کر سرخ ہو جاتا ہے اور بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتا ہے اُسی طرح لاغری کی وجہ سے بینا کے خشک چہرے پر ایک لطیف نور کی جھلک نمایاں ہونے لگی۔ خالہ صاحبہ نے کہا۔

ایک دن اندھیری رات اور ہو کے عالم میں تمہیں دیکھ کر میں گھبرا گیا تھا اُسی طرح آج تم مجھے دیکھ کر پریشان ہو گئی ہو گی۔ لیکن میرے یہاں آنے کا ایک خاص سبب ہے امید کرتا ہوں تم اُس کے لیے مجھے معاف کر دو گی۔ اُس دن تم نے مجھ سے مدد طلب کی تھی۔ چنانچہ آج میں تمہاری حمایت کے لیے آ گیا ہوں۔ کہو کیا چاہتی ہو۔؟

دم بھر کے لیے بینا کی رگوں میں خون جیسے جم گیا وہ پیچ ہی پیچ میں مضطرب ہو کر بول اُٹھی۔ باقر خاں! میں سمجھتی ہوں تم بہت ہی پاک و صاف اور بہادر آدمی ہو۔ یہ دُنیا مجھے سوکھے ہوئے پتے کی طرح حقیر اور ناچیز نظر آتی ہے۔ اب آپ کو میرا ناقص دو سرائے کی ضرورت نہیں۔ جس کام کے لیے آئے ہو۔ مجھے معلوم ہے۔ روز یہاں قید ہے۔ اُسکے عضو عضو کی گرہیں ڈھیلی ہو گئی ہیں۔ اُسکی صورت میں تازگی اور دلکشی باقی نہیں اور نہ اُس کی کسی بات میں گرمجوشی ہے کہ چند ہی روز کی مہمان نظر آتی ہے۔ ناانصافی میں قول ہار چکی ہوں آج جس طرح ہو گا اُسے اس جانکاہ قید سے چھڑا دونگی۔ آپکا آنا بہت اچھا ہوا۔ آپ جانتے ہی ہیں پھر بھی آپ کے آ جانے سے کچھ آسانی ہی ہو گئی ہے۔ میری ہمت بڑھ گئی ہے۔ امید پڑتی ہے اب کام بن جائیگا۔

باقر خاں ۔ دیکھو بینا! میں تنہا نہیں آیا ہوں بہت سے سپاہی ساتھ آئے ہیں۔ اگر

روزن کے تلاش کرنے میں ہم سب کی جانیں کام آجائیں گی تو بھی دریغ نہ کرینگے۔ ساتھی تلنگے باہر کھڑے ہیں۔ تم اگر اس بات کا پتہ لگا لو کہ رودرکس کوٹھری میں بند ہے تو یہ کام آسانی سے طے ہو جائے گا۔

مینا۔ آپ ٹھہریں۔ کچھ دیر صبر کریں۔ میں پتہ لگائے جاتی ہوں۔ مگر ایک بات کی مشکل ہے دو آدمی میرے مکان کا پہرہ دیا کرتے ہیں۔ میرے پتا نے انہیں حکم دے رکھا ہے کہ مینا گھر سے باہر قدم نہ نکال سکے۔ اور نہ اس مکان سے کسی دوسرے حصے میں جا سکے۔ اس صورت میں اس بات کا خدشہ ضرور ہے کہ میرا باہر نکلنا لوگوں کو ہوشیار کر دینا ہے۔ وہ مجھے گرفتار کر لیں گے پتا جی کے پاس لے جائیں گے اسوقت میری جان پر بن جائے گی۔ پتا جی کبھی زندہ مجھکو چھوڑینگے۔

باقر خان۔ اس بات کی چنداں فکر نہیں۔ میرے تلنگے ایک ایک کو لوٹ لیں گے ممکن ہے اگر ہمارا قبضہ ہو جائے۔ یہ بتا دو وہ لوگ کہاں ہیں

مینا۔ جو دو آدمی پہرہ دیتے رہتے ہیں ان میں ایک تو عورت ہے اور دوسرا مرد۔ عورت تو میری خادمہ ہے اُسے قید کر لینا مشکل نہیں۔ لیکن مرد ایک ہی جاہل گنوار اور ہٹا کٹا ہے دوسرے پتا کا پرانا ملازم ہے اُسے قابو پانا البتہ ٹیڑھی کھیر ہے۔ پھر۔ ایشور کی جو مرضی ہوگی ہو گا۔ آپ میرے ساتھ آیئے وہ مکان دکھا دوں

خانصاحب اور مینا دونوں گھر سے باہر نکلے۔ جالینوس سکھ جو دونوں کو دیکھ کر مینا چونک اُٹھی اُسکی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اُسکا چہرہ خشک کلی کی طرح مرجھا گیا جسم کانپ اُٹھا پسینے سے تمام کپڑے تر بتر ہو گئے۔

باقر خان نے دیکھا۔ مینا ڈر گئی ہے۔ فوراً ہی بول اُٹھے۔ مینا۔ ڈرو نہیں۔ ان آدمیوں کو دیکھ کر تم سہم کیوں گئیں تم جانتی ہو میں تمھارے پتا کو گرفتار کرنے آیا ہوں یہ خیال تمھارا غلط ہے میں کسی فریب اور دھوکے سے کام لینا نہیں چاہتا۔ اور نہ تمھارے ساتھ دغا کرنا چاہتا ہوں تمھیں معلوم ہے تمہارا تولی سے زبان ہار چکا ہوں کہ بغیر اسطرح اُن کے کبھی با راحت ساتھ کسی بدعنوانی کا خیال دلمیں نہ لاؤنگا۔ اسوقت میری غرض صرف یہی ہے کسی طرح رودرکو اس دنیا سے نجات دلا دوں۔

مینا باقر خان کی باتوں سے مطمئن ہو گئی وہ خانصاحب کو ایک دوسرے کمرے کے پاس

ـے گئی اور مشکوک لہجے میں بولی۔

شاید آپ خیال کریں۔ میں اسوقت خوشامد کر رہی ہوں۔ نہیں سچی بات تو یہ ہے کہ میں اسی روز سے برابر آپکا خیال کرتی ہوں جس روز آپنے بابتیا ٹولی سے معاہدہ کیا تھا۔ خیر وہ دیکھیے (دور سے بتا کر) ہمارے دونوں پہرے دار کھڑے ہیں ان کے سامنے سے ہوکر اس مکان میں جا سکتا ہے۔

باقر خاں کچھ نہ کہکر مینا کے کمرے میں سے چلے آئے۔ دو تلنگوں کو ساتھ لے کر ادھر ادھر گئے اور کسی گوشے میں کھڑے ہوکر دونوں کی باتیں سننے لگے۔ اُس کوٹھری میں بھی ایک چراغ جل رہا تھا۔ اسکی روشنی میں خانصاحب نے دیکھا یہ دونوں شخص مرہٹہ ہیں۔

خانصاحب نے سوچا یہ دونوں گرفتار کر لیے جائیں تو کام نکل سکتا ہے۔ اس خیال سے اپنے دو ساتھیوں کو کچھ فاصلے پر کھڑا رہنے کا حکم دے کر آپ خود دو قدم بڑھ کر کھنکارنے لگے۔ اُس کوٹھری سے ایک شخص بول اٹھا۔

"کون ہے" اور باہر نکل آیا۔ خانصاحب کے تلنگوں نے لپک کر اسکے منھ پر رومال ڈالدیا اور دوسرے نے پگڑی سے ہاتھ باندھ لیے۔ منھ میں کپڑا ٹھونس دیا وہ بیچارہ چیخ بھی نہ سکا۔

خانصاحب ایک ہاتھ میں ریوالور اور دوسرے میں لالٹین لیے مینا کی خادمہ کے پاس ڈٹ گئے۔ وہ آنکھیں دیکھ کر جل بھنا چاہتی تھی۔ لیکن خوف کے سبب گھگھی بندھ گئی۔ باقر خاں تلوار تولے قضا کی طرح گردن پر سوار تھے۔ ڈانٹ کر بولے۔

چپ رہ خبردار اگر زبان سے اُف نکالی تو تیرا سر دھڑ سے الگ کر دیا جائے گا۔ میں تجھ سے دو ایک سوال کرتا ہوں اگر جان بچانا منظور ہو تو صحیح صحیح جواب دیدے ورنہ ابھی جہنم واصل ہوگی۔

وہ عورت تھرائی ہوئی آواز سے بولی۔ میری جان نہ ماریے جو پوچھنا ہو تو مجھے جھوٹا بولنا میرا کام نہیں۔

باقر۔ آج یہاں کون کون آیا تھا؟

وہ۔ ناناصاحب ایک مسلمان اور تین چار انگریز

باقر۔ اور کوئی۔

وہ ۔ نہیں۔

باقر صاحب سمجھ گئے یہ سراسر جھوٹ بول رہی ہے کیونکہ روز کو یہاں لاتے ہوئے مینا نے بھی دیکھا تھا۔ خانصاحب نے ایک گھونسہ رسید کرکے تلوار کی نوک اسکی گردن میں چبھو دی اور کہا۔

مُردار کیوں جھوٹ بولتی ہے اُن کے ساتھ ایک عورت بھی تو آئی تھی سچ سچ کہہ۔ اسکی جھوٹ بولی کھوپڑی اڑ گئی۔

وہ ۔ ہاں سرکار ایک انگریزن بھی آئی تھی۔ لیکن نانا صاحب کی سخت تاکید ہے کہ انگریزن کے آنے کی خبر مشتہر نہ ہونے پائے۔ صاحب وہ عورت یہیں کہیں قید کرکے رکھی گئی ہے۔ مجھے معلوم ہے جہاں قید ہے۔ آپ فرمائیں کیا اُس سے آپ کو کوئی تعلق ہے۔

باقر خان ۔ نانا صاحب کے آدمی اُسے گرفتار کر لائے ہیں اور میں اُسے رہائی دلوانے آیا ہوں اپنے ساتھ چھڑا کر لے جاؤں گا۔

وہ ۔ مگر صاحب جس کوٹھری میں وہ بند ہے اُسکی چابی تو میرے پاس ہی نہیں بلکہ نانا صاحب کی راجکماری مینا اپنے پاس رکھتی ہیں۔ ہاں اُن سے چابیوں کا گچھا آپ لے آئیں تو ممکن ہے آپ اُسے خلاص کر سکتے ہیں۔ لیکن سرکار اگر نانا صاحب سُن لیں گے کہ وہ عورت کسی کے ساتھ بھاگ گئی تو میری کھال ہی کھنچوا لیں گے۔ میری جان مفت ہلاک ہو گی۔

باقر خان ۔ اسکا تجھے کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے۔ میں ایسا انتظام کردوں گا کہ تجھ پر کسی طرح کی آنچ نہ آنے پائے گی۔ خیر۔ ٹھہر۔ میں چابیوں کا گچھا لے آؤں۔

باقر خان اُس عورت کو تلنگوں کی حراست میں چھوڑ کر مینا کے پاس گئے اور جو باتیں خادمہ سے ہوئی تھیں کہہ دیں۔

مینا چابیوں کا گچھا لیے ہوئے خانصاحب کے ساتھ چل کھڑی ہوئی۔ انھوں نے اور بھی چار تلنگے بلا لیے اور خادمہ کو لے کر اُس کوٹھری کی طرف چلے جہاں روز بیٹھی ہوئی اپنی بدنصیبی پر آنسو بہا رہی تھی۔ سپاہیوں کو سمجھا دیا کہ اشارہ پاتے ہی تم لوگ میرے پاس چلے آنا۔

باقر خان مینا اور خادمہ نیچے اُتر گئے۔ خادمہ کو خانصاحب نے اپنی نگاہ کے سامنے سے ہٹنے نہ دیا۔ بلکہ تاکید کرتے جاتے تھے اگر ذرا بھی بے احتیاطی کی یا چالاکی دکھائی تو تلوار سے

تیری گردن اتار لی جائے گی۔

نیچے آکر کئی کوٹھریاں پر آمدے اور دالان کے بعد ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں گذر ہوا۔ خانصاحب نے الکٹرک لالٹین روشن کر لی۔ دیکھا کوٹھری بھائیں بھائیں کر رہی ہے وہ بدبو ہے کہ دماغ اڑا جاتا ہے جس وجہ سے کا اسعدر ڈھیر کہ الاماں بات سے جھاڑو ہی نہیں دی گئی۔

خدا خدا کر کے اس کوٹھری سے نکلے اور ایک اس سے بھی چھوٹی اور تنگ کوٹھری میں پہونچے۔ یہ کوٹھری پہلی کوٹھری سے بھی گئی گذری تھی۔ اس کوٹھری میں دو گھنٹے بھی بند رہنے سے انسان کو زندگی دشوار ہو جاتی تھی۔ خادمہ کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کوٹھری کے بعد ایک اور کوٹھری اس سے بھی بدتر ہے اسی میں وہ انگریز دن قید ہے

خادمہ کی باتوں سے باقر خاں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ایسی جہنم جیسی جگہ میں کسی کو بند رکھنے سے تو اُسے مار ڈالنا ہی بہتر ہے۔

خانصاحب نے بینا سے چابیوں کا گچھا لے کر اس کوٹھری کا قفل کھولا۔ دیکھا ٹوٹے ہوئے طاق پر چراغ ٹمٹما رہا ہے۔ سامنے ٹیبل پر کچھ کھانے کا سامان رکھا ہوا ہے۔ مٹی کے لوٹے میں پانی بھرا ہوا اور ایک گلی آبخورہ اُس پر ڈھکا ہوا ہے اور ایک ٹوٹی سی چارپائی پر بیٹھی ہوئی ہے۔ ہوا کی وہ کثافت ہے کہ الاماں۔ سانس لینے میں دقت گندی ہوا دماغ پراگندہ کیے دیتی ہے۔ اور کی کون کہے خانصاحب اسے بڑے بہادر تو انا اور پھر خدا رکھے صحیح سلامت اختلاق حوں ہیں ہی ہونے لگی مچھر اور مکڑیاں دم بدم گرتے تھے خانصاحب کو ایک گھڑی ٹھہرنا شاق ہو رہا تھا۔ وہ دکھیا ستائی اور اسوقت گردن ڈالے خدا جانے کس خیال میں الجھی ہوئی تھی اُسے مطلق خبر ہوئی۔ کہ کوٹھری میں کون آیا ہے شاید زندگی سے عاجز ہو کے موت کے دن گن رہی ہوگی۔

بینا نے جا کر اُسے اٹھایا۔ اور خانصاحب کو دیکھتے ہی ایک بلک بلک رونے لگی اُسکے گرد آلود رخساروں پر آنسوؤں کی ڈوبڑی بڑی دھاریں نکلیں اُسکا چہرہ اور بھی پژمردہ ہو گیا۔

خانصاحب کے منہ سے باوجود کوشش بھی کوئی لفظ نہیں نکلا صرف سہمے دل سے اُسکی طرف دیکھتے رہے۔

کچھ دیر بعد مینا نے روز کا ہاتھ پکڑ کر سلیس انگریزی زبان میں پوچھا۔

بدقسمت بہن! میں بھی تمہاری طرح ہلاکت ستائی ہوں۔ عجب کشمکش میں زندگی پڑی ہوئی ہے۔ جان چاہتی ہے کہ پہلو کو توڑ کر نکل جائے۔ مگر کمبخت پسلیوں کا دام روکے ہوئے ہے۔ ایشور جانے کتنے دن دنیا کی ہوا کھانا ہے۔ ساری سختیاں جھیلتے جھیلتے دم لبوں پر آ گیا ہے۔ دیکھیں کس دن فرصت ملتی ہے۔ ہائے تمہاری حالت تو مجھ سے بھی گئی گذری ہے۔ میں اپنی زندگی سے تنگ آ کر گوارا کر رہی ہوں تو تم کو بہت ہی بدترین حالت میں پاتی ہوں۔ ہائے مجھ میں بھی مصیبت جھیلنے کی طاقت نہیں۔ میرے بھی ہاتھ پاؤں سلب ہو گئے ہیں۔ تیری حالت پر کیا کہوں، کتنا افسوس ہوتا ہے۔ ہائے یہ بیکسی یہ بےبسی۔ ایشور کی مرضی پر کسی کا قابو نہیں اس لیے ہم لوگوں کو دکھ میں بھی استقلال کی رسی ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے۔ میں بھی تمہاری طرح بہت دکھ اٹھا چکی ہوں ایک مہاتما نے مجھے صبر کا تسکین بخش اسم ازبر کرا دیا ہے۔ جب اس اسم کو یاد کر لیتی ہوں خود بخود تقویت ہو جاتی ہے اور وہ بپتائیں جو کچھ دیر پہلے رلا رہی تھیں دفع ہو جاتی ہیں۔ امید ہے تم بھی رضا سے مولیٰ ارہم ادلے سمجھ کر صبر کا پاک لفظ یاد کر لو۔ تو تمہیں کوئی دکھ اور صدمہ ستا نہ سکیگا۔ اسوقت اس گڑھی کے چاروں طرف باغیوں کے پہرے چوکی پہرے جمع ہو رہے ہیں۔ پہرے والے سپاہی گھوم رہے ہیں۔ بس زیادہ تم سے کہنا نہیں چاہتی۔ امید ہے تم مجھے اپنی بہن سمجھ کر میری نصیحتوں کو گرہ میں باندھ لوگی۔ دیکھو سامنے مسٹر باقر جان تمہارے ہمدرد کھڑے ہوئے ہیں۔ اب تم باہر چلو جسطرح ہوگا کمبخت قصائیوں کے ہاتھ سے تمہیں بچاؤں گی۔

مینا کی باتیں سنکر روز اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر سر پہ ہاتھ دھر کر وہیں بیٹھ گئی۔ باقر خان نے دیکھا صرف پوست و استخوان کا ڈھانچہ باقی رہ گیا ہے بہت ہی لاغر ہو گئی ہے چلنے سے معذور ہوگی۔ اور ایسی مخدوش حالت میں میرا یہاں زیادہ ٹھہرنا بھی مناسب نہیں۔ روز سے پوچھا۔

کیوں روز! ذرا جرأت کر سکتی ہو۔ بھاگنا ہو تو بھاگ چلو۔ ایسا ہو دشمن ہوشیار ہو جائیں پھر جان بچانی مشکل ہو جائے گی۔

روز مضطربانہ نگاہوں سے خانصاحب کی صورت دیکھنے لگی۔ اسے سوچتے دیکھ کر

طاقت حالی رہی تھی - وہ بیمار سے بھی زیادہ تکلیف میں ہے - پھر بھی اُسے کسیقدر رنج آلود
اور غمناک لہجے میں جواب دیا -

مادرمہاں! آپ میرے بھائی ان باپ کے ہین - ماں باپ کی طرح ہمیشہ مجھے ہر بلا سے
بچاتے رہتے ہین - آپکے احسانوں کا نعم البدل میری ذات سے ادا نہیں ہوسکتا - خدا
نہ کرے مجھ ایسی بدنصیب عورت دنیا میں کوئی ہو - اس مقام کو ترک کردینے کے قبل
دو ایک سوالوں کا جواب چاہتی ہوں - مگر سوال کرتے وقت میرا کلیجہ بھڑک اُٹھتا ہے
خدا جانے اسکا کیا جواب ملے گا -

خانصاحب نے سوچا اس کے دل پر ایک مدہوشی سی طاری ہوگئی ہے - جب وہ
میرے افسردہ چہرے پر نگاہیں ڈالتی ہے تو اُس وقت اُس سے نگاہیں چار کرنے کا مجھے حوصلہ
نہیں ہوتا ہے - ہائے خدا جانے وہ دلمیں کیا خیال کررہی ہے اُنکی نگاہوں میں کیسی زبردست
قوت جادو ہے - جسطرح شہسوار اپنے گھوڑے کو جسطرف چاہے لے جاتا ہے ایسے
میری حالت ہو رہی ہے - میری لگام اُس کے ہاتھ میں ہے - خانصاحب کو بہت بڑی شرم دامنگیر
ہوئی زہرہ کے سوالوں کا کوئی معقول جواب دیا جائے جس سے اُسکی دلبستگی میں کمی نہ ہونے
پائے - کہیں دوٹوک جواب سے اسکا کلیجہ چھلنی نہ ہو جائے - اس کشمکش میں کھڑے
کھڑے کچھ دیر سوچتے رہے پھر رومال سے آنسو پونچھ کر جواب دیا -

زہرہ! جو کچھ دریافت کرنا ہو بے خوف دریافت کرو - سمجھ لو ایک ایک منٹ ایک
ایک سال سے کم نہیں گذر رہا ہے -

زہرہ بیتابی کے ساتھ بول اُٹھی -

نہیں جانتی - کاتب قدرت نے میری قسمت میں کیا لکھ دیا ہے - خدا جانے اس
بلا سے کب نجات ملیگی - ہائے میری بے چینیوں نے میرا دل اپنے خاتمہ کی دعا مانگ
رہا ہے - سنتی ہوں جس کے لیے عبادات دست بدعا ہوتا ہے اُسکا تصور کرتا رہتا
میرا تمام وقت جس کے تصور میں گذر رہا ہے - اور جس کے فراق میں یہ حالت ہوئی
ہے پہلے اُسکی خیریت کہو - اس کوٹھری نے بچھوا رکھے ایک کونپل رہتی ہے وہ رہ رہ کر
کوک اُٹھتی ہے اُس سے میرے دل میں ایک جانگداز درد پیدا ہوتا ہے - میں اچھی
طرح سمجھتی ہوں لوگ کہتے ہیں محبت انسان کے تمام درد و غم بھلا دیتی ہے مگر میں نے

اُسکا مصادا مردیکھا۔ میں کہی ہوں محبت بہت بُری چیز ہے۔ خدا اسکا اثر کسی کے دل میں نہ پیدا کرے۔ خانصاحب نے کہا۔ سٹیفن کا جامہ حیات قطع تو نہیں ہوا وہ صحیح وسلامت تو ہیں شاید وہ اُٹھنے بیٹھنے کے قابل نہیں رہے اگر اچھے ہوتے تو اُسے بغیر آئے رہا نہیں جاتا۔ ایسا تو ہیں وہ مجھے پیار کرتے ہوں کسی اور طرف تو انکا خیال نہیں جم گیا یا کسی مرہم امیری تمام امیدیں ایک دم نہ چھین لو۔ آپ مجھے اپنے سایہ سے محروم نہ کرو اس حیات کی بارش کر کے اُسکو آفات و مصائب سے بچاتی رہو

خانصاحب اسماجانکے رورکی باتوں کا مطلب سمجھ گئے سمجھتی ہے سٹیفن کی خیریت نہیں اُنکا پیمانہ عمر شاید چھلک گیا روز کا دل ہیٹفن کے بحر محبت میں غوطہ کھا رہا ہے اُسی کے فراق میں ایک نہ ایک دن اپنی ہستی برباد کردے گی۔

خانصاحب تسکین آمیز لہجہ میں بولے۔

خدا کے فضل سے ابھی تک سٹیفن صاحب بقید حیات ہیں عین وقت پر پہونچ گیا اس سے اُنکی جان بچ گئی۔ اس وقت ہمارے باورچی ان مسٹر گارڈن کے ساتھ قلعہ میں موجود ہیں۔ اور اُنکا علاج معالجہ خاطر خواہ ہو رہا ہے۔ اب تم جلد چلو۔

خانصاحب کے تسکین دلا سا دینے سے روز نے ٹھنڈی سانس بھری اور خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد اٹھ کھڑی ہوئی خانصاحب کے ساتھ کوٹھری سے باہر نکل آئی۔

خانصاحب۔ روز اور ریٹا اور خادمہ سب کے سب بینا کے کمرے میں پہونچ گئے بینا نے پہلے طباق میں عمدہ اور لذیذ کھانے پیش کرنے آئی اور روز سے کہا کچھ کھا کے پانی پیو آنکھیں تھکا سے ہوں۔

روز نے دوچار لقمے کھا کر پانی پیا اور ہاتھ منہ صاف کر کے کوچ پر بیٹھ گئی اسکے بعد مشورہ ہونے لگا کہ کس طریقے سے روز کو نکال لے جانا ہوگا۔ کوئی رائے قائم نہیں ہوئی۔ روز بہت کمزور ہیں۔ پیدل چلنے کی سکت نہیں۔ کیونکر ڈوری پکڑ کر نیچے اتریں گی۔

بالآخر خان کو ایک چال سوجھ گئی۔ سب سے پہلے اپنے ملنگوں کو ڈوری کی مدد سے نیچے اترنے کا حکم دیا اور کہا تم لوگ لب سڑک جا کر ٹھہرو۔ تلنگے ایک ایک کر کے ڈوری

کی سیڑھی سے اتر گئے اور لب سڑک درختوں میں چھپے رہے۔ ادھر خانصاحب نے خادمہ اور دونوں سپاہیوں کی پوشاک اتروالی۔ پھر نانا کے آتش غضب سے بچنے کے لیے دونوں کی مشکیں باندھ دیں اور اشارتاً کنایتاً سمجھا دیا یہ نہ سمجھنا میں تمہارا مخالف ہوں بلکہ تمہاری جان بچانے کے لیے تدبیر نکالی ہے۔ دونوں سپاہیوں نے بھی خانصاحب کی اس بیجا حرکت سے دم نہ مارا۔ خاموشی کے ساتھ ہاتھ پاؤں بندھواتے رہے۔

اس کام سے فرصت پاکر خانصاحب نے مینا سے رخصت چاہی۔ مینا ششدر کی حالت میں کھڑی ہوئی یہ کیفیت دیکھ رہی تھی۔ خانصاحب کے ٹوکنے پر بولی۔

"میں جانتی ہوں آپ مس روز کے ساتھ بڑی خیر خواہی کی۔ آپ انھیں لے جانا چاہتے ہیں۔ مگر میرے دل میں چور بیٹھا ہوا ہے۔ کیونکر آپ مس روز کو ہزاروں سپاہیوں کے جم غفیر سے نکال لے جاسکیں گے۔

باقر۔ بی بی مینا! اسکا اندیشہ نہ کرو۔ جاسوسی کرتے کرتے اتنی عمر آئی ہے۔ ہزاروں طرح کی چوٹ چپیٹ سہتے سہتے بال پک گئے۔ اللہ نے بڑی بڑی آفتوں سے بچا لیا ہے۔ یہ تو کوئی مشکل کام نہیں۔ خدا چاہے گا دشمنوں کی آنکھ میں خاک جھونک کر انھیں لے ہی جاؤنگا۔

یہ کہہ کے جیب سے کچھ اشرفیاں نکال کر خادمہ کے ہاتھ پر دھر دیں اور کہا یہ تمہارا انعام ہے۔ پھر باہر کے دربان کا نام پوچھ کر خود نانا کے ملازم کا بھیس اختیار کیا اور مس روز کو اس خادمہ کی شکل بنا چلنے پر طیار ہوگئے۔

وہ غم و الم کی پتلی مینا روز کو اس بھیس میں دیکھ کر مسکرا کے بول اٹھی۔ واہ واہ اس وقت اس حالت میں بھی کیسی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ انھیں تو قدرت نے اپنی دلفریبی کا ایک دل خوش کن سرمایہ حسن و جمال بنایا ہے۔ اسوقت بھی ان کے پرتو حسن پر چاند اور سورج کی نگاہ پڑتے ہوئے جھجکتی ہے۔

باقر۔ تو کیا انھیں کوئی پہچان لیگا۔ کیا انکی صورت تمہاری خادمہ سے مشابہ نہیں نکلتی۔

مینا۔ نہیں صاحب۔ کون کہتا ہے یہ میری خادمہ نہیں۔ آپ انھیں شوق سے لیجائیں۔ البتہ جو دیکھے گا خادمہ سمجھ کر کوئی مزاحم نہوگا۔

خانصاحب نے دونوں نوکروں اور مینا کی خادمہ کو ایک کوٹھری میں بند کر کے

کھڑکی چوپٹ کھول دی - اور رور کو لیے ہوئے نیچے اوترے مینا بھی ساتھ ساتھ بالاخانے سے اوتر آئی -

خانصاحب - مینا رور کو تو تمھارے مکان سے لیے جا رہا ہوں - مگر اس بات کا غم ضرور ہے کہ تمھارے باپ تمھاری سے وسے گر ڈالیں گے - کیونکہ انھیں تمھیں پر شک ہوگا - خدا کے توکل پر تمھیں چھوڑتا ہوں - جب کبھی تمھیں میری اعانت کی ضرورت ہو خبر کرنا - انشاءاللہ میں موقع پر حاضر ہوکر تمھاری مصیبت میں کفیل ہونگا -

مینا - بدقسمت مینا جب کبھی کسی مصیبت آفت میں پڑے گی آپ امداد کرینگے - یہ تو ظاہر ہی ہے - اس وقت میری ایک دوسری درخواست ہے - کیا آپ اُسے منظور کر سکتے ہیں

باقر - خوشی سے کہو - وہ کون ایسا کام ہے جس کے انجام دینے میں باقر جان پہلوتہی کریگا

مینا - میں چاہتی ہوں میکپ کی گرفتاری کے بعد میرے باپ کی گرفتاری کی فکر نہ کیجئے گا - میری خاطر سے میرے باپ کو کسی قسم کی تکلیف سرکاری قانون سے نہ پہونچنے پائے - اور نہ میرے خاندان کی عزت میں فرق آئے - بلکہ جہاں تک ہو اسکی بےعنوانیوں کو درگذر کرتے رہیئے گا -

باقر خان - تمھارے باپ کے ساتھ کبھی قانونی چارہ جوئی نہ کی جائیگی - یہ تو میں [illegible] پہلے ہی عہد کر چکا ہوں - ورنہ تمھارے باپ کی اتنی مجال نہ تھی کہ باغی بنکر در پردہ چال چلاتے رہتے اور اب تک گرفتار نہ کر لیے گئے ہوتے - میں بھی مسلمان ہوں - میرا پاک مذہب عہد شکنی کرنا بہت بڑا جرم سمجھتا ہے - باقر خان کبھی اپنے قول کے خلاف نہ ہوگا -

مینا - مجھے معلوم ہے آپنے سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لیے دنیوی عیش و آرام پر لات ماری ہے - باغ و بہار پر صحرائے پرخار کو ترجیح دی آپ قول کے دھنی اور بات کے پکے نفس کش بہادر ہیں اس لیے مجھے آپسے ہر طرح کی توقع ہے -

الغرض خانصاحب مس رور کو لیے دوڑتے ہوئے کی سیڑھی سے نیچے اُترے - مینا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے - دریا سا اُمنڈ آیا مگر اُسنے بڑے صبر و تحمل سے دل کو روکا اور خانصاحب کو دیکھتی رہی - جب یہ دونوں نگاہ سے پوشیدہ ہوگئے - خدا کا نام لیکر خانصاحب سے پستول یا [illegible] سے [illegible] روزن میں پوشیدہ کردی تھی - خانصاحب نانا کے

خدمتی کی آواز میں پکارا۔
گوردیال سنگھ پھاٹک کھولدو ہم باہر جائیں گے۔
باہر سے گوردیال سنگھ بولا۔
" کیا مہاراج کے حکم ہے۔؟
باقر۔ ہاں دس بجے رات تک ہم لوگ باہر رہ سکتے ہیں۔ مار ارسے سد اسلحہ لانے کی اجازت ہے
فوراً ہی پھاٹک کھولا گیا۔ خانصاحب رورکو لیا اس قید خانے سے باہر نکلے۔
سامنے دیکھا بہتیار سپاہی قطار در قطار ایستادہ ہیں۔ خانصاحب وہیں سے کھڑے
کھڑے اس لیے آواز لگائی کہ یہ لوگ اسی جانب سے بدگمان ہوں۔
" مہاراج دھوندھو پنت ناناصاحب کی جے"
خانصاحب کی آواز کے ساتھ ہی کل فوج نے نعرہ مارا " مہاراج دھوندھو پنت
ناناکی جے"
اس گھٹا ٹوپ اندھیری میں خانصاحب اور مس رور پیادہ پائی کی زحمت گوارا
کرتے ہوئے غیر آباد مقاموں کو طے کرتے چلے جا رہے ہیں اور کبھی کبھی زیر لب کھڑے کھڑے
شمال جنوب مشرق مغرب کی سمتوں پر اس غرض سے نگاہ ڈال لیتے ہیں۔ ایسا تو نہیں
کوئی ہمارا تعاقب کر رہا ہو۔ اتنے میں وہ سکھ کا چھوٹا سا دستہ جسے اپنے ہمراہ لائے تھے
آ کے خانصاحب سے مل گیا اور بہم سر ہو جانے کی مبارکباد دی۔ اور اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے
کل قافلہ ریپ ریپ کرتا ہوا لکھنؤ میں پہنچ گیا۔

۲۷
باب ستائیسواں

دوسری واردات

اسٹیفن اور روز میں باہمی میل ملاپ خوب بڑھ گیا تھا۔ دونوں روزمرہ اپنی مرضی
کے مطابق بغیر کسی احتیاط کے آنے جانے لگے۔ دونوں میں ناز و انداز کے تیر بھی چلا کرتے
تھے روز جس طرح پہلے متانت آمیز انداز سے جھجک جھجک کر بات چیت کر لیتی تھی اب
اس انداز سے گفتگو نہیں کرتی۔ بلکہ نے تکلفی کا رنگ جم گیا تھا۔ جس دن روز کے منہ سے جیمس
کا نام سنکر پہلے تو اسٹیفن کو کسیقدر حرارت آ گئی تھی۔ لیکن فوراً ہی جب تو سا کے

پھاٹک گورے نے روز کے کمرے کے سامنے والا برآمدہ توڑ دیا تو اسٹیفن کچھ خوف اور کچھ فکر و اندیشے کی اندرونی الجھن سے اُس کے کمرے میں گھس گئے یکایک ایسا معلوم ہوا گویا سفاک میکبر کے اشارے سے باغی یہ مکان لوٹنے آرہے ہیں۔ اور ایسا ہی ہوا بھی۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی روز نے اسٹیفن سے پوچھا۔ یہ تلاطم کیسا مچا ہوا ہے۔

اسٹیفن ۔ میرٹھ سے لیکر دلی تک تو آگ لگانے والوں نے آگ لگا ہی دی معلوم ہوتا ہے یہاں بھی شور برپا ہوگیا۔ باغی لوگ تمہارے مکان پر حملہ کرنے والے ہیں۔

اتفاق سے جیمس بھی اُسی کمرے میں کرسی پر ڈٹا ہوا تھا۔ اسٹیفن کی بات سنکر بول اُٹھا۔

روز! تم اسٹیفن کی باتوں پر مطلق دھیان نہ دو۔ یہ بادہوائی اڑایا کرتے ہیں۔ بھلا باغی لوگ تمہارے مکان میں کیوں آنے لگے۔ تمام شہر پڑا ہوا ہے جہاں جاہیں گے لوٹ لینگے۔

اسٹیفن جیمس کے لفس مطلب پر نہ پہونچ سکے مگر روز اسٹیفن کی باتوں کے سر ہوگئی اُسنے گھبرا کر اسٹیفن کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولی۔

اسٹیفن! اسٹیفن!! جلدی چلو بھاگ چلیں۔ ایسا نہو باغیوں کے ہاتھ سے ہماری تمہاری جانیں برباد ہو جائیں۔

اسٹیفن روز کو لیکر باہر نکلا ہی چاہتے تھے کہ جیمس نے اُٹھکر اسٹیفن کو دھکا دیا۔ اور بدمزاجی اور بدزبانی کے تیر کے دل سرد دیتا ہوا زہر اُگلنے لگا۔

او کمبخت ۔ بدباطن ۔ خبیث ۔ کیا جانتا نہیں روز کا مالک جیمس ہے۔ میں جو حکم دونگا روز اُسکی عامل بنے گی۔ بس یہاں سے روانہ ہو جا اسی میں خیریت ہے

جیمس کی گفتگو سے اسٹیفن کے جسم پر تھرتھری سوار ہوگئی۔ چاہتے تھے اسکی بدزبانی کا مزہ چکھائیں۔ دو ایک طمانچے رسید کردیں کہ پشت پر سے کسی نے داہنے شانے پر چھری ماری۔ زخم کھاتے ہی اسٹیفن کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ دیکھا وہی بدذات سفلہ عبدل خون آلود چھری سامنے لیے ہنس رہا ہے۔ حالانکہ خون بہجانے سے اسٹیفن میں کھڑے ہونے کی تاب نہ تھی مگر اس شقی نابکار کی صورت دیکھتے ہی آنکھوں میں لہو اُتر آیا۔ جوش غضب نے ہاتھ پانوں میں توانائی دیدی شتن سے ڈاب میں پڑی ہوئی تلوار نکال ہی لی لپکتے ہوئے بجلی کی طرح پاس گئے اور اسے تاکے ہوئے شکار پر پیاتلا ہاتھ

چھوڑ ہی دیا۔

پھر کیا ہوا اسٹیفن کو اسکی خبر نہیں کیونکہ پیچھے سے روز کے بد طینت بھائی سیمس نے ایک لاٹھی زخمی اسٹیفن پر جڑ دی۔ اسٹیفن کے ہاتھ کی تلوار دور جا گری اور چکرا کر زمین پر آ رہے ساتھ ہی روز کے منہ سے چیخ کے ساتھ ہی ہائے اسٹیفن کا پُردرد کلمہ نکلا۔

یہ ضرور معلوم ہوا کہ اس کے دو ایک گہرے زخم لگے جو گو ان سے جاں سے نہ گئے مگر بیچارے اسٹیفن کو بالکل ہی ضعیف کر دیا تھا اُسے گھبرا گھبرا کر ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں۔ معلوم ہوا اس کمرے میں بہت سے لوگ گھس پڑے ہیں۔ میکیمر کی بھی آواز محسوس ہو رہی ہے۔ پھر چکر آیا غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اتنے میں کسی نے بیچارے اسٹیفن کی پشت پر پھر چھری ماری معلوم ہوتا ہے یہ میکیمر تھا اس کے زخم کھاتے ہی وہ بالکل بیہوش ہو گئے۔ جب باقر خاں رسالدار آئے ہیں تب ہوش آیا جو واردات ابھی ابھی بیتی ہے خواب کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ اسٹیفن کے جسم سے بہتے ہوئے خون کا تھالا بہتا دیکھ کر باقر خان کے ہوش پریشان ہو گئے ارے غضب ہی ہو گیا کہتے ہوئے مجروح کے پاس آئے۔ بھلا اسٹیفن کو بے یار و مددگار پڑے رہنے دینا انکا احسانمند دل کب گوارا کر سکتا تھا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچنے کے بعد ساتھیوں سے پالکی منگوائی اور زخمی اسٹیفن کو قلعہ میں اٹھا لے گئے۔

اسٹیفن کتنے دنوں اس حالت میں رہے اسکی خبر نہیں۔ مگر اس دن سے قلعہ میں تلاطم برپا ہو گیا۔ رونے دھونے کی آوازوں نے ہلکے ڈال دیئے۔ سیمس بھی اپنے پلنگ پر اُٹھ بیٹھے۔ اسی وقت کیا جانے کہاں سے آ کر روز نے اسٹیفن کے بازو تھام لیے۔ اور ایک جراح کو خدا جانے کیونکر اور کہاں سے اُسی وقت بُلا لائی۔ اُسے اسٹیفن کے گہرے گہرے زخموں کو بڑی سہولیت اور احتیاط سے صاف کر کے پٹیاں باندھ دیں اور مس روز نے جراح سے پوچھا۔

"کوئی زخم مہلک تو نہیں ہے؟"

جراح۔ زخم تو ایسا مہلک نہیں۔ مگر خون کے زیادہ نکل جانے نے ضعف کو البتہ بڑھا دیا ہے۔

روز۔ اچھا جان کی تو سب طرح خیر ہے۔

جراح۔ ظاہرا تو کوئی خطرہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔

تھوڑی دیر اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں جس کے بعد مس روز نے جراح کو کچھ دے دلا کر رخصت کیا اور سٹیفن سے ہمدردی کے انداز سے پوچھا۔

روز۔ کیوں آپکا مزاج کیسا ہے؟

اسٹیفن۔ شکر ہے۔ زندہ ہوں۔ آج یہ کیسا گول مال ہے۔

روز روتی ہوئی بولی۔ فوجی دستے بگڑ گئے ہیں۔ لوٹ مار مچا رکھی ہے۔

اس اثنا میں بندوق کی گولی نے آکر کمرے کی دیوار سے ٹکر کھائی اور ساتھ ہی ہمارے شیر دل بہادر سپاہی باقر خاں رسالدار کمرے میں آکر بولے۔

"روز! روز! نانا صاحب اور میکبیر کی فوج نے قلعے کا محاصرہ کر لیا ہے۔ دشمن تمہارے اس کمرے کا نشانہ باندھکر گولیاں چلا رہے ہیں۔ سٹیفن اور تم جلدی سے کمرہ خالی کر دو۔

روز نے آہستہ سے بولی۔ ایسا نہ ہو ان کے دل کو (سٹیفن) صدمہ ہو جائے۔

اسٹیفن آنکھیں بند کیے عجیب فراموشی کے عالم میں چار دن ہاتھ پاؤں پھیلائے پڑے ہوئے تھے۔ انہیں باقر خاں کے آنے کی گویا خبر ہی نہ تھی۔

باب اٹھائیسواں

بدگمانی

آج چھٹی جون ۱۸۵۷ء کو صبح سے شام تک بازار جدال و قتال گرم رہا۔ زخمیوں کی واویلا سے کان پڑی آواز سنائی نہیں پڑتی تھی۔ تمام شہر خالی ہو رہا ہے۔ باغی ایک نہایت سخت مقابلے اور مقاتلے کے بعد انگریزی مورچے پر قابض ہو گئے سامان رسد کئی توپیں۔ گولہ بارود بہت کچھ ہاتھ سے نکل گیا اور انگریزی فوج لوکم بھاگ کھڑی ہوئی۔ مس روز رسالدار باقر خاں کے ہمراہ سراسیمگی و پریشانی کی حالت میں اپنے کمرے سے نکلی کیونکہ باغیوں کی گولیاں زیادہ تر اسی کمرے پر برس رہی تھیں۔ زخمی اسٹیفن اور مسٹر گارڈن بھی اٹھ آئے گارڈن کی طبیعت ابھی تک سنبھلی نہیں۔ وہی بدحواسی۔ وہی شورش جنون کی سڑی سودائیوں کی طرح باتیں کرنا۔ چاک اچھالنا گریبان چاک کرنا روز کا کام تھا۔ آج کے دن باقر خاں تمام روز قلعہ کے اندر مورچوں پر پھرتے رہے۔ اہل قلعہ بھی بڑی جیداری سے توپ و تفنگ کی بارش کر رہے تھے۔ سب مورچوں میں توپیں تشدید کر دم توڑ رہی تھیں قلعہ کے

اندر بھی آگ برس رہی ہو - بہت سے انگریزی دستے بیکار ہو گئے - کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا پاؤں - اس کست و ہوں سے بڑے بڑے جیالوں کے ہوش بیتر ا ہو گئے - اہل قلعہ کے حواس پریشان ہوئے جاتے ہیں - تہلکہ پڑا ہوا ہے ہر شخص اسی فکر میں ہے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے -

میجر باقر جان نے اپنے ایک مخبر کے ذریعہ سے سر جان لارنس سے فوج کی مدد مانگی تھی اور کہلا بھیجا تھا اگر کچھ پلٹنیں ہماری امداد کو نہ بھیج گئیں تو قلعہ خالی کر دینا پڑیگا - اور ہم سب موت کے منھ کا نوالہ بن جائیں گے ان دشمنوں کے مظالم سے جان بری ناممکن ہو رہی ہے - مگر جنرل لارنس نے ابھی تک کوئی انتظام نہیں کیا اسوجہ سے اور فکر بڑھ گئی -

اسٹیفن کے لیے مسس روز بہت ہی پریشان تھیں - آج دن بھر اوفیس شدید کا بخار رہا - آنکھ نہیں کھولی - مسس روز کا دل دو نیم ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے بیمار کے چہرے کو دیکھ رہی ہیں - ڈاکٹر بھی پاس بیٹھے ہیں، مدد رہ رہ کر تھوڑی تھوڑی دیر بعد حلق میں دوا نچوڑ دی جاتی ہے - مسس روز کے آنسو بہ رہے ہیں کلیجہ پھٹا جاتا ہے -

ڈاکٹر تسلی و تشفی دیتے جاتے ہیں مگر اوہیں خدا چاہے گا تو مرض دفع ہی ہو جائے گا - لیکن مسس روز کو چین نہیں آتا - قلب مضطر کو تسکین نہیں ہوتی - دوپہر کا پل اسی رنگ میں گذر گئے - راستے میں اسٹیفن نے آنکھ کھولی - دیر تک مسس روز کے غمگین چہرے کو دیکھتے رہے - اور ان کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کی لڑیاں ٹوٹنے لگیں کچھ دیر بعد مسس روز نے اسٹیفن سے کہا -

آپ کیا مجھے پہچانتے ہیں -

اسٹیفن - ہاں پہچانتا ہوں - تم روز ہو لیکن تم یہاں کہاں - کیا اس بھی مجھے دھوکا دیا چاہتی ہو -

روز ان کی باتوں کا مطلب نہ سمجھ سکی - دل میں کہی دماغ خراب ہو گیا ہے انجرات پڑھ گئے ہیں - اسی سے بے تکی باتیں کرتے ہیں مسس روز نے ٹیبل سے دوا کی شیشی اٹھائی اور مسٹر اسٹیفن سے کہا منھ کھولیے - دوا پلا دوں -

مسٹر اسٹیفن نے شیشی پر ہاتھ مارا شیشی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی مسس روز سے جھڑک کر کہا -

تمھارا دل وہ دل نہین جسپر بھروسا کیا جائے ۔ تم نفس کی کھونٹی ہو تمھاری صورت دیکھنے سے میرے سینے مین بھٹیان سلگنے لگتی ہین ۔

مس روز ۔ آخر ملال کا سبب ۔ کیون میری صورت سے نفرت ہے ۔

اسٹیفن ۔ ہائے غضب! مجھے مین اپنا سمجھتا تھا ۔ مگر تو جفا شعاری پر آمادہ ہے ۔ تو زہریلی ناگن ہے ۔ تو اندرائن کا پھل ہے ۔ جو دیکھنے مین خوبصورت معلوم ہوتا ہے مگر خواص زہر کا رکھتا ہے ۔ اب مجھکو مجھے یقین ہین تو نفس کی معرکہ آرائیون مین الجھی ہوئی ہے ۔ تو دوا کے عوض مجھے زہر دیدے گی ۔

اسٹیفن کی باتین سنکر مس روز کو جو رنج ہوا ہوگا اسکا بیان کرنا ذرا دشوار ہے وہ پاس بیٹھکر رونے لگی ۔

اتنے مین باہر سے کسی نے مس روز کا نام لیکر پکارا ۔ مس روز نے باہر نکلکر دیکھا تو جیمس کھڑا ہوا ہے ۔

جیمس کو دیکھتے ہی مس روز کے سینے پر گویا کسی نے برچھی ماردی ۔ اسی کی بدولت آج مس روز کو زندگی حرام ہو رہی ہے ۔ اسکا اسدن کا سرتا دیکھکر مس روز سمجھ گئی تھی کہ مجھے قابو مین کرلینے کے لیے میکبر سے ملگیا ہے ۔ اسدن میکبر اور اسکے ساتھی جب مجھے باندھ نے چلے تھے تب میکبر نے جیمس کو بلاکر اس سے کیا جانے کیا صلاح کی تھی ۔ اس کے پہلے جب اسٹیفن کے سر پر اسنے لاٹھی ماری اسوقت بھی مس روز کے دلمین بھیانک بدگمانی پیدا ہوگئی تھی ۔ آج اسٹیفن کی ان باتون سے مس روز کی وحشت اور بڑھ گئی جیمس کو سامنے دیکھکر مس روز نے کہا ۔

ایسے ناہنجار ۔ بدخو ۔ بدطینت شیطان کے منھ دیکھنے سے بھی ایک پاکباز عورت کا دامن معصیت سے آلودہ ہوجاتا ہے ۔ او دغاباز! تو اپنی آرزو پوری کرنے اور مجھپر قابو جانے کے لیے ظالم میکبر سے ملگیا ۔ اور میرے خلاف سازش کرنے لگا ۔ یاد رکھ خداوند کریم بڑا کارساز ہے ۔ وہ منصف ہے تیرے جعل و فریب اس داور حقیقی کے سامنے چل نہین سکتے ۔ وہ تیرے مظالمون کی سزا ضرور دیگا ؎

دلمین اک درد اٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا

کیا تو نے مجھے بازاری رنڈی سمجھا ہے - سمجھ رکھ جب تک دل میں جان ہے ایمان ہے - ایمان سے باہر
کبھی قدم نہ رکھونگی - افسوس تو تو مجھے ایسی ہی سمجھتا ہے اور پھر ناجائز ارمان نکالنے کی ہوس رکھتا ہے
کیوں اپنے تئیں گناہوں کے غار میں ڈالتا ہے - روز محشر خدا کو کیا جواب دیگا -

ہاتھ دست جفا دامن میں میرے گاڑ کر
بے حیا پیچھے پڑا ہے کیا ہی منہ پھاڑ کر

کمبخت - بے حیا - بے غیرت یہاں سے دور ہو یہاں سے -
روز نفرت اور غصے سے اتنی باتیں کہکر وہاں سے کھسکی اور جا کمرے میں ہو رہی -
جیمس بھی تعجب اور احساس کی نظر سے روز کو گھورتا ہوا دروازہ روک کر کھڑا ہو گیا - اسوقت
قلعے کے اس اطراف میں کوئی نہیں تھا لوگوں کو اپنی پڑی تھی - کوئی مورچے پر تھا - کوئی
اپنے کمرے سے دوسرے کمرے میں جاتا اور جان بچانے کی فکر میں کرتا - روز دل میں ڈری - اور
کوئی ہو وحشت زدہ چاروں طرف دیکھ کر بولی -
راستہ چھوڑو - کیوں اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالتے ہو - ابھی غل مچا کر قلعے والوں سے کہدونگی
کہ تم میکبیر کے جاسوس ہو
جیمس - محبوبہ ٹھہرو عاشق کش نہ ہو بیوفائی نہ دکھاؤ - تمہارا جانثار عاشق تمہارے
پیچھے جان تصدق کرنے کو تیار ہے -
مس روز - تمہاری باتیں سننا نہیں چاہتی - بہتر اسی میں ہے چلے جاؤ - ورنہ ابھی
غل مچا کر قلعے والوں کو بلاتی ہوں سچ کہتی ہوں تم گرفتار ہو جاؤ گے -
جیمس - دلربا - چلاتی کیوں ہو میں ابھی جاتا ہوں - تمہاری بھلائی کے لیے جدا جانے کی
کسقدر زحمتیں اٹھا کر یہاں آیا - سمجھ لو میری ہی باتوں پر تمہاری زندگی منحصر ہے - تمہاری مروتیاں
رہنے نہیں دیتیں - ذرا اپنا نازک ہاتھ ادھر لاؤ - میرے قلب پر رکھ کر دیکھو - کیسا اچھل رہا ہے
پیاری عشق و محبت اور غیر متوقع مسرت و نشاط میں زندگی بسر کرنا ہو تو میرے ساتھ بھاگ
چلو - میں تمہیں عیش و راحت کے گہوارے میں رکھونگا - جہاں تمام عمر چین سے رہوگی - اور میری
آنکھیں اور سینہ تمہارے بستر کا کام دینگی - اور کہیں تم نے میری باتیں کو رد کر دیں میرے کہنے
پر عمل نہ کیا تو بس تمہاری زندگی کا سویرا ہی ہے - تمہاری جان بچنا مشکل ہو جائیگی "
روز - تیری باتیں میں سننا نہیں چاہتی - اور نہ مجھے اپنی جان کی پرواہ ہے - بگڑی رہے

یا جائے۔ خدا کے لیے اپنی محبوبہ کی صورت سے میرا دل نہ دکھا۔ بس یہاں سے چلتا دھندا کر۔
جیمس۔ کیا تم نے سنا نہیں بیگم کی ترغیب پا نانا صاحب کی فوج نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ تمام ہندوستان میں بغاوت کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ ہزاروں انگریز بچے ہلاک ہو گئے۔ اور ہوتے جاتے ہیں۔ تمہاری بہتری بھی اب معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں ایک طریقہ ہے۔ میرے ساتھ ہو لو اگر چلو تو میں تمہیں بیگم کے پاس پہونچا دونگا۔ وہاں تم کو کسی طرح کا گزند نہیں پہونچ سکتا۔ اور یہاں تو تمہیں اس آگ سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ کیوں اپنی جان ہلکان کرو گی۔ پیاری میرا کہا مان لو۔

روز۔ جیمس کیا بک رہا ہے۔ سڑی تو نہیں ہو گیا۔ کیوں اپنے تئیں ان خرافات باتوں سے چاہ ضلالت میں گرانا چاہتا ہے۔ کیوں زبان خراب کرتا ہے۔ روز تیری چکنی چپڑی باتوں میں اپنی عصمت و عفت کے جواہر کو مکر کے ظالم ہاتھوں سے برباد نہیں کیا چاہتی۔ مرنے کی دھمکی بھی عبث ہے۔ ایک بار ایک دن مرنا ہی ہے۔ آج مری یا کل۔ چاہے خودکشی کر کے خدا کے سامنے مجرم ٹھہرائی جاؤں لیکن اس زندگی میں اپنے ناموس کے دامن پر دھبّا نہ آنے دونگی۔ زیادہ کیوں بکواس کرتا ہے۔ راستہ چھوڑ دے۔

جیمس دروازے سے ہٹ گیا۔ اور بولا۔

اچھا کچھ دن اور ٹھہرو۔ میرا کہا نہ ماننے کا مزہ ابھی ملیگا۔ وہ بیچتری مار دونگا کہ تو بھی یاد کرے گی کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا۔

یہ کہہ کر جیمس اپنا سا منہ لیے وہاں سے چلا گیا۔ روز کمرے میں آئی دیکھا اسٹیفن اٹھنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن بہ سبب کمزوری اٹھ نہیں سکتے۔

روز لپک کر پہلو میں کھڑی ہو گئی اور منع کیا۔ اٹھنے کی کوشش کیوں کرتے ہو۔ بدن نحیف ہو گیا ہے۔ چکر آجائیگا۔ کچھ دنوں صبر کرو۔

اسٹیفن نے اس وقت بڑی تڑپ سے روز کے چہرے پر نگاہ ڈالی جیسے سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ لہو کی بوند بھی باقی نہ تھی۔ چہرہ کپڑے کی طرح سفید پڑ گیا تھا۔ آنکھیں پیالوں کی طرح چکر کاٹ رہی تھیں۔ بس روز کو دیکھتے رستے رستے بیدم سا ہو گیا۔

میں نے ابھی خواب دیکھا تھا۔ گویا جیمس آکر تمہیں بیگم کے پاس لیجانا چاہتا ہے۔ اس وحشتناک خواب سے میری نیند ٹوٹ گئی۔ تم سے ابھی کون باتیں کرتا تھا۔ کیا باتیں تھیں

رسالدار آئے تھے۔

روز۔ نہیں۔ وہ نہیں آئے تمہیں ہی مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ آپ کا خواب کچھ حد تک صحیح ہے۔

روز کی بات سنکر سٹیفن بڑی سودائیوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔ روز نے لپک کر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ مگر مجنون سٹیفن کی طاقت کے سامنے روز کی کچھ چلی نہیں دھکا دیکر سٹیفن آگے بڑھ گئے۔ اور پڑی ہوئی ایک کرسی پہ بیٹھ گئے۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا منھ چھپاتے ہوئے بولے۔

او غلطی ہی۔ میں نے ہرگز خواب نہیں دیکھا۔ خواب کی باتیں افسانہ ہوتی ہیں اور یہاں جو کچھ مشاہدے میں آیا ہے اس میں بال برابر فرق نہیں۔ جو دیکھا سچ دیکھا۔ پاک مریم مجھ اس زہریلی ناگن کے زہر سے بچا۔ یہ سراپا ظلم اور مجسم گناہ ہے۔ ہائے اس نے میرے کلیجے کو ڈس لیا ہے۔ اب میں اسکی محبت میں بھولا ہوا کیا جانتا تھا دغا کرے گی۔

غضب آئے ستم ٹوٹے ہلاکت آفتیں برسیں
خدا چاہے تو اسکی قبر پر بھی لعنتیں برسیں

سٹیفن کی زبان پر بار بار دہرائی ہوئی تھی۔ سن روز کو سیکڑوں ہی ہی، چاہا تھا سائیں سے کچھ وہ ذرا بھی نہیں سمجھیں ہوئی وہ سمجھی ہے انکا دماغ بگڑا ہوا ہے۔ پاگل ہوگئے ہیں۔ بڑی سودائیوں کی گالیوں کا کوئی برا نہیں مانتا۔ مگر تمھی سٹیفن کی بدگمانیوں کا ضرور رنج کا ہوا۔ ہائے یہ بھی اپنی بدقسمتی ہے کہ سٹیفن کی محبت میں اب وہ گرمجوشیاں نہیں رہیں۔ کیا جذبات کی وہ تازگی جاتی رہی۔ اگر اسی طرح بے التفاتی سے کام لینا تھا تو تم نے کیوں مجھے بھی محبت کے جال میں پھانس لیا۔ جب میں تمہارے کام کی نہ تھی تو شکار کر لینے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے کھلونہ بنا کر سطرح کب تک کھیلے ہو گئے۔ آگے دیکھئے کیا کیا برداشت کرنا پڑے۔ حیف اتنے دنوں کی محبت کے گرشتے ہوئے رشتے کو کس دم بھر میں توڑ کے رکھ دیا۔ کچھ نہیں یہ سب تقدیری کرشمے ہیں۔ میری ہی بدقسمتی ہے جس نے سیاہ گلے پر چھری پھیری۔ میرے ہی بخت وارثوں سے اور سے والدہ ماجدہ (مسس گارڈن) کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔ رہے سہے والد بزرگوار (مسٹر گارڈن) وہ بھی چل بسے گئے ہیں صرف سٹیفن ہی ایسے تھے جنکی پاک محبت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ سمجھی تھی یہ زخم دل

مرہم لگانے والے ہیں۔ شریک رنج و راحت ہیں۔ یا خدا کیا ان کے سینہ میں وہ دل نہیں ہے؟
کیا اس خوشنما پھول سے محبت کی بو اڑ گئی۔ پیارے اسٹیفن تمہاری خوش آہنگی سے دل
بہلانا چاہتی تھی۔ کیا جانتی تھی تم بھی بے مروتی کا جامہ پہن لوگے۔ پیارے اس دنیا میں میرا
کوئی نہیں۔ چاروں طرف مایوسیوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ کوئی ایسا ہمدرد اور ہمنفس
نظر نہیں آتا۔ صرف تم سے لو لگائی تھی۔ تم بھی دھوکا دیتے ہو۔ تمہاری سحر آگین باتوں نے تو مجھے
کسی مصرف کا نہ رکھا۔ اُس دن جب گرجے میں میرا تمہارا ساتھ ہوا تھا کیا خوب تھا ہمارے دلوں میں
بھی محبت کے کلے نہ پھوٹے تھے میں نے تو اسی وقت تمہاری تصویر اپنے دل کے گوشہ
میں جڑ لی تھی۔ اور تمہاری آنکھوں کے سفید سرخ ڈوروں میں محبت کی دھار عجیب انداز سے
لہر مار رہی تھی۔ سمجھی تھی میں نے تم کو پا لیا اور چند روز کے بعد ہمارے تمہارے درمیان
کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی۔ مگر افسوس کیا جانتی تھی تمہاری چتونوں میں شعبدہ بازی کی جھلک
نمایاں ہے۔ تم میں وہ دل وہ جگر نہیں ہے جو ایک سچے باوفا میں ہونا چاہیے۔ اسٹیفن! کیا
واقعی سنگدل ہو کیوں میری جانب سے آنکھوں پر پٹیاں چڑھا لیں۔ کیوں بے مروتی کا جامہ
پہن لیا۔ ہائے مجھے اپنی سادہ لوحی پر رونا آرہا ہے۔ بیکار تمہاری محبت کی سودائی
بنی۔ (اسٹیفن کے پاؤں پکڑ کر) پیارے اگر اس کمبخت سے نادانستگی میں کوئی خطا ہو گئی ہو
تو معاف کرو۔

لیکن اسٹیفن کا دل مس روزر کے رونے دھونے اور درد دل کی حکایت سننے سے بھی
صاف نہ ہوا اُس نے پاؤں کی ٹھوکر سے دور ڈھکیل دیا۔

اتنے میں باہر سے دھنا دھن! توپوں کی گھن گرج آواز آئی۔ مس روزر خدا سے دعا
مانگنے لگی۔ پروردگار عالم! اس توپ کا نکلا ہوا گولہ کسی طرح مجھ دکھیا کے جامہ حیات کو اپنی
آتش سوزاں کی لپٹ سے جلا دے۔

۲۹
باب انتیسواں

بیسا کا قتل

(مسٹر ٹامس ہیگ کی سرکاری رپورٹ سے)

پھر باقر خان ڈپٹی کمشنر سرکار انگریزی کا ہوا خواہ اور سچا جان نثار ثابت ہوا ہے

جسکی ذکاوت، فصاحت، بلاغت اور عقلمندی کا شہرہ عموماً گورنمنٹ انگلشیہ کے قلمرو اور
خصوصاً ہندوستان بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ اسکی علمیت اور دانائیوں سے حضور ملکہ معظمہ کا
دل اپنے قابو میں کر لیا ہے اس پر آشوب زمانے میں جسقدر مستعدی اور جانفشانی سے حکام
کے مدد کرنے میں مدد دی ہے اسکا اعتراف معمولی الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتا ہم اسی مدبر
اور تجربہ کار کی رائے سلیم پر قادر ہوکے بغاوت کے اُٹھتے ہوئے شعلوں کو دبا سکے۔ اگر یہ
شخص ساتھ نہ دیتا تو ممکن تھا ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ سے سارا حکومت نکل جاتی اور
انگریزوں کا آفتاب اقبال کچھ ایسا غروب ہو جاتا کہ پھر طلوع ہونا محال تھا اس میں کوئی شک
نہیں باقر خان کی دلیری بہادری استقلال اور بہادرانہ جوش و خروش برٹش قلمرو میں قابل ستائش
ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ برٹش سرکار اپنے بہادر کی خدمت کا اعتراف کرے گی اور انکو
نیز اس کے خاندان کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھے گی۔ اس کے کارنامے تحریر ہستی کے
صفحہ میں کتنی عمر کے واسطے لائٹ ہوس کا کام دینگے۔

کانپور میں مفسدوں کی شر انگیزیاں اور اس ہولناک واقعے کے فرو ہونے کے بعد
جسمیں کئی سو انگریز مرد عورت اور بے گناہ بچوں کی جانیں تلف ہوئی ہیں جنرل ہیولاک نے
باقر خان کی رائے سے تمام ملک کو اپنا گرویدہ بنا لیا سب لوگ انگریزی انتظام کے مداح
ہو گئے۔ روسا پٹیالہ جیند، نابھہ اور کپورتھلہ نے اس موقع پر اپنی وفاداری کا نمایاں
ثبوت دیا اور اپنی کل افواج سرکار انگریزی کے حوالے کر دیں۔ اور خود بھی اپنی فوجوں کے
ساتھ انگریزوں کے شامل ہو گئے۔ ان فوجوں کے آنے سے شہر میں تسلط ہو گیا اور شر
کی آگ فرو ہوئی امن و امان کا سکہ بیٹھ گیا۔

ڈھونڈھو پنت نانا صاحب اور تانتیا ٹوپی کے سراغ میں جاسوس روانہ ہوئے ہیں
ابھی تک پتہ نہیں لگا کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ بیگم اور عبدل کو گرفتار کرنے کے لیے
میجر باقر خان بلیغ سعی کر رہے ہیں۔ آج کئی روز ہوئے باقر خان انکا پیچھا کرتے ہوئے سرکاری
تلنگوں کی جمعیت میں باغیوں کی تلاش میں گئے ہیں۔ مگر ابھی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی کہ
آیا گرفتار ہوئے یا جستجو ہو رہی ہے

بٹھور میں ڈھونڈھو پنت نانا صاحب کا مکان لوٹ لیا گیا بہت سا مال اور جواہر کمپنی
کے ہاتھ میں آگیا ہے۔ آج توپ سے نانا کا محل بھی اڑا دیا گیا سب ہماری خانہ جنگی تو ختم

محل کے ساتھ لگالی گئی ہیں اور رہا ہے مجھے گرد ماری کرنے - اسی میں ایک خوبصورت نوخیز
دوشیزہ برآمدے میں کھڑی ہوئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ کار روکنے کے وقت اُسکی صورت دکھائی
نہ دی تھی پھر اسے برآمدے میں کھڑی ہوکر نیچے کود ماری کرتے ہوئے منع کیا - میں نے
سوچا - تو کیا ہوا؟ مجھے اُسے دیکھ کر کچھ دیر پہلے باتوں کا خیال آگیا - مجھے یقین ہوا کہ یہ
خوبصورت لڑکی کہیں نہ کہیں ہمارے منتظر ہے گرد ہوگی ہے سرما سے وارث کا سارا اسکی
تنہائی پہ چھا رہا ہے حسب معمول ابتدائی درجے کو سیکھے ہوئے ہے اور قدرت نے
دوسرے کا لعل دست قدرت سے بنایا ہے اُسکی شوخ رنگت تھی کچھ ایسی دل لبھانے
والی تھی کہ گلاب کے کھولے ہوئے پھول بھی شرم سے اپنی گردن جھکا لیتے ہیں - اس وقت
اسکا چہرہ کمہلایا ہوا تھا وہ بہت ہی بے چینی کے ساتھ برآمدے میں ٹہلتی تھی اور کبھی
سراسیمگی کی حالت میں دروازے سے جھانک جاتی تھی - قلب کی بے چینی سے چہرے پر
اک غم چھایا ہوا تھا اور دلی انقباض سے وہ کانپ رہا تھا صدمہ ستم سہ ہوتے ہیں سے
ہونٹوں کی لڑی بن بن کر نکل رہے تھے -

مجھے اُسکی حالت دیکھ کر ترس آگیا - میں نے پوچھا - وہ کیا چاہتی ہے؟ میری بات کا
جواب وہ سلیس انگریزی میں دینے لگی - مجھے اس بنگالی لڑکی کے منہ سے صاف اور صحیح
انگریزی الفاظ سنکر حیرت ہوئی

وہ بولی - آپ کیا مہربانی کرکے اس محل کو غارت ہونے سے بچا لیں گے

میں نے - کیوں؟ اگر غارت نہ کیا جائے تو کیسے بلیغ پہونچ سکے گا -

وہ دوشیزہ - پہلے آپ ہی فرمائیں اس مکان کے غارت کرنے میں آپکا ذاتی مفاد
کیا ہے -

میں - یہ مکان باغیوں کے سرغنہ نانا صاحب کا ہے جو قوم انگریزی کے لیے ہلاکو سے
کم نہیں ثابت ہوئے ہیں پھر کیوں نہ اپنے مظالم کا نام و نشان دنیا سے مٹا دینا چاہیے
سرکاری حکم ہے نانا کا مال و اسباب ضبط کرلیا جائیگا اور مکان کھود کر پھینک دیا جائیگا -

وہ دوشیزہ - یہ تو ٹھیک ہے بات سمجھ میں آئی - نانا صاحب آپکے دشمن تھے اور آپنے
انکا ملک لیا آپکو بدلہ ہے مگر انکی حالت اب ہے - اس محل نے آپکا کیا نقصان کیا ہے
کیوں اس بیچارے کو منہدم کرنے والے دشمن ہو - میری گذارش صرف اس لیے ہے کہ

یہ مکان مجھے بہت پسند ہے۔ اسی میں میری پرورش ہوئی ہے ... اس گھر کو بچانے کی التجا
دست بستہ ملتجی ہوں اگر آپ کے امکان میں ہو تو اس مکان پر دوبارہ قبضہ دلا دیجئے
میں۔ افسوس کے ساتھ مجھے اب دینا پڑتا ہے کہ تمہاری درخواست پر کسی طرح کا
لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ گو تمہاری ان دردانگیز باتوں نے میرا کلیجہ پانی پانی کر دیا ہے مگر مجبور
ہوں۔ سرکاری احکام میں رکاوٹ ڈالنا یقیناً جرم ثابت ہے۔ اس لیے فرض
کی ادائیگی میں کیونکر پہلو تہی ممکن ہے۔

دوشیزہ۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کمانڈنگ افسر جنرل ہیگ ہیں۔ آپ کی پیاری ہمجولی
میری کا ایک خط میرے پاس موجود ہے آج تین سال ہوئے میری نے یہ خط مجھے دیا تھا۔
اور کہا تھا میرے بابا جان جنرل ہیگ کے پاس پہنچا دینا لیکن کئی وجوہ حائل ہو جانے سے
آپ کے پاس وہ خط نہیں پہنچ سکا۔ میں جانتی ہوں کہ میری کی بے وقت موت سے
آپ کو ناقابل برداشت صدمہ ہوا ہوگا اور یہ بھی معلوم ہے اس وقت بھی اگر وہ خط آپ کے
ہاتھوں میں دیدیا جائے تو ضرور کسی بے انتہا دبے ہوئے غم سے آپ کے دل پر کچھ ایسی چوٹ
لگے گی کہ آپ بے چین ہو جائیں گے۔ اشکوں کا دریا آنکھوں سے اُبل پڑے گا۔ چونکہ مس میری
کی وصیت تھی لہذا خط نہ دینا بھی اخلاقی قانون کے خلاف ہے۔ بچپن سے میرا اُنکا
ساتھ رہا ہے۔ وہ مجھے دل و جان سے پیار کرتی تھیں۔ اور آپ بھی مجھ سے ازحد
مانوس تھے۔ بلکہ مجھے اور میری کو ایک نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اسکو ایک زمانہ گذر گیا شاید
آپ کے دل سے میری یاد بھول گئی ہو۔

اس لڑکی کی گفتگو سے مجھے تمام پچھلی باتیں یاد ہو آئیں مجھے دھیان آیا۔ داعی
نانا صاحب کی دختر مینا اور مس میری سے دانت کاٹی روٹی تھی دونوں میں ربط و ضبط
بڑھا ہوا تھا۔ اس وقت نانا صاحب اور برٹش سرکار سے کچھ ان بن بھی نہ تھی۔ نانا خیر خواہ
اور وفادار دولت و ثروت انگلستان تھے۔ میری کی وفات کو آج تین برس ہوئے۔ اسکا
خط دیکھنے کے لیے میرا دل بے چین ہو گیا۔ میں نے بیتاب ہو کر کہا۔

"اتنی دیر کے بعد اب میں نے تمہیں پہچانا۔ تم اور میری ساتھ کھیلتی تھیں۔ وہ تم سے مانوس
تھی اور تم اسکا دم بھرتی تھیں۔ باپ کا مکان بچانے کے لیے مجھ سے سفارش کر رہی ہو
لیکن مینا میں برٹش گورنمنٹ کا ملازم ہوں کیونکر حکم عدولی کروں۔ میں تم میری کا خط

مجھے دردو ستی سے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگا - خدا جانے آپنے کیا لکھا ہو -

نانا سے چٹھی پہنچے صفدری چٹھی مین میری ہی کا سواد خط پا گیا - دستخط بھی اُسی کے تھے بہت دنون بعد میری کا سواد خط دیکھنے سے مرا دل اُمنڈ آیا - چٹھی کے اور مضامین بیان لکھنا بے سود ہے - صرف اسقدر لکھنا کافی ہے اُسمین زیادہ تر مینا کی سفارش کی گئی تھی کہ حتی الامکان کسی آنے والی مصیبت سے انھین بچاتے رہنا میرے اوپر احسان کرنا ہے - ان کی صبح زندگی کی شام ہونے نہ پائے - ایک مینا ہی کی وجہ سے میرا غم غلط ہو جاتا ہے - رنج راحت کی شریک صرف ایک مینا ہی ہے - اسکی بذلہ سنجیون سے میرا دل بہلتا رہتا ہے لہذا اسکی جان پر کسی طرح کا صدمہ نہونے پائے یہی میری دعا ہے اور یہی میری آپسے سفارش ہے -

میری کا خط پڑھکر مین عجب کشمکش مین پڑ گیا - ایک طرف سرکاری حکم کی تعمیل اور دوسری طرف اس میری کی غم افزا سفارشی تحریر - اب کیا کرون کیا نہ کرون - کوئی بات سوجھتی نہین -

اتنے مین جنرل اوٹرم صاحب میرے پاس آئے - مین نے خط دکھلایا اور رائے لی ایسی حالت مین کیا کیا جائے - کوئی ترکیب بتائیے جس سے مینا کا محل بچ جائے -

اوٹرم صاحب نے جواب دیا -

بغیر اتفاق رائے گورنر جنرل بہادر کیونکر سرکاری حکم مین پہلو تہی ہو سکتی ہے اُن سے رائے لیجیے وہ فارسی تار ولایت بھیجکر پتا لگا اس مکان کو بچا لیں - برٹش گورنمنٹ کا سارا غصہ نانا صاحب پر ہے نانا کے خاندان کے ساتھ سلوک ہونا یا اُسکی جائداد اور املاک کے ساتھ رعایت کرنا انگریزی حکومت پر دباؤ ڈالنا ہے -

مین نے کہا

لارڈ کیننگ کو اس مضمون کا تار بھیج دیا جاتا ہے - دیکھین وہ کیا اجازت دیتے ہین -

جنرل اوٹرم - آپ یہ کر سکتے ہین لیکن نانا صاحب کی دختر کو گرفتار کیے بغیر نہین چھوڑ سکتے -

مین - ان دونون کامون مین ایک کام بھی نہین کر سکتا - مین لارڈ کیننگ کو تار دونگا

وہ جو چاہیں کریں۔

اس کے بعد میں بینا سے کل حال کہکر وہان سے چلا آیا۔ میرے آنے کے بعد جنرل اوٹرم صاحب نے نانا کے محل کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اور دروازہ توڑکر بینا کی گرفتاری کے لیے دوسو تلنگوں کی رولیف میں اندر گھس پڑے لیکن حیرت کی بات ہو کہ تمام محل ڈھونڈھ ڈالا گوشہ گوشہ چھان مارا مگر بینا کا پتہ نہ لگا۔

اُسی دن شام کو چار بجے لارڈ کیننگ کے پاس سے مفصلہ ذیل تار ملا۔

"ولایت کی پارلیمنٹ کمیٹی نے رائے پاس کی ہو کہ اس دنیا کے طبقہ پر سے نانا کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ میں مجبور ہون اس رائے کی پابندی سے کیونکر گریز کر سکتا ہون پس میں کوئی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس کے لیے آپ مجھے معاف کرینگے" فقط

"لارڈ کیننگ

اب کیا تھا جنرل اوٹرم صاحب نے اُسی روز نانا صاحب کے فلک نما محل پر گولہ باری کرنا شروع کردی اور ایک گھنٹہ میں وہ بے مثل عمارت راکھ کا ڈھیر بن گئی۔

میں اپنے راہوار پر سوار دور سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

ترجمہ مضمون

(از اخبار ٹائمس مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۵۷ء)

"آجتک نانا صاحب کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ افسوس کا مقام ہے کہ انڈیا گورنمنٹ نے آجتک اس کام میں سرگرمی کی مگر کامیاب نہو سکی ڈھونڈھو پنت نانا کی بد اطواریوں پر کل برٹش قوم کو غصہ ہے۔ ہمارے جسم کی رگوں میں خون جوش مار رہا ہے۔ کانپور کا پُر آشوب غدر اور فتنہ پردازوں کی بے ہنگام شورشیں ہمارے دل سے اُسوقت تک نہ بھولینگی۔ جب تک ایک ایک باغی گرفتار ہو کے اپنی سزا کو نہ پہونچ جائیگا۔ لندن ہوس آف لارڈس کی کمیٹی میں سرٹامس ہیگ کی ایک رپورٹ پر بڑی ہنسی ہوئی۔ جس میں نانا نے برٹش قوم کے مرد، عورت، بچے، ہلاک کیے اور ان کی لاشوں پر لاشیں کنوئیں میں ڈلوا دیں۔ ابھی نانا کا جبتک خانہ حیات نہ تاریک ہو جائیگا یا اُس کی

عمارت منہدم نہ کر دی جائے گی۔ برٹش قوم کے آنسو نہ پونچھیں گے۔

ناما کی لڑکی مینا کی سفارش کی جاتی ہے۔ اپنے ماموں کی لڑکی کو جسے انگریزی حکومت کو تہ و بالا کرنا چاہا تھا کیونکر طرح دی جا سکتی ہے؟"

اس حد سے جنرل ہیگ کے ہاتھوں سے طوطے اڑ گئے۔ انھوں نے فوراً ہوس آف کامنس اور ہوس آف لارڈس میں مینا کی جان بخشی کی اپیل کی اور ساتھ ہی حضرت قدر قدرت کوئن وکٹوریہ سے سفارش چاہی کہ اس بے گناہ لڑکی کے خون سے دستکش ہونا داخل رحم اور خدا ترسی ہے۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن جنرل ہیگ کے نامہ اعمال پر وہ سیاہ دھبہ ہے جو حشر تک چھوٹ نہ سکے گا۔ ہمیں شک نہیں کہ مینا کی شیریں زبانی نے جنرل ہیگ کے دل میں پیچ و تاب پیدا کر دیا۔ اس کی طفولیت کی میٹھی میٹھی باتیں اس کی کمسنی کی دل تڑپانے والی بھولی بھولی ادائیں پتلے پتلے اور نازک ہونٹوں سے مسکراتا بات بات پر مچل جانا جب یاد آ جاتا ہے دل پر برچھی سی چل جاتی ہے۔ انھوں نے تہیہ کر لیا کہ اس مینا کی جان نثار اور وفادار مینا کی جان سنگدلی سے ہلاک ہونے دونگا۔ اس کے روئیں روئیں سے پناہ کی آواز آ رہی ہے۔ ایسی اولاد کو والدین نیک دعائیں دیتے ہیں۔ افسوس ایسی سفاک و تند اور وحشی سپاہ لڑکی کو درندوں کی طرح مار کے کھا جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ یہ تو مجھ سے ہوگا۔ نانا سرکاری ملازمت ہی۔ گورنمنٹ انگلشیہ کا نمک رگ رگ میں پیوست ہے مگر یہ ظلم تو مجھ سے دیکھا نہیں جائیگا میں اپنے فرض سے باز آیا ایسی لڑکی کو دور ہی سے سلام ہے۔

سر کٹے ذلت ہٹے عزت گرے
عیش چھوٹے قہر ٹوٹے غم پڑے

خدا وہ ہولناک دن نہ لائے کہ میں اس دوشیزہ کے پیراہن کو خون سے رنگا دیکھوں میں خود ہی گور میں پاؤں لٹکائے ہوں۔ پھر اس گناہ عظیم کا بار اپنے سر پہ کیوں لوں۔

جنرل ہیگ مینا کی میٹھی میٹھی باتوں کے نشہ میں سرشار اپنے ڈیرے پر آئے۔ دسویں ستمبر کے اخبار سرکارہ میں مفصلہ ذیل مضمون آنکھ سے گذرا

یورپ اور ہندوستان کے جتنے جاسوس ہیں اول میں مسٹر باقر خان کی خدمات لائق تعریف ہیں

اُسنے اپنی بےغرضانہ خدمت سے گورنمنٹ کو ایسا جاں نثار اور وفادار ثابت کر دیا - وہ روشن ستارہ ہے اُسنے اپنے حلم سے خاص و عام کا تسلیم تر کر دیا اُسی کی سرگرمی کی ذات سے ملک کی بے حسنی دور ہوئی - وہ قوم انگریزی کے لیے سپر بن گیا - اُسنے اپنی جان خطرے میں ڈالکر انگریزوں کی جانیں بچائی ہیں - وہ ہندوستانیوں کا بہی خواہ اور سرکاری جاں نثار ہے - اُسے ہر کالے رنگ سے نفرت ہی نہ گورے رنگ سے زیادہ الفت ہے - اُسے تو ہر انسان پیارا ہے اُسے مسلمانوں ہی سے لگاؤ ہے اور نہ ہندوؤں سے - نہ عیسائی سے بیر ہے نہ سکھوں سے دشمنی اُسکا ہمدرد دل سب کے لیے درد رکھتا ہے - گذشتہ جنگ عظیم میں اسی کی ذات سے برٹش حکومت کا پھریرا پنجاب میں گڑ گیا ہندوستان سے ملک اور بہی خواہ سلطنت انگریزی اسوقت بھی میکیر عبدل اور بابا صاحب شرائع میں بہت مصروف ہیں ہمیں امید ہے وہ اپنے ارادے میں ضرور کامیاب ہوگا - خدا اُسکی ہمت میں برکت دے -

آج کئی دن ہوئے وہ ندو بیت بابا کی اکلوتی لڑکی مینا کو چرس اور ترم سے گرفتار کرلیا ہے وہ اسوقت کا پور جیل میں بند کی گئی ہے - یقین ہے گورنمنٹ جلد اُسکا فیصلہ کرے -

سنہ ۱۹۵۵ء کی تیسری ستمبر کو کوئی بارہ بجے شب کے وقت ماہتاب بام فلک کے کنارے پر قدم رکھ چکا ہے سامنے کھیتی پر نور کی چادر دراز قدرت کے سنگھر ہاتھوں سے کھنچی جاتی ہے دنیادار خواب نوشین کے مزے لے رہے ہیں ایک گلفام دو سیرہ سفید ساری پہنے ہوئے بابا کے محل سے گرے ہوئے چونے اور مٹی کے ڈھیر پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے - اُس کی دردناک آواز سے درخت تک سکوت کے عالم میں کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہیں اُسکی حسرت نصیبی اور ناکامیاں دیکھکر اس امر سے یاس ہوگئی ہے کہ کبھی اسکا نخل تمنا ہرا ہوا اور اُس اجڑے ہوئے چمن میں پھر بہار آئے حسینوں کے حرمان نے ہمیشہ کے لیے اپنے ڈیرے ڈال دیے ہیں -

ناظرین آپنے پہچانا یہ ملک ستانی داستاں کون ہے جو سنسنی اور بے ہوشی کے عالم میں تودہ خاک پر بیٹھی ہوئی اپنی بدنصیبی پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہے

یہ لالہ فام دلربا بابا صاحب کی لڑکی مینا ہے - اتنے میں قدرتی طور سے ہوا کی رفتار تیز ہوئی اور اسکا رخ افزا اترنا کے دل پر دہ ہاتھ سر پر لادہ گھر اکر اٹھی اور پھر وحشت زدہ اُسی جگہ بیٹھ گئی سیٹھ جی بیٹھے ہوں گے اٹھے دل سے ولولوں نے پھر دل میں ایک شور اٹھایا

اور یہ اسطرح کہنے لگی۔

" ہاں اب میری زندگی بیکار ہے اور ایسے بے مزہ جینے سے فائدہ ہی کیا۔ ہائے اُس مقدس گرُو تانتیا نے بھی میری خبر نہ لی۔ پتاجی بھگوان جانے زندہ رہے یا مرے۔ صبح ہوئی اور مجھ پر آفت آئی ہائے میرا اب کوئی حمایتی نہیں۔

یہ آخری فقرہ بہت ہی گھبرائی ہوئی آواز میں کہا گیا۔ اس کے بعد ایک ٹھنڈی سانس لی۔ اور چپ ساکت پاؤں سے زمین کریدنے لگی۔

پاس ہی جنرل اوٹرم کا فوجی کیمپ تھا۔ کچھ تلنگے رات کے وقت اُس لڑکی کو روتے دیکھ کر سبب دریافت کرنے کے لیے وہاں گئے اور حالات پوچھے اے بدنصیب عورت تو کون ہے اور کیوں رو رہی ہے؟

مینا انھیں دیکھ کر اور رونے لگی اُنکے سوالوں کا جواب نہ دیا۔

ایک تلنگے نے جنرل اوٹرم صاحب کو خبر کی۔ جنرل اوٹرم نے آکے شناخت کی کہ یہی نانا صاحب کی دختر مینا ہے۔ تعجب ہے کہ مینا نے اپنے چاروں طرف تلنگوں کو سنگین تانے ہوئے دیکھ کر بھی کچھ خوف نہ کھایا۔

اوٹرم نے کہا۔

گورنمنٹ ہند کی اجازت سے میں تمھیں گرفتار کیا ہے ؟

مینا۔ (اوٹرم کے چہرے پر نظر ڈال کر) مجھے کچھ وقت دیجیے تاکہ کچھ دیر بیٹھ کر عمر بھر کے لیے رو لوں۔

مگر افسوس جنرل اوٹرم نے اُسکی درخواست پر کچھ بھی شنوائی نہ کی۔ اُسی وقت مینا کے دست سیمیں میں آہنی ہتھکڑیاں ڈالدی گئیں۔ اور وہ کانپور قلعے میں لائی گئی۔

قلعے میں جاتے وقت اُسنے گردن پھیر کر اپنے باپ کے محل کو دیکھ لیا جہاں اسوقت صرف اینٹ چونے اور روڑوں کے انبار اور اُجڑے پجڑے کھنڈر کے سوا ایک کوٹھری بھی باقی نہ تھی۔

دوسرے دن علی الصباح ایک بہت ہی دردانگیز واقعہ پیش ہوا۔ وہ بدقسمت مینا جسکی جوانا مرگی پر آسمان بھی پھوٹ پھوٹ کر روتا تھا۔ قتل گاہ میں لائی گئی اور دہکتے ہوئے آگ کے شعلوں میں اُسکا پاکیزہ جسم جلا کر خاک کر دیا گیا۔ اور اُسکے لبوں سے

ایک آہ بھی نہ نکلی۔

مینا کے پاس تانتیا کے کئی خطوط برآمد ہوئے مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کیا لکھا تھا سرکار نے شاید مینا کو باغیوں کا حامی سمجھ کر ایسی سخت سزا دی اور اس سے بڑھکر زیادہ رنج اس بات کا ہے کہ اس واقعے کے دس منٹ بعد ہی لارڈ کیننگ کا تار سر ٹامس ہیگ کے پاس آیا جسکا مضمون حسب ذیل تھا۔

"میجر باقر خان اور جنرل ہیگ کی سفارش پر ولایت کی پارلیمنٹ نے نانا کی دختر مینا کو معاف کیا وہ چھوڑ دی جائے اب جہاں چاہے جا سکتی ہے"

اسے شہید قوم مینا مادر ہند کی گود میں تجھ ایسی فرمانبردار بیٹی نے پرورش پائی اور تیرا نام باغیوں کی فہرست میں درج کر لیا گیا تمام ہندوستان کو تجھ پر اس ظلم کا افسوس ہے۔ دنیا میں بے شمار انقلاب ہونگے۔ زمانہ بہتیرے رنگ بدلے گا مگر تجھ ایسی بیگناہ لڑکی کا خون کبھی کسی کو نہ دیکھے گا۔

حیف! میجر باقر خان کی اسقدر محنت و جانفشانیوں پر بھی اوس پڑ گئی وہ کچھ ایسی اطاعت گذار لڑکی کو نہ بچا سکا۔ کل کوششیں رائیگان گئیں اور تاج برطانیہ کی پیشانی پر ہمیشہ کے لیے بدنامی کا سیاہ دھبہ لگ گیا۔

باب تیسواں ۳۰

سہدل سپاہی کے برزخ میں

بٹھور میں ناناصاحب کی فوج نے مورچے باندھے تھے انگریزوں کی مشہور فوج نے یورش بولدیا۔ ناناصاحب کے بہت سے جانثار اس معرکہ میں کام آئے۔ عرصہ کارزار تنگ دیکھ کر ناناصاحب کو عنان ہزیمت ہاتھ میں لینی پڑی۔ جان کے خوف سے جگہ خالی کر دی سرکار انگریزی فتح و شادیانے کے باجے بجاتی ہوئی نانا کے قلعہ میں گھس پڑی اور اسپر قبضہ کرلیا اطراف وجوانب کے سربرآوردہ لوگوں نے دائیں بائیں طرف سے کچھ کچھ ملنا شروع کیا جس سے انگریزوں کو بہت بڑی تقویت ہوئی اور اس امداد غیبی سے انگریزی بہادروں نے قدم جرأت آگے رکھا۔ ناناصاحب کے لشکر کا پاؤں ایسا اکھڑا کہ پھر نہ جم سکا جسطرح ہوا سے بادل پریشان ہوتے ہیں۔ نانا کی فوج متفرق ہوگئی۔

آتشِ بغاوت بالکل فرو ہو گئی۔ میکبیر، عبدل اور نانا لاپتہ ہو گئے۔ معلوم نہ ہوا زمین کھا گئی یا آسمان۔

کئی دن بعد میجر باقر خان سے ایک مخبر نے خبر دی کہ مغربی سمت سے کسی راہب نے کئی سو تلنگے اور کچھ سوار نانا صاحب کی امداد کے لیے فراہم کر لیے ہیں۔ باقر خان نے داروغہ پولیس سے کہا۔ تم تدبیر سے سراغ لگاؤ۔ ممکن ہے اسی جماعت میں میکبیر اور عبدل بھی ہوں۔ داروغہ کے جانے کے بعد پھر معلوم نہ ہو سکا کہ فوج کدھر غائب ہو گئی۔

تاج برطانیہ کو نانا صاحب، عبدل اور میکبیر سے زیادہ عداوت تھی کیونکہ انہیں تینوں کی فتنہ پردازی سے تمام ملک میں بے چینی پھیل گئی تھی۔ انہیں تینوں شخصوں کی بدولت ہزاروں انگریز، میم، بچوں کی جانیں ہلاکت میں پڑیں۔ سرکار انگریزی نے ان تینوں دشمنوں کی گرفتاری کے اشتہار دے دیے اور انعام مشتہر کر دیا۔ تمام جاسوس ہندوستانی و انگریزی ان کی تلاش میں جان کی بازی لگا چکے تھے۔ باقر خان نے بھی اپنے مخبر تعینات کر رکھے ہیں مگر کہیں سراغ نہیں ملتا۔

۲۸ اگست ۱۸۵۷ء۔ آج لارڈ کیننگ نے یہ اشتہار جاری کیا۔

نانا صاحب، عبدل، میکبیر اور ان کی جماعت کے لوگوں کو جو شخص گرفتار کر کے لائے گا ولایت کی پارلیمنٹ سے اس کو پچاس ہزار روپیہ انعام دیے جائیں گے۔

اگر کہا جائے کہ انعام کی طمع اور سلطنت انگریزی کی خیر خواہی میں ہمارے ناول کے ہیرو میاں باقر خان کو ہوس دامن گیر ہوئی۔ نہیں بلکہ وہ اپنی خداداد ہمت اور بدنظمی دفع کرنے کی سرگرمی سے مجبور تھا۔ وہ سچا تاج برطانیہ کا فدائی اور حق شناسی کے مرض میں مبتلا تھا۔ لہذا اس سے کیونکر نچلا بیٹھا جاتا۔ اس نے سوچا اس پر آشوب زمانہ میں لاکھوں آدمیوں کا خون ہو گیا ہے۔ نانا، عبدل، میکبیر ہی بانی فساد ہیں۔ لہذا ان باغیوں سے قصاص لینا ہی ملک کو آرام پہنچانا ہے۔ ادھر زہرہ کی آنکھوں کی تری آج تک خشک نہ ہوئی تھی۔ اس کا شگفتہ چہرہ دیکھ کر سب یاد آجاتی تھی اور اسی وقت اس کا دل میکبیر اور عبدل سے عوض لینے کے لیے اسے مجبور کر دیتا تھا۔

اٹھائیسویں اگست ۱۸۵۷ء آج دوپہر کو جنرل ہیولاک سے ملاقات کرنے کے لیے وہ گھوڑے پر سوار ہوا ہی تھا کہ ایک شخص نے لپک کر اس کے ہاتھ میں خط دیا۔

خط دار وغیرہ سوا ن کے قلم سے لکھا ہوا تھا۔ باقر خان کے ہاتھ سے بار کرنے پر ظاہر ہوا کہ حامل رقعہ
داروغہ پولیس کا چپراسی ہے۔

باقر خان جا با الدوری کر کے گھوڑے سے اُتر پڑے۔ بستر پر آئے خط کھولا۔ ذیل کا
مضمون تحریر تھا۔

عبدل کا سُراغ ملا ہے آجکل اُس نے اپنی ہیئت تبدیل کر رکھی ہے۔ گیروا لباس زیب تن
کر رکھا ہے۔ لمبی لمبی جٹاؤں میں اپنے چہرے مہرے کو چھپائے ہوئے ہے جس گاؤں
میں جاتا ہے لوگ سنیاسی سمجھ کر اُسکی توقیر کرتے ہیں۔ دس بارہ چیلے چاپڑ بھی ہر وقت ساتھ
رہتے ہیں۔ اُنکی ہیئتیں بدلی ہوئی ہیں۔ انکا بھی فقری بانا ہے۔ ہمارے مخبروں نے تاک
جھانک کی تو معلوم ہوا وہ جیل کے ذیل دوارکاجی سے آ رہے ہیں۔ کاشی۔ پریاگ ہوتے
ہوئے بگمانہو جی کے درشنوں کو جائیں گے۔ آج وہ قافلہ یقیناً کانپور پہونچ جائے گا
اور بھیرون جی کے مندر میں فروکش ہوگا۔ آپ آج ہی تمام کو وہیں مجھ سے ملیے۔

اُسی وقت جان و جوش ہو کر ہمارے دوست خانصاحب بہادر نے عنان توجہ
بھیرون مندر کی طرف منعطف کر دی۔

بھیرون مندر کانپور سے کوئی پانچ میل کی مسافت پر جانب مغرب کسی خارستان میں
واقع ہے۔ کتنے ہی ہندو فقرا سنیاسی۔ سرائی اس مندر میں ہمیشہ رہا کرتے ہیں۔

جس وقت باقر خان وہاں پہونچے مندر میں آرتی اور پوجا ہو رہی تھی۔ بہت سے
سنیاسی کھڑے ہوئے بھیرون جی کی استتی پڑھ رہے تھے۔

باقر خان کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی ممکن ہے ان سنیاسیوں کی جماعت
میں پولیس کے داروغہ صاحب بھی تشریف فرما ہوں۔ اور ایسا ہی ہوا بھی۔ باقر خان
نے گڑھی ہوئی بولیوں میں اس بات کی چھان بین کی نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس داروغہ اُٹھکر
خانصاحب کے پاس آیا۔ اور مندر سے نکال کر ایک گوشے میں لے گیا اور کہا۔

عبدل اور اُسکے چند ساتھی پاس ہی زیر نحل بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج شام تک
ہمراہیوں میں صرف دس آدمیوں کی جماعت تھی مگر اس وقت پندرہ بیس آدمی اور کہیں سے
آ گئے ہیں صورتیں بدلی ہوئی ہیں۔ سنیاسی بھیس میں ہیں میرے خیال میں توقف کا
موقع نہیں اسی وقت سب کو گرفتار کر لیے جائیں۔

باقر - لیکن میرا کچھ اور ہی خیال ہے - مین سمجھتا ہون ڈو چار دن ان کی سنگت مین رہکر ان کے اندرونی معاملات کی تھاہ لیتے رہین - معلوم ہو جائے گا انکا رجحان کیا ہے اور کس قدر جماعت ان کے ہمخیال ہے - دوسرے ناناصاحب اور سیکیر کا بھی حال کھل جائے گا - کہ وہ کس گنبد مین چھپے ہوئے ہین -

داروغہ - خیر آپ کی مرضی - ہم ان باتون کا سراغ لیتے رہین گے - آپ یہین قیام فرمائین -

باقرخان داروغہ کی رائے سے وہین ٹھہر گئے - عبدل اور اُس کے ساتھی چیلے چار پڑ جہان سورہے تھے اُس کے پاس ہی ایک درخت کے نیچے باقرخان نے بھی اپنا بستر جمایا - رات بھر نیند تو آئی نہیں مگر آنکھ بند کیے اُنکی کیفیت دیکھتے رہے -

کوئی بارہ بجے شب کو اُس جماعت کے تین سنیاسی جنگل سے باہر نکلے - باقرخان بھی داروغہ پولس کو وہین ٹھہرے رہنے کا اشارہ کرکے اُن کے تعاقب مین چلے -

یہ تینون سنیاسی شہر کے اندر آئے اور بستی مین پہونچکر ایک بڑی حویلی کے پھاٹک پر کھڑے ہوکر اشارتاً و کنایتاً باتین کرنے لگے - اتنے مین کسی نے اندر سے مکان کا پھاٹک کھولدیا - اور کئی شخص باہر نکل کر سنیاسیون کے پاس آئے - کیا گفتگو ہوئی باقرخان کی سمجھ کام نہ کر سکی - کیونکہ فاصلہ تھا -

کچھ مشورہ ہو جانے کے بعد سب کے سب مکان مین داخل ہوئے - باقرخان زیر درخت کھڑے ہوئے اُنکے باہر آنے کا راستہ دیکھنے لگے -

کوئی نصف گھنٹہ کے بعد وہ تینون سنیاسی اور بھی کئی شخص بیرون مکان آئے اور مشرق والی سڑک ناپتے ہوئے کسی طرف چلدیے - مگر اسوقت آسمان پر چھائے ہوئے بادل اجرام فلکی کی تیز نگاہون کو اس قابل ہونے نہین دیتے تھے کہ دنیا والون کی ہستی دیکھبھال سکین - باقرخان کی نظرین بھی اس تیرہ و تار عالم مین اُن لوگون کو دیکھنے سے مجبور ہوگئین - صرف پاؤن کی چاپ نے کر انکے دنبال مین بالادوی کرنا اختیار کیا -

باب اکتیسوان

نانا کا گڑھا ہوا لفظ آؤ لیسیطہ

رات کے دو بج گئے تھے باقر خان نے بھی سنیاسیون کے دنبال مین لمبی تان دی لق ودق میدان اور صحرائی مرغزاروں کی ہوا کھاتے ایک بستی مین ہو بیٹے۔ گانوں کی اکثر جو پالون سے آدمیون کی آوازیں بھی سنائی دی۔ حافظ صاحب نے ہاتھ مین پستول لے لی۔ اور چوکنے اِدھر اُدھر دیکھتے چلے۔

سنیاسی احتیاط سے قدم رکھتے دم بدم مین گانوں کے پار ہو گئے۔ جب ایک کشادہ وسیع میدان مین گذر ہوا۔ چارون طرف جھاڑیاں اور ڈھاک کا جنگل تھا۔ بیچ مین کچی سڑک کچی سڑک سے ہوتے ہوئے خدا جانے کدھر غائب ہو گئے باقر خان کی نگاہ اس گھٹا ٹوپ اندھیری مین اپنے حریفون کا سُراغ نہ لگا سکی۔ وہ بیچارے جُپ نہ پائے رفتن نہ پائے ماندن جائین تو کدھر جائین۔ ایک گھنٹہ کامل جھاڑ جھنکار سے سر مارا کیئے۔ دفعتاً کوئی بیچائین قدم پر ایک چراغ جل اُٹھا۔ اور ساتھ ہی بندوق کی فیر بھی سنائی دی باقر خان کا ضمیر بول اُٹھا۔ کچھ دال مین کالا ہے۔ اس لیے وہ ایک درخت کی آڑ لیکر کھڑے ہو رہے۔ اتنے مین اُسی موضع کے کئی دیہاتی باتین کرتے ہوئے درخت کے قریب نکل گئے۔ اُن مین اسطرح باتین ہو رہی تھین۔

پہلا۔ کیون بھیا! یہ بندوق کہاں سے چھوٹی۔؟

دوسرا۔ اسی میدان سے معلوم ہوتی ہے۔

تیسرا۔ اگر وہ نہ ہوئے تو سمجھ لو ہم لوگون کی شامت ہی آگئی۔

دوسرا۔ نہین جی۔ ہم جانتے ہین۔ یہ لوگ بیکیر کے ساتھی ہیں۔ آج ہی رات کو تو اُنکے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ نانا صاحب نے لکھ بھیجا ہے۔

پہلا۔ زور زور سے مت بولو۔ آہستہ آہستہ بات کرو۔ جانتے نہین انگریزی مخبر لگے ہوے ہین۔ جاسوس بے طرح پیچھا کر رہے ہین۔

باتین کرتے کرتے وہ لوگ دور نکل گئے۔ باقر خان درخت کی آڑ سے نکلکر کچی سڑک پر آئے۔ وہ لوگ خدا جانے کس خیال سے زیر نخل کھڑے ہو کر کچھ سوچنے لگے۔

باقر خاں دبے پاؤں قدم رکھتے اُنکی پشت پر پہونچے اور باتوں پر کان لگا دیئے۔
کچھ دیر بعد اُن میں سے ایک شخص نے سیٹی بجائی کوئی بھی جواب نہ ملا دس منٹ چپ چاپ سنسناٹے میں گذر گئے۔ یکایک دور سے رفیل کی آواز کان میں آئی

باقر خان کا ضمیر بول اُٹھا ہو نہو میکیر کا قافلہ آگیا ہے۔ اُن لوگوں میں پھر سلسلہ سخن جنبان ہوا گلے کی آواز سے خانصاحب تاڑ گئے کہ یہ عبدل ہے۔ لیکن میکیر کی صدا معلوم نہو سکی۔ ؟

ایک بولا۔

کتنے عرصے سے ہم سب تمہاری راہ دیکھ رہے تھے۔ آخر تم لوگ تھے کہاں۔ ؟

دوسرا۔ (عبدل) نانا صاحب کا انتظار کر رہا تھا اُنکی بھی تو آنے کی خبر تھی۔ کہہ دیا تھا کاش کسی ضرورت سے میرا آنا نہوا تو اپنا آدمی بھیج دونگا۔ وہ میکیر سے ملاقات کرادیگا۔ اور وہی شخص اُنھیں مونگیر لے جائیگا۔

پہلا۔ آخر ہمارا بھی کچھ انجام سوچ لیا ہے۔ انگریزی جاسوس بے طرح پیچھے پڑے ہیں۔ اس طرح سے نیل مرام پھرنے سے ایک نہ ایک دن ہم سب گرفتار ہی ہو جائیں گے۔ کیا ہم لوگوں کی قسمت میں پھانسی لکھ دی گئی ہے۔ کتنے دلوں سے میکیر کا راستہ دیکھتے ہیں اور وہ کان میں تیل ڈالے ہیں کچھ پرواہی نہیں کرتے اگر آج اُسسے ملاقات نہوئی تو ہم لوگ جدھر سینگ سمائیں گے چلدیں گے۔

عبدل۔ ہاں بھئی۔ ٹھیک کہتے ہو۔ ہمارا زمانہ ہی بگڑ گیا۔ کیا سوچا تھا کیا ہوا ؟۔ زیادہ تر غصہ انگریزوں کا مجھی پر ہے۔ سیکڑوں روپیہ پور خرچ کرتے ہیں۔ دیکھتے ہو وہ موذی کمبخت باقر خان روز مرہ کسطرح ہماری گرفتاری کے لیے پیچھا کرتا پھرتا ہے۔ میکیر کی تلاش میں بھی طرح طرح کی ہیئت اختیار کرکے دن رات گشت لگاتا رہتا ہے۔ میری رائے میں آج راستہ دیکھکر ہم سب بھاگ چلدیں تو جانبری ہو سکتی ہے۔ ورنہ انگریزوں کے قہر میں ایک نہ ایکدن فی النار ہو جائیں گے۔

پہلا۔ تمہاری مرضی مقدم ہے۔ جہاں چاہے لے چلو کسی طرح جان تو بچے۔ یہاں تو زندگی وبال ہو رہی ہے۔ ہر وقت جان کھٹکے میں پھنسی رہتی ہے۔ اچھا آج اگر نانا صاحب کے پاس سے کوئی مخبر آیا تو اسکی شناخت کیونکر ہوگی۔ ؟

عبدل۔ نانا صاحب نے تحریر کردیا ہے ہمارے مخبر سے ہم اشارے کا لفظ پوچھ لینا جسکو

ہم سے اور انھوں نے اپنی گڑھی ہوئی زبان میں بنا لیا ہے"

پہلا - وہ لفظ کیا ہے میں بھی تو سنوں

عبدل - "آوبیسطہ"

عبدل کے اس لفظ سے باقر خان کو بہت بڑی مسرت ہوئی - خدا کی عنایت سے شناخت کا لفظ معلوم ہی ہو گیا - ناناصاحب اور ان مودیوں کی گرفتاری میں آسانی ہوگی - انشاء اللہ آج ہی میکیپر گرفتار ہوگا -

باقر خان مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے کھسکے اور ایک جھاڑی میں بیٹھ کر اپنی سرح بدلی اور مخبر کی صورت میں عبدل کے پاس پہونچے -

عبدل خانصاحب کو دیکھ کر دوڑا اور بندوق چھتیائے خانصاحب کے سر کا نشانہ باندھکر کرخت آواز میں بولا -

عبدل - تو کون ہے ؟

خانصاحب - (بجو فی سے) "آوبیسطہ" ناناصاحب کا مرسلہ آیا ہوں -

عبدل - نہیں تو انگریزوں کا جاسوس ہے -

خانصاحب - (ہنسکر) آپ کیا پاگل ہو گئے ہیں - مجھے پہچانتے نہیں - ناناصاحب کا پرانا نوکر ہوں - مسٹر میکیپر کہاں ہیں - ناناصاحب نے یاد کیا ہے - کئی روز سے اُنکی راہ دیکھ رہے ہیں -

عبدل - اگر تو اُنکا ملازم ہے تو اشارے کا لفظ بتا

خانصاحب - (جھوٹی ہنسی ہنسکر) "اوبیسطہ"

۴۲

باب بتیسواں

باغی میکیپر کا ڈیرہ

خانصاحب کے لبوں سے ادھر آوبیسطہ کا لفظ نکلا اودھر عبدل کے مشتبہ آمیز تیوروں میں بھی کمی ہوئی - بڑے تپاک سے ملا - اور ہاتھ تھامے ایک درخت کے نیچے لے گیا - رفتہ رفتہ اُسکے ہمراہی بھی آگئے اور چاروں طرف سے ہمارے شیر دل جوان کو گھیر کر کھڑے ہو گئے -

خانصاحب نے متبسم ہو کر لبوں کو حرکت دی -

وہ کیئے خدا را میں بھا میری جان بچ گئی ورنہ آپ لوگ تو میری بکا بوٹی کرڈالتے۔ جیرے رانا صاحب نے آدھی بیسطہ آدھی بیسطہ رٹا دیا تھا بہوت کام آ گیا۔ اب مجھے جلدی سے میکبیر کے پاس پہونچاؤ۔ میکبیر صاحب ہی کیوجہ سے ہمارے پیر مرشد زندہ ہوئے ہین ورنہ کب کے بھاگ گئے ہوتے اُنکا ارادہ ہے جہان جائین گے میکبیر کو ساتھ لے جائین گے۔ ہندوستان مین رہنے سے دونیا کی خرابیان ہین۔

عبدل - پہلے میری طبیعت تم سے متنفر و کھٹکی تھی لیکن اب ساری بدگمانیان جاتی رہین چلو تمھین میکبیر کے پاس لے چلوں مگر ایک بات اور پوچھنا چاہتا ہون۔

خانصاحب - وہ کہو۔

عبدل - کیا میکبیر کے علاوہ اور بھی لوگ تمھارے ساتھ جا سکتے ہین۔

خانصاحب نے سوچا میکبیر کو بہانے جانا باہر معلوم ہوتا ہے۔ اور سب کو یکدم گرفتار کرنا امکان سے باہر ہوگا۔ اس لیے انھون نے عبدل سے کہا۔

رانا صاحب کی اجازت تو صرف میکبیر ہی کے لیئے ہے اور کسی کو ساتھ لانے کا حکم تو مجھے نہین دیا ہے۔ اس لیئے مجبور ہوں۔

عبدل - خیر - اگر مین تمھارے ساتھ چلون تو کیا کوئی حرج ہے۔؟

خانصاحب کشمکش مین پڑ گئے۔ صرف میکبیر ہی کی گرفتاری دشوار معلوم ہوتی ہے اگر یہ بلا ساتھ رہے گی تو اور قباحت ہو جائے گی۔ یہ پُرانا خرانٹ گرگ کہن سال ہے۔ اسکا ساتھ رہنا کسی طرح مناسب نہین۔ اور اسکو جواب کیا دیا جائے۔ اگر انکار کرتا ہون تو سر ہو جائیگا اور زبردستی میرے ہمراہ چل کھڑا ہوگا۔ دوسرے دیر ہوئی جاتی ہے ایسا ہو نا کا محر آ جا تو بنے بنائے کھیل پر پانی پڑ جائے گا۔

خانصاحب - (کچھ عوصے مین جاکر) رانا صاحب بارہا آپ کی خوبیون کا اعتراف کرتے ہین وہ فرماتے ہین عبدل بھی میرا دست بازو ہے۔ اسنے وہ وہ کام کیے ہین کہ بڑے بڑے دلاوردن سے بھی نہ ہو سکتے۔ اگر ہندوستان کی حکومت ہاتھ آجاتی تو اسکو مین اس کے کام کا نعم البدل عطا کرتا یعنی وزارت کے پایہ کا مالک بنا دیتا۔ جب اتنی خوبیان آپ مین ہین اور وہ آپ کو اپنا معتمد علیہ سمجھتے ہین تو آپ چل سکتے ہین۔ کاش وہ غصہ کریا تو اوسکا جواب آپ دے لین۔ مجھپر آنچ نہ آنے پائے۔

ان باتوں سے عبدل کے دل کی رہی سہی گرہیں کھل گئیں وہ سمجھا ابھی بابا صاحب کا تجربہ مگر ڈرا بابا صاحب کا مزاج غصہ ور ہے۔ ایسا ہو مجھ سے بھی بگڑ جائے اس نے ساتھ چلنے کا قصد ترک کر دیا خانصاحب سے بولا۔

"پھر آپ میکیپر کو ہمراہ لے جائیں میں جاؤنگا۔

اتنے میں ایک شخص عبدل کو ہٹا کر کچھ دور لے گیا۔ اور جدا جانے اُس سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔

عبدل نے پلٹ کر خانصاحب سے کہا۔

تم پر کسی طرح کے شکوک نہیں رہے۔ طبیعت صاف ہوگئی لیکن اتنا یہ بتاؤ تمہارا نام کیا ہے۔؟

خانصاحب ۔ (زیر لب ہنسکر) بائیں آپ مجھے پہچانتے نہیں میں نے حضور کو بارہا دیکھا ہے۔ مجھے گوپال راؤ بولتے ہیں۔ بابا صاحب میرے ماموں ہیں۔ اور وہ مجھی سے زیادہ تر کام لیا کرتے ہیں۔

عبدل ۔ (اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر) تم لوگ بھی میرے ساتھ میکیپر کے پاس چلو میکیپر صاحب کی معرفت تمہارے بارے میں سفارش کی جائے گی۔ کاش بابا صاحب ہم سب کو ساتھ لے لیتے تو اچھا تھا۔ یقین ہے کل تک ہماری درخواست کا اب گوپال راؤ صاحب لا دیں۔

یہ کہہ کے عبدل آگے بڑھا بادشاہ اور اُسکے ہمراہی پیچھے پیچھے قدم بقدم رکھتے چل کھڑے ہوئے۔

جدا جدا کر کے ایک گھنٹہ کامل چلنے کے بعد ان لوگوں کا گذر ایک صحرائے سرحار میں ہوا تین پہر رات جا چکی تھی۔ جھاڑیاں نیچا ہے جب ساکھو کے جنگل میں ہو بیٹھے تو عبدل باقر خاں سے بولا۔

ذرا توقف کیجیے۔ یہاں آپکے ساتھ کچھ بے عنوانیوں اور سختیوں کا برتاؤ ہوگا۔ آپ مجھے معاف کریں گے۔

خانصاحب ۔ (حیرت آلود لہجہ سے) کیوں کیوں۔ کیا میں نے کوئی ایسی خطا کی ہے جس کے بادواش میں مورد عتاب ہونگا۔

عبدل ۔ نہیں صاحب ۔ خطا کچھ بھی نہیں ۔ ہم اپنے اصول کے پابند ہیں جب کوئی نیا شخص ہم سے ملنے آتا ہے ہم اُسکی ہر طرح جانچ کر لیتے ہیں ۔

خانصاحب ۔ آپ کو اختیار ہے جس قسم کا چاہے برتاؤ کیجیے ۔

عبدل ۔ آپ کی آنکھوں پر پٹیاں چڑھادی جائینگی اور آپ میکیپر کے پاس پہونچا دیے جائینگے ۔ گستاخی تو ضرور ہے مگر میکیپر صاحب کا حکم ہی ایسا ہے ۔

خانصاحب ۔ مجھے تعمیل حکم مین کیا عذر ہے ۔ لیکن مین یہ جاننا چاہتا ہون آپکو مجھپر کسی طرح کا شک تو نہین ہے ۔ کاش طبیعت میری جانب سے کھٹکتی ہو تو مین واپس جاسکتا ہون ۔ نانا صاحب خود ہی آئین یا کسی اور کو بھیجدین ۔

عبدل ۔ میرا دل تو صاف ہوگیا ہے ۔ اب کسی قسم کا اندیشہ آپ کی طرف سے باقی نہین رہا ۔ الا میکیپر صاحب کے حکم سے مجبور ہون ۔ اگر خلاف ورزی کرون ممکن ہے میکیپر صاحب کے خلاف گذرے ۔ اور اسمین حرج ہی کیا ہے ۔ میرے خیال مین نانا صاحب بھی ان باتون سے ضرور خوش ہونگے ۔ غیر شخص کی جانچ کر لینے مین سوا فائدے کے نقصان کی کوئی بات نہین ہے ۔

خانصاحب نے عبدل کی باتین مان لین ۔ عبدل نے رومال سے خانصاحب کی آنکھون پر پٹی چڑھائی اور قریب قریب بیس منٹ اسی حالت مین اُنھین چلنا پڑا ۔ اس کے بعد خانصاحب کی آنکھیں کھولدی گئیں ۔ اُنھوں نے دیکھا گھٹا ٹوپ جنگل مین ایک خام حجرے کے سامنے کھڑا ہون ۔ عبدل نے آہستہ آہستہ حجرے کے دروازے پر دھکا دیا اندر سے آواز آئی کون ہے ؟ ۔

عبدل ۔ دروازہ کھولیے ۔ مین پلٹ آیا ہون ۔

حجرے کا دروازہ کھلگیا ۔ خانصاحب ۔ عبدل اور اُسکے ہمراہی داخل حجرہ ہوئے ۔ حجرے کے اندر چوبی شمعدان پر چراغ جل رہا ہے اور ٹوٹی ہوئی چارپائی پر فرانسیسی ڈاکو میکیپر جلوہ فرما ہے ۔

عبدل ۔ (میکیپر سے) نانا صاحب نے اپنا مخبر بھیجا ہے (خانصاحب کی طرف اشارہ کر کے) یہ صاحب آئے ہین ۔ اپنا نام گوپال راؤ بتاتے ہین ۔ اور رشتہ مین اُنکے بھانجے ہین ۔ اور وہ لفظ بھی اُنھین یاد ہے جو نانا صاحب نے ہم لوگون مین شناخت کے لیے مقرر کر رکھا ہے ۔

بابا صاحب نے کہلا بھیجا ہے کہ اسی وقت میکیر ہمارے مہر کے ساتھ چلے آئیں۔ دیر ہونے مین آفت دھری ہے۔

عبدل کی باتین سنکر میکیر نے گوپال راؤ سے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

ادھر کسی شخص نے دوسری طرف سے خانصاحب کا گڑھا ہوا اشارہ کیا۔ خانصاحب تاڑ گئے ہمارے یہان داروغہ صاحب بھی تشریف لے آئے ہین۔ یہ بہت اچھا ہوا۔

باب تینتیسوان ۳۳

میکیر اور عبدل کی گرفتاری

خانصاحب نے بھی اُسی وقت داروغہ کی بات کا جواب اسی اشارے مین دیا۔ جلد کام کرنا چاہیے۔ توقف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

میکیر۔ (خانصاحب کی طرف ترچھی نگاہ سے گھور کر عبدل سے) عبدل اس آدمی نے اپنی باتوں سے تمھارا تو اطمینان کر دیا۔ مگر مجھے شک ہوتا ہے یہ بنا ہوا آدمی ہے۔ ایسا تو نہیں دھوکا دیتا ہو۔

عبدل۔ خدا نہ کرے دشمن کسی کے پیچھے پڑے ہوں۔ ایسی حالت مین خواہی نخواہی ہر ایک انسان کی طبیعت شک کھاتی ہے۔ یہ تو عام بات ہے۔

میکیر۔ خدا کرے میرا گمان غلط ہو مگر ایک دفعہ یہان بھی جانچ کر لو۔

اُسوقت خانصاحب عجب اُلجھن مین پڑ گئے۔ داروغہ پولس بھی اسوقت باہر تھا۔ بار بار انکی نگاہین دروازے کی طرف لگی ہوئی تھین۔ یا اللہ داروغہ صاحب ہی اندر آجائیں ورنہ معاش ضرور مجھ پر حملہ کر بیٹھین گے۔ اور مجھے اپنی جان بچانا دشوار ہو جائیگی۔

داروغہ کی اس پہلو تہی اور بیجا توقف پر اسے سخت غصہ آیا وہ اپنی بوٹیاں نوچ رہا تھا ادھر قسی القلب عبدل نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

باقر خان۔ (جھلاہٹ کے ساتھ تیز آواز میں) یہ کیا کرتے ہو۔ اگر تم کو مجھ پر بھروسا نہیں تو چھوڑ دو میرا سلام ہے۔ جاتا ہون۔

میکیر۔ پھر امتحان سے اور اپنا اطمینان کیے کیونکر چھوڑے جا سکتے ہو۔ آواز تو بیچانی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ بیشک تم دھوکہ دینے آئے۔ ٹھہرو اچھی طرح آزمائیش کیجائیگی۔

باقر خان ۔ اس سے بڑھکر اور کیا آزمائش ہو سکتی ہے۔ آپکو وہ نقطہ بھی بتا دیا جس کو سوائے آپکے اور نانا صاحب کے دوسرا جانتا نہیں۔ افسوس ابھی تک آپ مجھ سے مشکوک ہیں۔

میکیبر ۔ (عبدل سے) سب سے پہلے اسکی داڑھی مونچھ اور سر کے بال کھینچکر دیکھو یہ نقلی تو نہیں ہیں۔ بعدہٗ گرم پانی سے اسکا چہرہ صاف کرنا معلوم ہو جائیگا کوئی رنگ تو نہیں چڑھایا۔

گرم پانی سے چہرہ صاف کرنے کی بات سنکر خانصاحب بہادر گھبرا سے گئے۔ کیونکہ منہ دھونے سے اصلی صورت ظاہر ہو جائے گی اور وہ گرفتار کر لیے جائیں گے۔ اور دوسری خاص وجہ بے چینی کی یہ بھی تھی۔ آپکے ساتھی داروغہ صاحب خدا جانے کہاں مر رہے تھے بیچارے ان دونوں گرگوں سے کیسے نپٹینگے۔

قصہ کوتاہ میکیبر کے حکم سے عبدل نے ہمارے دوست کی داڑھی اور سر کے بال زور سے کھینچے۔ لیکن خوش قسمتی سے داڑھی خوب مضبوط بندھی ہوئی تھی اکھڑ نہ سکی عبدل کو داڑھی میں کوئی شک نہ رہا۔ اسوقت خانصاحب کا چہرہ حرارت سے سرخ ہو رہا تھا۔ کئی دفعہ جی میں آیا کہ پستول سے اس مردود کا سر اڑا دوں لیکن بغیر ساتھی داروغہ کے ایسے خطرناک کام میں چھوٹ دکھلانا خلاف سمجھ کر خاموش رہنا پڑا۔ اور میکیبر کی بے تکی باتیں سننا پڑیں۔

عبدل ۔ داڑھی اور سر کے بال نقلی نہیں معلوم ہوتے۔ اب گرم پانی سے منہ دھونا چاہیئے

خانصاحب سخت کشمکش میں پڑ گئے سوچے اب دھر لیے گئے۔ اب جان نہیں بچتی عبدل پانی لے کر آ گیا۔ لیکن داروغہ کا پتہ نہیں۔ کیا اسے سانپ سونگھ گیا۔ خدا جانے کہاں مر رہا۔ خانصاحب کی آنکھوں تلے اندھیرا سا چھا گیا۔ اتنے میں ایک ترکیب ذہن میں آئی انھوں نے سوچا داروغہ سے طے کر چکا ہوں جسوقت مصیبت پڑے زفیل دینا۔ زفیل دینے سے شاید وہ آجائے۔ اور ابھی تک ایسا ہی ہوا بھی اُسے سیٹی دی ہیں پہونچ گیا میری زفیل سے وہ جان دینے کو مستعد ہو گیا۔ ضرور وہ سیٹی کی آواز کا منتظر ہوگا۔

خانصاحب نے فوراً جیب سے سیٹی نکالی اور زور سے پھونک دی۔ سیٹی سنتے ہی میکیبر بڑی پھرتی سے اُچھلا۔ اور پستول لئے خانصاحب کی طرف دوڑا۔ عبدل لوٹا پھینک کر ٹک چھرا لیکر خانصاحب سے چمٹ گیا۔ خانصاحب لحیم و شحیم اور طاقتور جوان تھے۔ ایک ایسی لات جڑی عبدل قلابازی کھاتا ہوا دور جا گرا۔ ادھر میکیبر دانتوں سے بوٹیاں نوچتا ہوا جھپٹ پڑا۔

خانصاحب نے اُسے بھی چھٹیاں دیں۔ اب اُسکے غصے کا پارا ایک سو کئی درجے پر
پہونچا فوراً ہی پستول نکالکر خانصاحب کا نشانہ باندھا۔ اتفاق سے گولی نکلکر دیوار سے
ٹکرائی۔ خانصاحب بچ گئے۔ میکبیر کو تاب کہاں تھی۔ جھلا کے اٹھا دیا ہتا تھا پھر خانصاحب
سے گتھم گتھا ہو۔ مگر جوش سما یا تھا۔ خانصاحب طاقتور جوان تھے۔ اگر پھر اتو بیس ہی کے
رکھ دیتے۔ دور ہی سے دو دو بکس رہی دور ہی سے عرتے ڈبے دکھائی لگا۔ ادھر داروغہ جی
دندناتا ہوا کوٹھری میں داخل ہوا اور آتے ہی عدل کے ہاتھ پاؤں کس کر باندھ دیئے
ادھر خانصاحب نے میکبیر کی خبر لی۔ پاس پہونچکر تڑاق سے اسی کے پستول کی دو ایک
ٹھوکریں دیں اور ہاتھ پاؤں باندھکر سیدھا کیا۔

خانصاحب کی آنکھوں میں خاک جھونک کر میکبیر کتنی ہی بار بھاگ چکا تھا۔ اب نہ
بھاگ سکے اس لحاظ سے انھوں نے رسی سے خوب ہاتھ پاؤں جکڑ دیے۔ اُسکی جیب سے ایک
تیز زہر کی شیشی اور ایک ریوالور برآمد ہوا۔

میکبیر آتش غضب سے کباب ہو کر جامۂ تہذیب سے باہر ہو رہا تھا۔ لگا بے نقط سنانے
او سُور۔ پاجی بدمعاش تو میری جان کا گاہک کہاں سے آگیا۔ افسوس وہی ہوا جو میں نے
سوچا تھا۔

خانصاحب۔ کیا پھر بھاگنے کا ارادہ ہے۔

میکبیر۔ اب بھاگ کر کیا کرونگا۔ اپنے گناہوں کا کفارہ ہونا ہی چاہیئے۔ قلب و جگر سے
دماغ تک کس عرصے سے بھٹیاں سلگتی رہتی ہیں آخر اُسکی گرمی بھی کسی نہ کسی دن ٹھنڈی ہونا
لازمی ہے۔ میں نے سرکاری نقصان بہت کیے۔ سیکڑوں کی جانیں تلف کیں۔ سیکڑوں
بے گناہوں کے خون سے ہاتھ بھرے۔ آخر انکا خمیازہ سوائے میرے اور کون بھگتے گا۔

خانصاحب۔ اس کے لیے خدا سے دعا مانگو۔

میکبیر۔ ایک گناہ ہو تو توبہ کر لی جائے۔ اب معصیت سر سے گزر گیا تو خدا بھی معاف
نہیں کرتا۔ وہ منصف ہے کبھی ان گناہوں کو درگذر نہ کریگا۔

ناظرین! ہم اسوقت میکبیر کی پریشانی کا حال کیا بیان کریں۔ اسوقت گھبراہٹ کے
عالم میں ہر سو نگراں ہے۔ کبھی اپنے گناہوں کی خدا سے تلافی چاہتا ہے اور بخشوع و خشوع
دعا مانگتا ہے اور کبھی آنکھے گناہوں کے سامنے وہ جانکاہ سین پیش ہو جاتے جن کا نقشہ

سواے موت کے کچھ نہیں سکتا وہ سمجھتا ہے حضرت عزرائیل روح قبض کرلینے کے لیے
آیا چاہتے ہیں۔ مگر آہ مرنے کے بعد بھی بچاؤ نہیں۔ وہاں بھی عذاب الیم میں گرفتار ہونا پڑیگا
افسوس آسمان پر جتنے نحس وسعد ستارے ہیں سب میرے حق میں مریخ بن گئے ہیں۔ اب ضرور
جلاد کا کھینچا ہوا ہاتھ تیغ اجل کی طرح میری گردن پر چلیگا۔ سر الگ ہوگا دھڑ الگ گرے گا
اور کٹی ہوئی رگوں سے خون کے فوارے چھوٹ نکلیں گے میری کمبخت لاش پر آٹھ آٹھ آنسو
روئیں گے۔ اتنی عمر آئی کبھی کوئی صواب کا کام نہ کیا معاذ اللہ گناہوں کا پشتارہ گردن
پر رکھا ہوا ہے کیونکر پچھلے مظالموں سے سبکدوش ہو سکتا ہوں۔ یا اللہ توبہ بچا مجھے
اس مصیبت سے۔ آہ میں نے اچھے برے۔ غیر اور دوست دشمن میں مطلق امتیاز
نہیں کیا اپنی خودپسندی سے جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ غرضکہ آجتک جو کام میں نے کیا ظلم
اور جہالت سے خالی نہ تھے۔

باب چونتیسواں

اقرار گناہ

کانپور سنٹرل جیل میں وانس کا وہ خوفناک قزاق جسکا نام رابرٹ میکبیر ہے آہنی زنجیر
وطوق وسلاسل میں جکڑا ہوا پڑا ہے۔ عبدل اور اسکے ساتھی شورہ پشت بھی اسی جیل
کے دوسرے کمرے میں بیڑیاں کھڑکھڑا رہے ہیں۔ ان بدمعاشوں کی گرفتاری نے تمام شہر میں
ہلچل مچا رکھی ہے۔ اسی دن بعد دوپہر کے لارڈ کیننگ کا مفصلہ ذیل تار ہیر باقرمان کے
نام آیا۔

"آپ کی کوششوں اور جانفشانیوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ آپنے تاج برطانیہ کے
ساتھ وہ رفاقت کی اور وہ خیرخواہی دکھلائی جسکا اعتراف کل برٹش قوم کو ہے۔ اس
فرانسیسی ڈاکو میکبیر نے ہندوستان کی رعایا کو خلاف انگریزی حکومت سے بدظن کرادیا
تھا۔ نانا اسی کی اشتعال [illegible] ہاتھوں میں اسی نے ٹھسکر
اس بات کی تحریک [illegible] ریاستوں میں جو چیتی استقلال
کی جاتی ہے وہ اپنے خاندانوں کی بہتری [illegible] سلاطین [illegible] دونوں کے
مذہبوں میں ممنوع ہے۔ سرکار کا مقصد [illegible] دونوں اقوام کے [illegible]

افسوس اسی ملعون کے اثر کا یہ نتیجہ ہے کہ فوج نے کارتوس لینے سے انکار کر دیا۔ اور ملک پر آشوب ہو گیا۔ لیکن آپ کی ہمت اور دور بینی عقل اُس شعبدہ باز کی دغا بازی سے غافل نہ تھی اور اس کی اندرونی سازشوں کا اثر کچھ بھی نہ رہا۔ بلکہ اُس مردود حلالی کو پابہ زنجیر کر کے حراست میں لے لیا۔ آج میں نے کل کیفیت سے گورنمنٹ عالیہ کو اطلاع دے دی ہے۔ تاتیا ٹوپی بھی مشکوک آدمی ہے اُس سے کہو اُن واردات کی جانچ کرتے رہیں گے۔ یہ مجھے اُمید ہے۔

ہمارے پہلے ملک میں اگر کوئی کانٹا رہ گیا ہے تو وہ تاتیا ٹوپی ہے۔ اس کانٹے کا بھی نکالنا اتنا ہی دانشمندی ہے۔ ہم لوگ پہلے سے زیادہ اُس سے واقف ہیں۔

ہر چند سرکار انگریزی کے اقبال نے باغیوں کے چھکے چھڑا کر ان کے ظالم کے بیرحم ہاتھوں سے غریب رعایا کو چھڑا لیا ہو گر رانڈل الا (فوجی والوں) کے مظالم آدمی کی سختیاں کسی کو اطمینان سے بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتیں۔ غدر کی پر آشوب ابتری کی پھیلی ہوئی رعایا ابھی تک دب سمٹ کر اپنے گھروں میں نہیں آئی۔ مگر لوگ آ رہے ہیں اور اپنے گھروں کو بسانے جاتے ہیں عام شورشیں مٹ گئی ہیں اور بہت کچھ اطمینان ہو گیا ہے۔

باغیوں کے پاس [illegible] گشت لگا رہے ہیں اور بہت کچھ جمع دیہی راجاؤں سے کہ سنکر فراہم کر لی ہے۔ ایک بہت بڑا ہنگامہ ملک میں پھر مچنے والا ہے۔ مگر خانصاحب بغیر معرکہ کا فیصلہ ہوئے کب ٹلنے والے تھے۔ ایک دو نہیں دو تین بار جھڑکے کھا چکے ہیں ہمیشہ [illegible] الٹا ناکر نکل گیا ہے۔

خانصاحب آج گارڈن صاحب سے ملے گئے۔ سُنا پاگل جانے کی ہوا کھا رہے تھے مگر مکان واپس آ گئے ہیں۔ اگلا فضل کسی قدر کم ہو گیا۔

خانصاحب ملے تو بڑے تپاک سے اٹھ کر بغلگیر ہوئے۔ پاس بٹھا لیا۔

خانصاحب نے پوچھا۔

اب فرمایئے مزاج کیسا ہے؟

گارڈن۔ اچھا ہوں کسی قدر مرض میں کمی ہو گئی ہے۔

خانصاحب۔ غالباً آپ نے بھی سنا ہو گا کہ میکسر گرفتار ہو گیا ہے۔

گارڈن۔ ہاں رو رہے مجھ سے کہا تھا۔

خانصاحب۔ ۱۵۹۔ جرائم سے جو شتابی شغل ہے۔

گارڈن - ہائیں وہ اپنے گناہوں سے منفعل ہے - یہ تو تعجب کی بات ہے

خانصاحب - ہاں جناب - وہ خدا سے اپنے گناہوں کی تلافی چاہتا ہے بلکہ اکثر بارگاہ صمدیت میں دعا کرتا رہتا ہے -

گارڈن - اب آپکے دیدۂ باطنی کھلے - اب عقل ٹھکانے ہوئی - پھر خدا اُسے اس کے گناہوں کا نعم البدل عطا کرے - کیا میں اُس سے مل سکتا ہوں -

خانصاحب - ہاں - آج ہی آپکو میں اُس سے ملا دونگا -

یہ کہکے خانصاحب کمرے سے نکل آئے - برآمدے سے اُترتے وقت مس روز سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا

"خانصاحب! انسان کے لئے کسی کے عیبوں پر خاک ڈالنا اور چشم پوشی کرنا بھی داخل صواب ہے - خدا نے عفو کو بہت بڑا رتبہ دیا ہے - میری التجا ہے آپ اُسے کسی طرح پھانسی سے بچالیں تو بہت ہی اچھا ہو -

خانصاحب - یہ تو میرے اختیار میں نہیں - عدالت کے ہاتھ ہے جو انصاف ہوگا کریگی -

روز - میرے خیال میں یہ مقدمہ مسٹر ہملٹن صاحب جن کی عدالت میں ہوگا وہی فیصلہ کرینگے - بہت اچھی بات ہے مجھ سے اُنسے شناسائی ہے میں اُنکے پاس جاؤنگی خوشامد کرونگی کہ خدا کے لئے اس بیکس کی جان پر عذاب نہ نازل کیجئے - پھانسی سے بچا لیجئے ایسا ہی ہے تو جلاوطن کر دیجئے - روز حشر خدا ایسے شخص کا فیصلہ خود ہی کر دیگا آپ کیوں خون میں ہاتھ بھرتے ہیں -

خانصاحب - مسٹر گارڈن بھی تو آج بیکر سے ملنے والے ہیں - تمہاری کیا رائے ہے بعد دوپہر میں تمہیں بلاؤنگا -

روز - اُنکی تمنا ضرور پوری کرنا چاہیئے - رسول رب صاحب کی رائے ہے جسوقت اُنکی جو خواہش پوری کی جائیگی اُس سے بھی مرض دفع ہوگا -

خانصاحب - لیکن میرا دل تو خوف کھاتا ہے - کہیں بیکر کو دیکھ کر غصہ نہ کر بیٹھیں پچھلی باتیں یاد آجانے سے خون ہی کیوں حرارت آجائیگی - انکی راست دماغ پر چڑھ جاتی ہے فالج اعتقل ہیں ہی - لاقدر اللہ کوئی ایسا خطرہ ہو جائیگا -

روزہ اچھا ڈاکٹر سے پوچھ لونگی - اُنکی جو راے ہوگی آپسے کہلا بھیجوں گی -

خانصاحب - اچھا ریزیڈنٹ ڈاکٹر سے اس بارے میں راے لونگا آجکل سرجن اسٹیفن کہاں ہیں عرصہ سے ملاقات نہیں ہوئی

روزہ - جارج ہملٹن سے ملنے گئے ہوئے ہیں تھوڑے دنوں میں آتے ہوں -

اتنے میں گھڑی سے تین بجائے خانصاحب اُٹھ کھڑے ہوے گھوڑا موجود ہی تھا سوار ہوکر ریزیڈنٹ ڈاکٹر جوزف ولسن کے بنگلے پر پہونچے اور اُنسے مسٹر گارڈن کے بارے میں پوچھا اُنھوں نے جواب دیا۔

"دونوں طرح نقصان ہے - اگر میکبیر سے ملنے نہ دیا جائے تو بھی خرابی ہے - مرض ترقی کرسکتا ہے - اور ملاقات ہونے پر خواہ مخواہ پچھلی باتیں یاد ہوجائیں گی اسوقت بھی لامحالہ مرض میں فتور پیدا ہی ہوجائیگا۔

القصہ کچھ دیر بحث و مباحثہ ہونے کے بعد میکبیر سے ملنے کی راے قرار پاگئی -

کوئی چار کے عمل میں خانصاحب ہادرا پنے بستر پر آئے - یہاں روزکی ایک چٹھی ملی - [illegible]

خانصاحب نے گاڑی کسوائی اور گارڈن کے مکان پر پہونچے - اسوقت وہاں آپ بھی آگئے تھے - مسٹر گارڈن اور روز بھی بیٹھے ہوے تھے - خانصاحب کے ساتھ وہ تینوں شخص بھی ملنے سنٹرل جیل میں گئے - اور سپرنٹنڈنٹ جیل سے اجازت لیکر جیل کے اندر گھسے - یہاں عجیب کرشمہ نظر آیا معلوم ہوا ہم لوگ کسی دوسری دنیا میں آگئے ہیں -

سیکڑوں ہی مجرم اپنی بساط سے باہر کام کرتے ہوے نظر آئے کوئی چکی پیس رہا ہے کوئی ہاتھی پینگھاڑ کاٹ رہا ہے کوئی گرتے پڑتے کام میں سلوہی کرتا ہے بید کھاتا ہے وہ تلملاتا ہے اسکی فریاد پر کوئی کان نہیں دیتا -

گارڈن نے یہ کیفیت دیکھکر آہستہ آہستہ خانصاحب کے کان میں کہا -

باقرخان! کیا میکبیر کی بھی یہی حالت ہوگی کیا وہ بھی بید کھاتا ہے

باقرخان - نہیں پیر مرشد! اسکا ابھی فیصلہ ہی نہیں ہوا - اور نہ کوئی سزا ہی ملی ہے وہ ایسی سختیاں کیوں اٹھانے لگا -

اس کے بعد یہ چاروں شخص اس کمرے کی طرف بڑھے جہاں میکبیر بیٹھا ہوا تھا
یہ کمرہ ان قیدیوں کی بارک سے علیحدہ کسی گوشے میں تھا۔ وہاں ہر شخص کے آنے کی روک تھی

یہ چاروں شخص اس کمرے کے سامنے کھڑے ہوکر اندر کی طرف تاکنے لگے
عجیب کیفیت دیکھنے میں آئی۔ میکبیر کی حالت منتشر ہے اب وہ میکبیر نہیں رہا۔ اس نے
اپنی سنگدلی سے ہزاروں کے خون کرڈالے جن کے ہاتھوں سے وہ بڑے بڑے جرم کئے جس کے
سننے اور دیکھنے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جس نے کبھی عمر بھر کوئی نیک
کام کیا ہی نہیں آج بیٹھا ہوا اپنے پچھلے گناہوں پر آنسو بہا رہا ہے۔ اور خدا سے طرح طرح
سے دعائیں مانگ رہا ہے۔

تقریباً نصف گھنٹہ یہ چاروں شخص چپ چاپ وہاں کھڑے رہے میکبیر
کی آنکھیں برابر آسمان پر لگی تھیں گویا وہ مراقبے میں تھا۔ خدا کا پاک جمال اس کے سامنے
پھر رہا تھا۔ ان چاروں شخصوں میں کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اس کو خدا سے لگی ہوئی لو سے
ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کرلے۔

۳۵
باب پینتیسواں

گناہ کا کفارہ

اسی حالت میں کھڑے کھڑے دس منٹ گزر گئے۔ یکایک اس کی نظر ان شخصوں پر
پڑی۔ اس کے دونوں پاؤں وزنی بیڑیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ بادقت تمام اٹھا اور
بڑی ہی عجیب سی اور خستہ حالی کی حالت میں ان لوگوں کو گھورا گیا۔ آنسو ڈھل ڈھل کر اس کے
رخساروں پر گر رہے تھے گویا دل بے قرار اس کے سینے کی آتش ایک سیلاب نکال رہی تھی۔
رفیق الطلب خان صاحب کے دل کو اس کی اس حالت نے تڑپا دیا اور سکتے کے عالم میں
کھڑے کھڑے ان کے لبوں سے نکلا۔

"میکبیر! مسٹر گارڈن مسٹر رابرٹ اور سٹیفن صاحب تم سے ملنے آئے ہیں۔"
خان صاحب کی بات سن کے میکبیر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔
"آپ لوگ انسان نہیں ہیں۔ بلکہ آپ خدا کی بھیجی فرشتوں کی مانند ہیں۔ اگر

آپ صاف صاف میری خطائیں معاف کر دیں گے تو خدا بھی ضرور میری غلطیوں کو معاف کر دیگا۔ اور جب میری روح جانے میں کبھی خوش رہو گی تو وہ بھی خوش رہیگا۔

گارڈن۔ یا ر انھیں سے تمھاری اگلی پچھلی کل خطائیں معاف کیں۔ خدا تمھیں اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے اسکی ذات غفور الرحیم ہے بخش دینا اُس کے آگے کوئی بات ہی نہیں

ھیلیپر۔ (روزا اور سیفین کی طرف مخاطب ہوکر) ہائے میری ذات سے تم دونوں مخصوص پر وہ وہ تکلیفیں نازل ہوئی ہیں جنکے خیال سے اسوقت میرا کلیجہ نکلا پڑتا ہے۔ مگر اے عزیز تمھاری عفت کی قسم کھانا چاہیئے۔ تمھارے مستقل ارادوں میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ اور تم اپنی بات سے نہ پھرے پھر میں اپنے اعمال کو پہونچ گیا۔ میرا آخری وقت ہے تم لوگ بھی میری خطاؤں کو عفو کا لباس پہنا دو۔

روزا اور سیفین نے کہا۔

تمھاری جتنی خطائیں تھیں ہم سب سے درگذر کر دیں۔ اب خدا سے دعا کرتے ہیں کہ تمھارے اوپر اپنے فضل و کرم کا سایہ ڈالے جسمیں تمھارا بھلا ہو۔

ھیلیپر۔ (گارڈن سے) میں نے آپکا بہت کچھ نقصان کیا۔ اور بہت ستایا۔ چونکہ آپ برگزیدہ انسان اور فرشتہ خصلت آدمی ہیں اس لیے تاحیات مجھکو اسی نظر سے دیکھیں گے جس نظر سے ایک صادق آشنا اپنے مخلص و ہمراز دوست کو دیکھتا رہتا ہے۔ اور وہ تمام رنجش آمیز باتیں دل سے بھلا دیجئے جنکی وجہ سے ہمارے اور آپکے درمیان دل میں گرہیں پڑ گئی ہیں۔ اور جسکا خمیازہ مجھے اسوقت بھگتنا پڑا ہے۔ اسوقت میری دو باتیں آپکو قبول کرنا پڑینگی۔

اول۔ آپنے تیس ہزار کا چیک آگرہ بنک سے بھنانے کے لیے مجھے عنایت فرمایا تھا۔ حالانکہ بالعموم ان سے بہت کچھ کد و کاوش کی اور جب نہ بھنے پر لاکھ زور مارا مگر میں اپنی چالاکی سے بینک سے روپیہ نکال ہی لے آیا۔ ابھی تک اُس روپیہ میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا ہے۔ کچھ تھوڑا روپیہ اور باقی نوٹ رکھے ہوئے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے اُس کمرے میں جائیں جہاں مس روزا قید کی گئی تھیں۔ وہاں مغرب رویہ دیوار کے گوشے میں آہنی صندوق زمین میں

دین ہے۔ اُسی صندوق میں کل روپیہ آپ کو ملجائیگا۔ میں نے یہ روپیہ آپ کو بخوشی خاطر و بطیب رغبت بلا اکراہ داد بار آنکو دے ڈالا۔ اگر آپ روپیہ لینے سے انکار کرینگے تو مجھے مرنے کے بعد بھی صدمہ ہوگا اور قبر میں روح پریشان ہوگی۔

دوم۔ اوسی صندوق میں پچاس ہزار روپیہ کے نوٹ اور بھی رکھے ہیں اُن روپیوں سے اسی کانپور شہر میں میری یادگار میں ایک چیریٹی کھول دینا اُسی چیریٹی سے غریب مسکین دینوا کی پرورش ہوتی رہے اور اتوار کے دن پادری صاحب میرے حق میں دعائے مغفرت کیا کریں۔

گارڈن۔ تمھاری آخری درخواست بسر وچشم بجالاؤنگا۔ لیکن پہلی درخواست میں عذر ہے وہ نہیں مان سکتا۔ کیونکہ وہ روپیہ جب میں نے ترک کر دیا تو میرے کس کام کا۔ وہ واپس نہیں ہوسکتا۔ موہوبہ چیز کا واپس لے لینا بھی اخلاقی جرم ہے

میکبیر۔ (آنسو بھرکر) افسوس مجھ سوختہ قسمت اور گنہگار کی التجائیں تم نے کبھی نہ سنیں

گارڈن خاموش رہے

میکبیر۔ جناب عالی! وہ میرا اندوختہ سرمایہ نہیں ہے وہ دھوکا دیکر بجبر آپ سے لیا گیا۔ اُسپر میرا حق ہی کیا ہے اگر آپ نے اُس سرمایہ کو لینے سے انکار کیا۔ تو میری روح گور میں بھی ٹھوکریں کھاتی پھرےگی۔ کیا میرے مرنے پر بھی تکلیف دینا آپ کو گوارا ہے۔ کیا میرے دل کی لگی ہوئی آگ کو ٹھنڈا نہ کرینگے افسوس۔

میکبیر کی باتیں سُنکر روزا بیوہ والدہ اداس مسٹر گارڈن سے بولی۔

"آپ روپیہ لے لیجیے۔ اسکی آخری دونوں استدعائیں پوری کرنا بھی ایک قسم کی ایمانداری ہے۔ ایمان فروشی نہیں۔ بہت ہوگا اُس روپیے کو اپنے ذاتی مصرف میں نہ لائینگے کسی اچھے کام میں خرچ کر دینگے۔

روز کی باتیں سُنکر تھوڑی دیر گارڈن صاحب سکوت میں غوطہ زن رہے پھر میکبیر سے بولے۔

خیر۔ روز کی سفارش سے تمھاری پہلی درخواست بھی قبول کی جاتی ہے۔ خدا سے برتر تمھاری روح کو دائمی سرور عطا کرے۔

اسکے بعد گارڈن صاحب بیٹھیں۔ اور وہ نیسے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاکر میکبیر کے بیٹے

دعائیں مانگیں۔ پاک خدا حضرت مسیحؑ کے طفیل میں اس شخص کو بخیر موت سے بچا لے
دعا کے بعد جھون نے اپنے مکان کو مراجعت فرمائی۔

باب چھبیسواں (۲۶)

مسافر کا پیام

رات ایک پہر سے زیادہ جا چکی ہے۔ وہ گھٹا ٹوپ کہ الاماں۔ تاریکی ہے یا کسی تیرہ
دروں کا دل۔ شب ہی یا جون کی پہلی منزل۔ ہر فرد بشر ہی ٹٹکتا چل رہا ہے۔ کلیجہ دہل رہا
ہے کہ کہیں ٹھوکر نہ کھائیں گر نہ پڑیں ایک تو اندھیرا قیامت ڈھا رہا ہے اور اس پر ہوا کے تکڑ توڑ
جھونکے راہروں کے پاؤں اکھاڑے دیتے ہیں۔ ہمارے ہیرو مسٹر ماورجان رسالدار
اس قیامت توڑ اندھیری کا کچھ خیال کر کے سنٹرل جیل سے پیادہ پا اپنے مکان کی طرف مراجعت
فرمائے ہیں۔ راستہ بھر عذر کے ہوشربا واقعے اور میکبیھ کے دل ہلا دینے والی باتوں کا خیال
رہا اور اسیر عذر گناہی اور ندامت معافی مانگنے سے ان کے رقیق قلب کو بالکل پگھلا دیا۔
وہ جس کی تمام عمر گناہ کرتے کرتے گذری ہو جس کا دامن معصیت سے آلودہ ہو۔ آج وہ
بستر مرگ پر لیٹا ہوا کس مجبوری سے توبہ کر رہا ہے۔ اس کا دل کیسا موم ہو گیا۔ وہ نہیں
جانتا کون ہوں کہاں ہوں۔ وہ اپنی سیہ کاریوں کا خود ہی معترف ہے۔ وہ اپنے نامۂ اعمال کی
خود ہی دھجیاں اڑا رہا ہے۔ ساری سرکشی بھول گیا۔ خدا کے کارخانے میں کس کو دخل ہے
گھڑی میں کچھ گھڑی میں کچھ۔ ہم دیکھتے ہیں۔ میکبیھ نے اپنے بیاز مساوی خیالات کا اظہار مسٹر
گارڈن سے کر دیا ہے۔ اس کا دل صاف ہو گیا۔ وہ راستی کا ہوا سرد ہے۔ قہر خدا کی پیکاری
اس کا خرمن ہستی پھونک رہی ہے۔ اسے اپنے پچھلے گناہوں پر بہت ہی رنج و افسوس ہے۔
ان خیالوں کے آئینہ میں غلطاں ہوتے ہمارے خانصاحب اپنے مسکن پر تشریف
فرما ہوئے۔ دروازے سے گزرے ابھی دو قدم ہی تھا کہ یکایک کوئی شے چمکتی نظر آئی۔ ہائیں
یہ کیا چیز ہے۔ کہتے ہوئے حالماتب وہ شے اٹھالی۔ اور آ کے پلنگ پر رکھ
ٹیک دی۔

وہ نور کی طرح جھلملاتی ہوئی شے کیا تھی۔ یہ ایک خط تھا خانصاحب ہی کے نام
کسی نقشہ پر [illegible] لکھا ہوا [illegible] جا کر پڑھا ذیل کی سطریں لکھی تھیں۔

دوست باوفا!

کسی خاص ضرورت سے مجھے دلی چھوڑ کر یہاں آنا پڑا۔ کیا تم مجھ سے مل سکتے ہو۔ آج ۱۲ بجے شب کو ناناصاحب کے محل کے پچھواڑے ذرا تکلیف کرو۔ دو چار باتوں میں مشورہ لینا ہے فقط

تمہارا صادق آشنا

ایک سنیاسی

یہ سنیاسی کون ہے؟ تانتیا ٹوپی تو دلی گئے تھے۔ کیا وہی مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ یا کسی دشمن کا گڑھا ہوا کوئی جال ہے۔ شاید گرفتار کرنا چاہتا ہو۔

رات کے بارہ بج گئے ابھی تک کوئی رائے نہیں۔ دیر تک الجھن میں پڑے رہنے کے بعد خانصاحب نے داروغہ پولس کو بلوا بھیجا۔ اور سوچا ذرا اُن سے بھی مشورہ لے لینا چاہیے۔ دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔

داروغہ پولس نے آکر کہا۔ یہ دھوکے قسم کی گڑبڑ ہے۔ تانتیا ٹوپی یہاں کہاں۔ وہ روپوش ہے۔ سرکاری جاسوس اُسکی تلاش میں خاک چھان رہے ہیں۔ کیا اُسے معلوم نہیں کہ گرفتار ہو جاؤنگا وہ ہرگز نہیں آسکتا۔

حالانکہ داروغہ کی باتیں بیجا نہ تھیں لیکن خانصاحب کی زندگی تو ہمیشہ خطرے ہی میں کٹی ہے۔ غدر کے پرآشوب اور تشویشناک زمانے میں تو اس سے دستبردار کر بیٹھا نہ گیا۔ اور اب جبکہ امن وامان کی کوڑی بکھری ہوئی ہے۔ انگریزی رعب و داب کا سکہ بیٹھا ہوا ہے خانصاحب کب چلے بیٹھا جاتا تھا۔ آخر دلی جذبات کے جوش سے اُٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ خط پر کاتب کا نام نہ تھا صرف سنیاسی لکھا ہوا تھا۔ پھر بھی ایک بار دیکھ لینا تو ضروری ہے

داروغہ کو ساتھ لے کر چل کھڑے ہوئے۔ مگر جان کی حفاظت کے لیے ایک ریوالور اور ایک قرولی کمر سے لٹکالی۔ جسوقت یہ دونوں شخص ناناصاحب کی حویلی کے کھنڈر میں پہونچے ہیں گھڑیالی نے گھنٹہ پر ایک چوٹ لگائی۔ خانصاحب داروغہ کو کسی جھاڑی میں مخفی کرکے خود ناناصاحب کے محل کے پچھواڑے گئے۔

ناناصاحب کے محلات کے کھنڈر پر نظر ڈال کر اس محب ملک کے لبوں سے یہ شعر بہت ہی حسرت کے ساتھ نکل گیا ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادید عجم را

آہ جو محل رات دن چہل پہل کا مرکز تھا۔ جہاں وہ وہ سامان تھے کہ تاجداران ہفت اقلیم نے بھی خواب میں نہ دیکھے ہونگے اسوقت اسکی شان وشوکت کا ستم ظریفی ٹھوکرین اُف اس انقلاب کے زبردست ہاتھوں نے اسکی ساری جو شان تحل سے رکھدیں۔ دشمنوں کی حاسدانہ نگاہوں اور اُنکی لوٹ مار اور غداری نے یہاں کی ساری رونق کو تہ و بالا ہی کرکے چھوڑا۔ اب اُس فلک رفعت محل کے بجائے صرف کھنڈر اور چند ٹھیکریاں باقی رہ گئی ہیں جنکی حالت زار پر حسرت و یاس کے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ آہ زمانے کا بھی کیا اُلٹ پھیر ہے۔ اس کے غداریوں میں کیسی زبردست طاقت ہے۔ کون اُس سے سر ہو سکتا ہے۔

خانصاحب نے تمام کھنڈر کے گرد چکر لگایا۔ آدمی کی بو تک نہ آئی۔ بالکل اندھیرا گھُپ سنّاٹے کا عالم۔ اول رات کا وقت اور پھر کالی کالی گھٹاؤں کا اژدہام۔ خانصاحب مایوسی کے عالم میں ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔ کبھی کبھی بجلی کی چمک سے دور کی چیز محسوس ہو جاتی ہے۔ پھر اندھیرے سے ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھائی دیتا۔ عین یہی حالت خانصاحب کے دل کی ہو رہی ہے کبھی کبھی ذراسی امید کی جھلک نظر پڑجاتی ہے۔ پھر مایوسی کی سخت تاریکی میں دیدۂ دل تک کور ہو جاتے ہیں۔ سیار۔ گیدڑ اور مینڈکوں کی آوازوں سے دل دہلا جاتا ہے ایسا تو نہیں کوئی شکاری درندہ تاک میں بیٹھا ہو اور غافل پاکر ٹوٹ پڑے۔

اتنے میں گھڑیالی نے گھنٹے پر ضرب لگائی۔ نو بج گئے۔ اور کوئی آتا جاتا دکھلائی نہ دیا۔ البتہ بادل زور زور سے گرجنے لگا۔ گڑگڑاہٹ میں آندھی پانی کا شور بڑھ گیا۔ بڑے بڑے چھتنارے درخت اکھڑ اکھڑ کر زمیں بوس ہونے لگے۔ چھپروں کا پھوس تکیوں کی طرح اُڑنے لگا۔ ہوا کی کڑکڑ سے زمیں کا طبق اُلٹا جاتا ہے۔ خانصاحب کے حواس غائب۔ مکان بھی قریب نہیں۔ جائیں تو کدھر جائیں۔ کیا یہیں کی مٹی تھی۔ وہ تحریر جدا جانے کس کی تھی۔ دشمن نے اچھا عوض لیا۔ سیدھا سادی نام جال بنانے کے لیے لکھا گیا تھا۔ اس آندھی پانی میں کہاں بیٹھے رہینگے۔ گھر چلکر آرام کرو۔ کیسی دغا باز نے مجھے ہلکان کرنے کے لیے دو سطریں گھسیٹ ماریں۔

خانصاحب نے وہیں بیٹھے بیٹھے پولیس داروغہ کو آواز دی سیٹی بجائی۔ اور خود سراسیمگی کے

عالم میں دس پانچ قدم آگے بڑھ گئے۔ اتنے میں ببول کے درخت کے نیچے سے کسی شخص کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ خانصاحب عالم تخیل میں چیخ اٹھے۔ کون ہے کیوں چور اچکوں کی طرح پھر رہا ہے میرے پاس کیوں نہیں آتا؟

خانصاحب سمجھے ہو نہ ہو کوئی دشمن ہماری تاک میں لگا ہے۔ صورت دیکھتے ہیں۔ بجلی کے کوندنے سے معلوم ہوا ایک شخص آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا اپنی طرف بڑھ رہا ہے خانصاحب نے پھر سیٹی دی۔

وہ شخص کھڑا ہو رہا۔ اس اثنا میں بادل پھٹ گئے چاند نکل آیا۔ خانصاحب نے دیکھا ایک جٹا دھاری شخص گیروے رنگ کی لنگی کسے بھبھوت لگائے۔ کمر میں کوپین ڈالے مونچھ داڑھی کا صفایا بر محل ایستادہ ہے۔

خانصاحب کے دل میں اسکی ہیئت دیکھ کر اور بھی گتھیاں پڑ گئیں۔ یہ بلا کون ہے ایسا تو نہیں تانتیا ٹوپی تبدیل وضع سے آیا ہو۔ یا دشمنوں نے پھانسنے کے لیے کوئی جال کھڑا کیا ہو۔

خانصاحب نے کمر سے پستول نکالا اور ڈپٹ کر پوچھا۔

"تم کون ہو؟ دوست یا دشمن"

اب کے اس شخص نے میٹھے سروں میں جواب دیا

کیا تم میرے اُن مہر و لطف و عنایت کو بھول گئے جب تم بہرہ اندوز ہو کر اسوقت میرے سامنے کھڑے ہو۔ میں وہی شخص ہوں جس نے تمہارے سفینۂ عمر کو بحر فنا میں غرقاب ہونے سے بچا لیا تھا۔ پہچانا یا اور کوئی پتہ دوں۔ خانصاحب نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا بیشک میری کشتی عمر کے آپ ناخدا بن گئے تھے اسوقت آپکے ملنے سے مجھے وہ مسرت حاصل ہوئی ہے کہ جسکا اظہار ہو نہیں سکتا آپ کی ذات راستی اور دلی جذبات کو ہیں چھپائی اسکا مجھے فخر ہے۔

تانتیا۔ تم تنہا کیوں نہیں آئے۔ پولیس کے داروغہ کو کیوں ساتھ لے آئے کیا مجھ پر تمھیں اعتبار نہ تھا۔

خانصاحب۔ جی اچھا! اعتبار کیوں نہیں اس دن جو عدد میں آپ نے جب ملکہ راہ روی کی حفاظت کی تھی وہ دیسی راجاؤں پر جنگی تاریخ ہو شد دیکھ لیا اور

وسیع ہو گی آپ کا طرزِ عمل واقعی قابلِ احترام ہے۔ آپ کو یاد ہو گا ابتدا میں حضور ہی نے گورنمنٹ کی وفاداری سے وابستہ رہنے کا سبق مجھ کو دیا تھا۔ اور اُسی تعلیم کی بدولت اس وقت میں برٹش قوم کے نزدیک سرخرو ثابت ہو رہا ہوں۔ یہ آپ کا فیض ہے اور کیا کہا جائے۔ چونکہ زمانہ فتنہ پرداز ہے ہزار دوست یار دشمن ہوتے جاتے ہیں۔ اس سبب تنہا آنا مناسب نہ سمجھ کر داروغہ پولیس کو ہمراہ لیتا آیا آپ کسی طرح کا شک نہ کریں۔

تانتیا۔ کیا داروغہ پولیس پر تمھیں زیادہ اعتبار ہے۔ کیا وہ سرکاری ملازم ہو کر تمھارے خلاف کوئی کارروائی نہ کریگا۔ میرے خیال میں وہ سرکاری مجرموں کو بغیر استمزاج تمھارے گرفتار کرنے کا اُسکی ڈیوٹی ہی ہے۔

خانصاحب۔ نہیں۔ بغیر میرے استمزاج کبھی کسی کام میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔

تانتیا۔ تو اُس سے کہو۔ کہ پلٹ جائے۔

خانصاحب۔ بہت خوب۔ چلا جائیگا۔

یہ کہہ کے داروغہ پولیس کو آواز دی۔ اور اُس سے کہا۔ تم پلٹ جاؤ۔ یہاں کوئی کام نہیں ہے۔

داروغہ پولیس ہاتھ جھلاتا ہوا چلا گیا۔

اب جٹا دھاری تانتیا اطمینان سے نانا صاحب کے ٹوٹے پھوٹے محل کو ٹکٹکی باندھکر دیکھنے لگے۔ کیا جانے کتنے تصورات کا سکہ بیٹھ گیا۔ دل حسرت کا مزار بن گیا سوزشِ قلب کی گرمی نے اگلی پچھلی بندھی ہوئیں امیدوں کو خاک کر دیا۔ افسوس اس فلک رفعت محل کی دیواروں کا بھی پتہ نہیں وہ بھی خستگانِ زمانے کی طرح نابود ہو گئیں۔ جہاں رات دن دلچسپی برستی رہتی تھی وہاں بوم کا آشیانہ ہے۔ ہائے فلک کینہ پرداز دم زدن میں کیا سے کیا کر دیتا ہے۔

کل رقص کناں تھے جن سٹیروں پہ مور
ہے آج وہاں پہ آشیاں چیلوں کا

کچھ دیر تک تخیل میں غوطے لگانے کے بعد خانصاحب مستفسر ہوئے۔
باقر جان! بیناسے ما ب میں کچھ جانتے ہو۔
بینا بیبی نہیں۔ ناناصاحب بھی نہیں۔ اور نہ ناناصاحب کے محل ہی کا پتہ ہے بیٹا

جواب دیں کیا نہ دیں۔ خانصاحب کچھ طے نہ کر سکے۔

مینا! تجھے تو چھل کپٹ سے کام نہ تھا۔ تو تو رحم کی پتلی تھی۔ تو ہندوستانیوں اور انگریزوں کے مابین قابل رشک معاشرتی اخلاص و یگانگت پیدا کرنے والی فرشتہ جو عورت تھی۔ آہ تو نے اس پرآشوب اور تشویشناک سال میں بھی انگریزی میم اور بچوں کو اپنی ماں اور بھائی کے برابر سمجھا تیرے دست کرم سے کتنی ہی لیڈیاں مستفیض ہوئی ہیں۔ کتنی ہی میموں کی تو نے جانیں بچائی ہیں۔ تانتیا تجھے کسقدر استحسان و ممنونیت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ہائے میں اُسے کیونکر کہوں مینا کے ساتھ جو ہوا مینا مر گئی۔ اُف تانتیا صاحب یہ وحشت آلود خبر سنیں گے کیا کہیں گے۔

مینا! تیری فیاضی اور دریادلی کی بدولت نانا صاحب نے سیکڑوں انگریزوں اُنکی میموں اور بچوں کے ساتھ کیسے کچھ سلوک کیے۔ سیکڑوں کے مصارف اپنی جیب خاص سے کرتے رہے۔ مگر کیا جانے کونسی رگ ٹیڑھی ہوگئی کہ انگریزوں کے دشمن بن گئے۔

مینا! تیری وقعت ابھی تک میرے دل سے نہیں گئی۔ تو نے اس عالم کے رہائے میں بھی میری کیسی امداد فرمائی میں روز کی جان تیرے ہی طفیل سے بچی تو نے ثابت کر دیا کہ ہندوستانی عورات میں وفاداری کا مادہ کوٹ کوٹ بھرا ہوا ہے۔ تو نے اپنی زندگی برطانیہ عظمٰی کی امداد و اعانت کے لیے نذر کر دی۔ انگریزی قوم خواہ ممنون ہو یا نہ ہو۔ مگر اس زمانے کے لوگ جب بھی تک بقید حیات ہیں۔ خدا کے سامنے تیری وفاداری کی قسم کھانے کو مستعد رہیں گے۔

ہائے۔ میں سمجھتا تھا کہ تانتیا نے تیری موت کی خبر ضرور سنی ہو گی لیکن معلوم ہوا کہ اس دلشکن خبر نے ابھی تک تانتیا کے قلب و جگر کے ٹکڑے نہیں کیے افسوس اُنکے اس سوال کا جواب کیا دوں۔

خانصاحب ربودگی کے عالم میں کھڑے کھڑے سوچا کیے۔ کوئی جواب سوجھتا نہیں۔ تانتیا نے پھر پکارا۔

خانصاحب! کیا مینا کو انگریزوں نے قید کر لیا۔

خانصاحب۔ نہیں۔ اُسکے پاکیزہ جسم پر کوئی ہاتھ نہیں لگا سکا۔

تانتیا - پھر اسکی خبر دینے میں توقف کس بات کا - بتاؤ وہ کہاں ہے؟
خانصاحب - اوسکی ناقابل برداشت کیفیت بیان کرنے سے دل کے پرچے
ہوئے جاتے ہیں کیونکر بیان کروں -
تانتیا - ہائیں کیا وہ دنیا سے رم کر گئی -
خانصاحب - ہاں جناب وہ فردوس برین کی ہوا کھا رہی ہے -
تانتیا دم بخود ہوگئے - آنکھوں سے جوئے اشک کی طغیانی ہوئی رقت و درد سے
دل پارہ پارہ ہوگیا - موت کا سایہ آنکھوں پر پڑ رہا تھا - دنیا اندھیری ہوگئی -
خانصاحب نے دیکھا تانتیا کے زرد زرد رخساروں پر آنسوؤں کی دو دھاریں بہ رہی ہیں -
ایکبار لبوں سے نکلا -
ہائے جس کے لیے کسقدر دکھ اٹھا کے یہاں آیا جب وہی نہیں - تو دنیا میں
رہنا ہی بیکار ہے - (سرد آہ بھرکر) ماتر جان! نانا صاحب کے محل کی یہ حالت کیونکر ہوئی -
خانصاحب - جنرل اوٹرم صاحب نے سرکاری حکم سے کر توپ سے اڑا دیا -
تانتیا - جسوقت مکان پر گولہ باری شروع ہوئی ہے - کیا مینا اسمیں موجود تھی -
خانصاحب - ہاں تھی - اُسنے جنرل اوٹرم صاحب سے درخواست کی تھی - مکان کی
کیا خطا ہے بقائے نام کے لیے پڑا رہنے - مگر اُنھوں نے نہیں مانا - آپ بھی جانتے
ہونگے سر ٹامس کی صاحبزادی اور مینا میں بہت ربط و ضبط تھا دونوں محبت کا دم بھرتی
تھیں اسی بنیاد پر اُسنے سر ٹامس سے سفارش کی - سر ٹامس نے لارڈ کیننگ کے پاس
مکان کو بچانے کے لیے تار دیا - جواب آیا کہ ولایت کی پارلیمنٹ کمیٹی دنیا کے طبقے
سے نانا کا نام و نشان مٹانا چاہتی ہے - بس اسی بنیاد پر مینا بھی آگ میں جھونک دی
گئی اور مکان بھی توپ دم کر دیا گیا
تانتیا - کیا مینا! اسی مکان میں جل گئی -
خانصاحب - نہیں - جنرل - اوٹرم اوسے گرفتار کرنا چاہتے تھے - مگر اُسکے ہاتھ
دستیاب نہوئی -
تانتیا - کہاں چلی گئی -
خانصاحب - شاید کسی چور کھڑکی سے نکل بھاگی -

تانتیا ۔ پھر کیا ہوا ۔؟

خانصاحب ۔ کئی دن بعد ایک روز بارہ بجے شب کو وہ اسی کھنڈر مین بیٹھی رو رہی تھی ۔ جنرل اوٹرم کو خبر لگی انھون نے آکر گرفتار کر لیا ۔

تانتیا ۔ کیا وہ بدقسمت اپنی خوشی سے گرفتار ہوئی ۔

خانصاحب ۔ ہان اُسنے اپنے تئیں جنرل اوٹرم کے حوالے کر دیا ۔

تانتیا ۔ پھر جنرل اوٹرم نے سزا کیا تجویز کی ۔

خانصاحب ۔ کیا کہوں جناب ! سراسر ظلم ہوا ۔ کیونکر اسے منہ سے کہوں جسوقت یاد آتی ہے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین ۔

تانتیا ۔ (آستین سے آنسو پونچھکر) باقرخان میرا دل پتھر ہے ۔ اُسے کبھی کسی قسم کا صدمہ نہین ہوتا ۔ تم صاف صاف کہو مینا کو کیا سزا دی گئی ۔

خانصاحب ۔ وہ پھول پان سی چھوکری جلتی ہوئی چتا مین ٹھونک دی گئی ۔

تانتیا ۔ اوہ ۔ جلتی ہوئی چتا مین ! ایشور کے سناتن دھرم راج مین یہ اتیاچار ۔ تم نے نہین روکا ۔

خانصاحب ۔ مین نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ یہ پھول کھال لڑکی بے قصور ہے یہ انگریزون کی ہوا خواہ ہے ۔ جنرل اوٹرم سے کہا ۔ سرٹامس ہیگ سے سفارش کی ۔ وہ بھی مجبور رہے ۔ کیونکہ پارلیمنٹ نے طے کر لیا تھا ۔ کہ نانا کے بال بچے تک توپ دم کر دیئے جائین ۔ دونون انگریز مجبور رہے ۔ بعد کو لارڈ کیننگ کی معرفت تار آیا ۔ کہ مینا سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے ۔ وہ چھوڑ دی جائے جہان جی چاہے رہے ۔ افسوس اسوقت مینا کا لباس تن ہی پھنک چکا تھا روح باغ نعیم کی ہوا کھا رہی تھی کیا ہو سکتا تھا ۔

تانتیا ۔ [illegible] یہ اتیاچار [illegible] کے صدمے کا زور مین مری جاتی [illegible] پیدا ہو رہا [illegible] ہوتا تھا ۔ تاہم مجھے اس کے سارا حال میرے سینے موجود تھے ۔ جب میری [illegible] کے [illegible] پھول [illegible] تم ہی سے پہلا کانون سے بدتر ہے دنیا کی فرصت بخشی ہوا [illegible] کام کرنے کی ۔ اس [illegible] زبان مینا سے [illegible] ہوگا ۔ [illegible] یہاں آیا تھا ۔

کہ یہ مدھر میرا کلیجہ جھلس دے

خانصاحب - یہاں سے اِدھر جانے کا قصد ہے -

تانتیا - اسوقت تو کاسی جانے کا عزم ہے - وہاں میرا اور انگریزوں کا بہت بڑا مقابلہ و مجادلہ ہوگا - وہیں ایشور نے چاہا تو مینا کے خون کا عوض ہوگا - یقین واثق ہے اس جنگ میں ہماری فتح ہو - ہندوستان کے جنوبی ممالک سے انگریز نکال دیئے جائیں - اور اونکی حکومت اٹھ جائے - اس لڑائی میں نام ہو یا ستارہ اور دوسرے ملک کے راجے میری مدد پہ کمربستہ ہو چکے ہیں - وہ میرا ساتھ دینگے اور پرمیشر نہ کرے کہیں اس جنگ میں شکست کی نوبت آئی تو سمجھو نگا زمانے کو منظور ہی نہیں - ابھی ہندوستان طوق غلامی سے آزاد ہوگا - ہندوستانیوں کے مقسوم میں غیر قوم کا دست نگر ہونا لکھا ہے

خانصاحب - پھر آپ کرینگے کیا -

تانتیا - اسی جنگ میں شاید میں بھی دنیا سے رحلت کر جاؤں -

خانصاحب - آپکے پاس کتنی فوج ہوگی -

تانتیا - سولہ ہزار پیدل اور پانچ ہزار سوار ہیں

خانصاحب - کس کس راجہ نے آپ کی مدد کی ہے -

تانتیا - نام بتانے سے کیا فائدہ - ہر ایک نے تھوڑے سے جوان بھیج دیئے ہیں جیسی امید تھی ویسی مدد نہیں ملی -

خانصاحب - جھانسی سے کسقدر فوج آئی ہے -

تانتیا - ابھی وہاں سے ایک جوان نہیں آیا ہے - مگر وعدہ ہو چکا ہے - آج ہی میں وہاں جانا چاہتا تھا لیکن اسے نہ جاؤنگا - سوچا تھا مینا کو وہاں پہونچا دونگا - کیا آپ بتا سکتے ہو مینا کس جگہ جلائی گئی - ایک دفعہ مجھے دکھا دو -

خانصاحب - پاس ہی تو ہے چلئے - آپکو وہاں پہونچا دوں -

تانتیا ٹوپی اور خانصاحب دونوں کی اسوقت عجیب حالت تھی - بیڑا پھیکا پڑ گیا تھا - ہاتھ پاؤں ٹوٹے جاتے تھے - آنکھیں جل رہی تھیں - اور بار بار کوئی خیال دل پر ٹھیس لگا رہا تھا مگر دونوں سر جھکائے چلے جاتے ہیں - پھر کے دیکھتے جاتے ہیں وہ آتشکدہ جہاں بیدردی کے ساتھ غریب مینا زندہ پھونکدی گئی تھی جب پاس پہونچے

اُسکے جسم کی ہڈیاں بکھری ہوئی پڑی تھیں - نانتیا نے وہ راکھ اُٹھائی آنکھوں سے لگائی اور چوم کر رکھدی آہ سرد بھر کر یوں سے دریا بہا۔

"بینا! تجھ سے ملنے کی تمنا ہے - تیرے لیے دل بیقرار ہے - میں آیا ہوں کیوں نہیں بولتی - اسوقت تو ہے کہاں - جواب کیوں نہیں دیتی - تیرے نہ ملنے سے کلیجے میں جیسے کسی نے برچھیاں چبھو دی ہیں -

ان غمگین اور حسرت آلود فقرات کے نکلنے سے معلوم ہوا کہ نانتیا رو رہے ہیں - اے انسان تجھ میں کسقدر غم برداشت کر لینے کی طاقت ہے تیرے نازک دل پر سنگ بیدادیوں کی لاکھوں ضرب لگائی جائیں تو اُن چوٹوں کو سہہ لیگا مگر اس محبت کے درد سے انسان مجبور ہوجاتا ہے - جنوں کی زنجیر پاؤں میں پڑ جاتی ہے دل کی کلی چٹکنا سیکھتی ہی نہیں - قلب و جگر کے پڑے ہوئے ناسور مندمل ہونا جانتے ہی نہیں ان کے لیے نہ مرہم ہے نہ دارو - نہ کوئی طبیب ہے نہ مسیحا - کون علاج کرے۔ بینا کی خاک نے گرد و غبار میں اڑکر گویا جواب دیا۔

میں اب نہیں ہوں - تمہارے لیے میں یہی اپنا نشاں چھوڑ آئی ہوں -

نانتیا بھی گویا یہ بات سمجھ گئے انھوں نے بھی اسطرح جواب دیا -

اس دُنیا میں مجھے دو چیزیں بہت پیاری تھیں - ایک ملک و قوم پر ایثار نفسی اور دوسری تو - تیری جسمانی حالت کا انجام تو دیکھ رہا ہوں کہ تو کس بیکسی کی حالت میں پھونکدی گئی - لیکن تیری روحانی طاقت کو کوئی کا عدم نہیں کر سکتا - تیری مقدس روح اسوقت بھی سورگ میں بیٹھی ہوئی دنیاوی عیش و راحت کو نفرت سے دیکھ رہی ہوگی - تیرے دھرم و کرم کی پابندیاں اور طرز رہائش کے اصول میرے دل پر نقش ہیں - تجھ میں نفس کشی - قومی خدمت اور دھرم بھاؤ کی عجیب و غریب قابلیت دیکھنے میں آئی تھی - اگر تجھ ایسی دس بیس عورتیں دیس میں پیدا ہوجائیں تو پھر اگلی سی عظمت حاصل ہوجائے - پیاری بینا! یہ تیرے جسم کی راکھ میرے سامنے پڑی ہے - مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری ہے جب تک اس دنیا کے تختے پر رہوں گا یہ راکھ اپنے سر و سینے پر لگاونگا -

یہ کہکر نانتیا نے تھوڑی سی بھبوت اپنی چادر میں باندھ لی پھر اُس زمین کا طواف کیا

اور خاک سے کر پھر جیتیم و جہیں پیدا کی - اسکے بعد خانصاحب نے کہا -

آب شمشیر سے کہیں پیاس کوئی بجھتی ہے
اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی مجھکو

بس اب یہاں سے جانا دھنیا کرینگے - یہ بتاؤ میکیر کا کیا ہوا -؟
خانصاحب - اسکی طبیعت بدل گئی وہ اپنے گناہوں کا خود ہی معترف ہے اور رات دن اللہ اللہ کیا کرتا ہے -
تانتیا - کیا اُسکا مقدمہ ہو گیا -
خانصاحب - ابھی نہیں - مگر جلد فیصلہ ہونے والا ہے -
تانتیا - اُسے پھانسی کی سزا ہوگی -
خانصاحب - ہاں رنگ تو ایسا ہی ہے آگے اللہ جانے -
تانتیا - میری ایک اور بھی غرض ہے جہانتک ہو سکے اُس کے جان بچانے کی کوشش کرنا - کیونکہ اُس نے اللہ کے بندے سے توبہ کر لی ہے - تم کیوں خون میں ہاتھ بھرو - خدا آپ اُس کے اعمال کی سزا دے لیگا -
خانصاحب - بہت خوب اپنے امکان بھر کوشش کرونگا - یہ بتائیے نانا صاحب کہاں ہیں - آپ بیان کر سکتے ہیں -
تانتیا - آجکل وہ جگدیش پور کے راجہ امر سنگھ کے بھائی کنور سنگھ سے ملکر نیپال بھاگ جانے کا بندوبست کر رہے ہیں - اسوقت وہ تغیر وضع و تغیر ہیئت سے جگدیش پور گئے ہوئے ہیں -
خانصاحب - کالپی روڈ میں ایک شخص نانا کے نام سے گرفتار ہوا ہے انگریزوں کا خیال ہے اصلی نانا دھوندھو پنت یہی ہے مگر مجھے یقین نہیں آتا -
تانتیا - جو گرفتار ہوا ہے وہ نانا صاحب ہی کا ایک ملازم ہے - نانا صاحب کے کہنے سے اُسنے اپنے تئیں گرفتار کرا دیا -

خانصاحب - تو جناب نانا صاحب کی اسمیں کوئی غرض ہوگی -
تانتیا - غرض یہی ہے - چاروں طرف انگریزی جاسوس نانا صاحب کی تلاش میں گشت لگا رہے ہیں کہاں تک اُنکی نظروں سے چھپتے پھریں - یہاں رہیں گے

تو ایک نہ ایک دن گرفتار ہی ہو جائین گے اس لیے فرار ہو جانا ہی آپکے حق مین مناسب ہے۔ جو شخص گرفتار کیا گیا ہے اوسکی تفتیش اور دوران مقدمے مین کچھ دن خرچ ہی ہونگے اس مابین مین رانا کو بھاگ جانے مین آسانی ہوگی۔

خانصاحب - یہ کیسے۔ تاتا صاحب نے چال کھیلی ہے۔

تانتیا - کیا اسمین کوئی شک ہے۔

تانتیا نے پھر ایکبار اُس شمسان بھومی پر نظر ڈالی جہان رانا جلائی گئی تھی۔ اُنکی آنکھون سے دو چار قطرے آنسو کے گر پڑے مگر خانصاحب کی نظر بچا کر فوراً پونچھ ڈالے اور کہا۔ باقر خان! آج تم سے بھی رخصت ہوتا ہوں۔

خانصاحب - کیا بعد اختتام جنگ بھی آپ کی زیارت سے آنکھیں شاد ہونگی۔

تانتیا - یہ تو پرماتما جانے مین کیا کہہ سکتا ہوں۔

تانتیا رخصت ہوئے۔ پھر اُنسے ملاقات ہوئی۔ تانتیا ٹوپی کا انجام کیا ہوا۔ یہ تاریخ دان اصحاب سے چھپا نہیں۔ مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آجکل کی گڑھی ہوئی تاریخون میں جس رکیک اور گندے الفاظ سے اس مقدس بزرگ کو یاد کیا گیا ہے وہ ایسے نہ تھے۔ وہ ایک باخدا بزرگ اور سچے محب وطن تھے۔ اس درخشندہ گوہر ملک و قوم کے ساتھ ہمیشہ نیازمندانہ و دوستانہ خیالات کا اظہار کیا۔ وہ انسانی ترقی و تہذیب کے حامی اور قوم پرست محب تھے انکی ذات سے بغاوت کی آگ نہین بھڑکی۔ وہ ہمیشہ اس کے فرو کرنے مین کوشش کرتے رہے۔ اُنکے اخلاق و تہذیب اور طرز عمل کا اثر کتنا عمیق ہے اُسپر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے اون کے تعلقات ہمیشہ سرکار انگریزی سے شگفتہ رہے۔ اُنکی بات سے بھی خدادانی اور خداشناسی کے حقائق کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔ اُن مین نفسانیت اور خود غرضی کی بوتک نہ تھی پھر بھی وہ کوئی ملکوتی صفات تو تھے نہین کہ ہم اس سے یہ کہہ دیا جائے کہ وہ معصوم تھے۔ آخر وہ بھی انفس اربعہ عناصر کے بنے ہوئے پتلے تھے اس لیے جو غلطیاں ایک فرد بشر سے ممکن ہو سکتی ہین ان سے بھی ظہور مین آئی ہیں۔

باب ستائیسواں

قسمت کا چکر

میں روز ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی اپنی بدقسمتی پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہی تھی اور اُسکی سسکی بھری آواز سے یہ جملے نکل رہے تھے۔

میری تقدیر کا بچپن ہی سے ستارہ گردش میں ہے۔ مجھ سوختہ جان سے اللہ ہی روٹھا ہوا ہے۔ ہمیشہ پریشان حالی سے بسر ہوئی۔ کیا جانے وہ کمبخت منحوس گھڑی کون تھی جس گھڑی میں پیدا ہوئی۔ عمر روتے ہی گذر گئی ہائے میری بہن ہیلنا پر دشمنوں کے ہاتھ لوٹے۔ کس بیدردی سے ہلاک کی گئی۔ بابا جان خفقان کے مرض میں مبتلا ہیں۔ میں بدنصیب کتنی دفعہ دشمنوں کے چکر میں پھنسی۔ بے حیا تھی بچ گئی۔ کاش مار ڈالی گئی ہوتی تو آج یہ دفتا نہ اٹھا پڑتی میں دیکھتی ہوں سٹیفن بھی بے اعتنائی سے پیش آرہے ہیں۔ اُنکے دل پر بھی میری جانب سے غبار آ گیا۔ اُنکی محبت و الفت کا وہ جوش و خروش کم ہو گیا۔ مجھکو کیا خبر تھی کہ ظالم بھائی جیمس کی طرح میری تقدیر بھی مجھکو دغا دیگی افسوس میرے چال چلن سے اسٹیفن مشکوک رہتے ہیں انھیں خیال ہے میں جیمس پہ فریفتہ ہوں۔ پیارے یہ تمھاری بھول ہے۔ میں دغا باز جیمس کو منھ لگانا نہیں چاہتی میں تمھاری شادی کا تاج سر پر رکھے ہوئے ہوں جیمس ایسا دشمن ہو گیا کہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اچھے رہے۔ اس ظالم نے اسٹیفن کو یقین دلا دیا ہے کہ روز کو نہ اب تیری محبت ہے اور نہ تیرا خیال اُسکے ذہن میں باقی ہے۔

جنگ کے ہنگامے میں ہم اور وہ کانپور کے قلعے میں لائے گئے تھے۔ میں تو وہ دشمن کی گولی سے مضروب ہو کر زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے۔ میں ہمیشہ اُنکی تیمارداری میں لگی رہتی تھی۔ ایک دن اُس نفس کے کھوٹے جیمس نے فورٹ میں آکے مجھ سے ملاقات کی۔ اس اثنا میں اسٹیفن کو کچھ ہوش آ گیا۔ اُنھوں نے جیمس کی باتیں سن لیں اُسی دن سے اُنکی طبیعت میری طرف سے مشکوک ہو گئی۔ اُسوقت گو مجھے اس بات کا صدمہ ہوا مگر میں یہ سمجھ کر خاموش ہو رہی اُنکا دماغ صحیح نہیں ہے۔ اُسی روز سے اُنکی علالت زور پکڑ گئی۔ بخار نے دبا لیا۔ ڈاکٹر کو

الگ تردد ہوا - مین صدا پریشان رہی رات کو رات اور دن کو دن رہ گئی تھی - ہر وقت
موجود رہتی تھی - اور وہ صدا اسے بخار کی حدت مین کیا کیا سب شناسی بک جاتے
تھے مگر تھی باتین تقدیر سے کا اشارہ میری جانب ہوتا تھا - اُنکی علالت و حالت سے
مجھے بہت حیران و پریشان کر دیا لاکھ لاکھ سمجھاتی تھی - دل بہلانے کی فکرین کرتی
تھی مگر اُسکے رنج اور غصے مین کمی ہوتی تھی - جدا جدا کر کے جب مرض مین افاقہ ہوا
جاتا تھی تو ایک دن یکسر مجھ سے پوچھ بیٹھے -

تم کون ہو؟

مین نے کہا - جب خدا وہ دن دکھائے گا آپ صحت کرینگے خود ہی معلوم
ہو جائیگا مین کون ہون - ہائے آنکھون سے کیسا نکا جواب دیا -

" تمھاری آواز پہچانی ہوئی آواز ہے - لیکن آنکھون سے تمھاری صاف صورت
محسوس نہین ہوتی "

مین بولی - آپ زیادہ بات چیت نہ کریں - خاموشی سے لیٹے رہین - بک بک
کرنے سے مرض ترقی کرتا ہے - سٹیفن چپ ہو رہے - جب شام ہوئی آواز دی - روز
کہان ہے - تم جاتے ہو -

مین نے کہا کیا آپ کو اُسے کوئی کام ہے -

اسٹیفن - کام یہی ہے - اُسنے کہدو میری آنکھون سے اوجھل ہو جائین مین انھین
دیکھنا نہین چاہتا -

مین چپ ہو رہی ڈاکٹر نے مجھے اشارے سے منع کر دیا دو ایک ہفتے
تک آپ بات چیت نہ کرو - بلکہ ان کے کمرے مین آنا بند کر دو -

اُس روز سے آج تک مین اُنکے کمرے مین نہین گئی - اور نہ اُس نگار مرغوب
اور دلدار مطلوب کی صورت دیکھنے مین آئی -

مس روز انھین خیالات مین غلطان پیچان آج اپنے کمرے سے نکلی اور دل کی
کلفت اور قدرتی محبت کی خواہشون سے مجبور ہو کر سوچ سمجھ کے قدم اٹھاتی ہوئی اسٹیفن
سے ملنے چلی - مگر کبھی تو رنج و غم کے مارے چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اور کبھی طیش و
غصے کا جوش عالم پریشانی پیدا کر کے چہرہ کو بالکل سرخ کر دیتا ہے - دل کی سنسناہٹ

اور طبیعت کے پیچ و تاب سے پیشانی اور رخساروں پر پسینہ نکل آتا ہے جسے وہ رومال سے پوچھ ڈالتی ہے غیر متشکل ڈرتے ڈرتے کمرے میں قدم رکھا۔ دیکھا اسٹیفن کمرے میں گشت لگا رہے ہیں۔ روز کو دیکھ کر انھوں نے مطلق زبان کو جنبش نہ دی۔ بلکہ میز پر پڑی ہوئی ایک کتاب اٹھا کے مطالعہ کرنے لگے۔

اسٹیفن کے چہرے پر بحالی دیکھ کر مس روز کو از حد خوشی ہوئی۔ کیونکہ یہ سٹیفن کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھی۔ عشق کیا بُری شے ہے اسکی حقیقت میں بڑے بڑے فلاسفروں نے غوطے کھائے۔ کچھ توقف کرنے کے بعد روز نے پوچھا۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس کے فضل و کرم سے آج آپکو تندرستی کی حالت میں دیکھ رہی ہوں۔

اسٹیفن نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ اور اُسی خاموشی سے کتاب دیکھتے رہے۔ روز کے دل میں پھر پیچ و تاب کا مد و جزر بڑھا۔ پھر اپنے مقسوم کی نوحہ خوانی میں مصروف ہوئی۔ پھر لشکر غم کی چڑھائی اس کے نہتے سے دل پر ہونے لگی۔ پھر یاس و ناامیدی کی سوگوار شکلیں سامنے کھڑی ہوگئیں۔ اب شرم بھی اُسے روک نہ سکی۔ اُس نے پھر ٹوکا۔

پیارے! اگر نادانستگی میں کوئی خطا مجھ سے سرزد ہوگئی ہو تو کیا وہ معاف نہیں ہوسکتی۔

اس دفعہ سٹیفن نے خشک لبوں سے جواب دیا۔

معاف کیسے کروں۔ بالفرض تم خطاوار ہی سمجھی جاؤ پھر بھی مجھے ٹوکنے کا حق نہیں اور نہ معاف کرنے کا مجاز ہی ہوں۔

روز سمجھ گئی کہ سٹیفن کے دل میں میری گنجائش نہیں۔ اُسے پھر کہا۔

کیا آپ کی وہ اگلی محبتیں جاتی رہیں۔ کیا وہ خیالات دل سے نکل گئے۔ آپ کو تو ایک گھڑی بغیر میرے دیکھے چین نہ ہوتا تھا۔ پیارے وہ باتیں کہاں گئیں۔ کیا آپکو کسی اور سے تعلق ہوگیا ہے۔ کیا کوئی سرم گرم صورت والی حسین ملگئی۔ شاید اس سے آپ کی طبیعت موم کی طرح پگھل گئی۔

روز کی اس تقریر سے سٹیفن کے مزاج میں کسی قدر برہمی آئی اور اسکا چہرہ

معمول سے زیادہ سُرخ ہو گیا آنکھیں لال لال ہو گئیں۔ مگر روز کی بھولی بھولی صورت پر چھائی ہوئی بے کسی نے سفارش کی جسکو کسیقدر اُس کے غصے کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اُسنے بہت ہی آہستگی کے ساتھ میٹھے سُروں میں جواب دیا۔

ہاں پہلے میں تمھیں پیار کرتا تھا مگر اب نہیں۔

جسوقت اسٹیفن نے اس جملے کو ختم کیا اُسوقت روز کے چہرے پر ایک بڑی تغیر پیدا ہو گیا۔ اُداسی چہرے پر چھا گئی۔ ایسی حالت میں اُسکی زبان جسکو سکتے نہیں بتا تھا اٹک اٹک کر کہہ رہی تھی۔

"ہائے آپ کو کیا ہو گیا۔ اب میں کیا کرونگی۔ کیا آپ مجھکو دھوکا دے رہے ہیں مجھکو تو یاد نہیں آتا۔ میں نے تمھارے ساتھ کوئی بیوفائی کی ہو۔ افسوس پیارے اسٹیفن تم نے میری اس پاکدامنی کی قدر نہ کی۔ اگر یہی مدنظر تھا تو مجھ سے اسقدر محبت کیوں بڑھائی۔ کیا محبت کا ثمرہ یہی ہے جو آپ مجھے دے رہے ہیں۔

اسٹیفن۔ بیشک میں نے بہت بُرا کیا تم سے ناحق محبت بڑھائی۔

اسوقت روز کا سفید چہرہ بتا رہا تھا کہ کوئی آنے والا اندیشہ اور خوف اسکا خون اسکے دل کی طرف بہائے گیا۔ اور اسکا گھبرایا ہوا دل اس بات پر مجبور کر رہا تھا کہ اپنے سینے کو جنون کے ناخنوں سے چاک کر کے اندر کی چھپیاں دکھا دے شاید رحم آجائے۔ اُسنے اپنی اس حسرت اور رکمزور آواز میں جو سوچ کے اُلٹ بیٹھ کر سینے سے لبوں تک آئی تھی اسطرح کہا۔

روز۔ پیارے امیر میرے مقدر میں جسکی لونڈی بننا لکھا تھا بن چکی۔ ہاں اگر خداوند یسوع نے ایک شوہر دار عورت کے ساتھ دوسرے عقد کرنے کی کسی کو اجازت دی ہو اور ہوتی ورحین اُس عورت پر لعنت نہ کی ہو تو بیشک وہ عورت روزمرہ کی اُسکی نفسانی خواہشات راغب ہو کر عقد کر سکتی ہے۔ لیکن مجھ میں اپنے علم کے برداشت کرنے کی بھی طاقت نہیں اور نہ ایسا مجھ سے ہو سکتا ہے۔ مجھ سے خدا کے لیے برداشتہ خاطر نہ ہو۔ اپنی طبیعت صاف رکھو روز کو سوا تمھارے دوسرا اپنے پہلو میں بیٹھا نہیں سکتا۔

اسٹیفن۔ بیکار بک بک لگا رکھی ہے بہتر ہے یہاں سے چلی جاؤ۔ میرا دل

تم سے بولنے کو نہیں چاہتا۔
روز کے اُڑے ہوئے حواس اور کھوئی ہوئی عقل کے لیے یہ حملہ بہت ہی مارک تھا بے کسی کے عالم میں ٹپ ٹپ آنسو گر پڑے اور وہ اشکوں کو پوچھتی ہوئی بولی۔
اگر تم کو بیکس اور دردمندوں پر رحم نہیں آتا ہے تو تو میں جاتی ہوں لیکن ایک درخواست ہے نادانستگی میں کوئی جرم مجھ گنہگار سے سرزد ہو گیا ہے تو کیا وہ معاف نہیں ہو سکتا۔
اسٹیفن۔ مجھے معلوم ہے یہ تمہاری چالیں ہیں۔ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور جو وابستہ اپنا دامن گناہ سے آلودہ کر لیتا ہے کہیں اس کا دھبہ مٹانے سے مٹ سکتا ہم افسوس ہے نے اپنی جوانی مفت تمہارے پیچھے برباد و تباہ کر دی۔
اسٹیفن کے منہ سے نکلے ہوئے نفرت سے تیر ستم بیکر غریب روز کی آنکھوں کی راہ سے قلب و جگر پر چلنے لگے۔ وہ ہاتھ سے سر پکڑ کر رہ گئی جب اُس سے زیادہ نہ رہا گیا ہاتھ جوڑ کے کہنے لگی۔
خداوند کیا کروں گی۔ ؟۔ آہ میرا خیال غلط تھا۔ میں سمجھتی تھی بڑی خوش نصیب ہوں۔ میرے پیے خداوند ہی نے تم کو پیدا کیا ہے صرف تمہارا آسرا لیے بیٹھی تھی پیارے سہو سے جو غلطی ہو گئی ہو معاف کرو۔ کیوں مجھے ذلیل و رسوا کر رہے ہو۔ کیوں ابھی میرالی اُلفت کی قدر نہیں کرتے۔ کیا اس کا جوش جاتا رہا۔ پیارے سٹیفن کیوں اعراض کرتے ہو۔ میں تم سے اُن بدگمانیوں کی معافی چاہتی ہوں جن سے تمہارا دل میری جانب سے کچھ کبیدہ ہو گیا ہے تم سمجھے ہو جنہیں سے ناجائز طور پر پہنچتی ہو بچی ہوں نہیں پیارے۔ تمہارا خیال غلط ہے جنہیں کو ہوں لگانا نہیں چاہتی جس طرح خداوند یسوع کی گنہگار رہوں اسی طرح دل تمہاری بھی۔
اب اسٹیفن کا پتھر دل کچھ پسیجا ہوا کچھ رنج اور کچھ ندامت اس کے چہرے کو غمگین بناتا ہوا اس کے دل کو بھی چٹکیوں سے ملنے لگا اس نے ایک محبت بھری نظر سے اس کے چہرے کو دیکھا اور بڑے شوق کے ساتھ اُس معشوق دلدار کا ہاتھ ہاتھ میں لیکر بولا
روز پیاری! خدا نہ کرے تمہارا دل مجھ سے بُرا ہو۔ میں سمجھتا تھا تم بے لوث محبت

یوسف ثانی کی طرح اپنے دل سے مٹا دیا ہے۔ مگر میرا یہ خیال غلط تھا۔ تم مجھ سے بھی
زیادہ وفادار نکلیں تم سے بہت ہی مطمئن ہوں بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم کو میرے ساتھ
دلی محبت ہے

ابھی یہ کلمے ختم ہونے پائے تھے کہ باہر سے کسی شخص نے طیش آلود لہجے میں آواز دی
زہرہ تو بڑی بدکار عورت ہے۔ ایک غیر مرد کے ساتھ کس بے حیائی سے بیٹھی ہوئی
باتیں کر رہی ہے میں سمجھتا تھا تو بڑی پاکدامن اور باعصمت عورت ہے۔ تیرا عیب
فاش ہو گیا خوانی کی مرنے والی قرار سے مجھے اندھا کر دیا۔ آج سے تو میرے
کام کی نہیں رہی۔ افسوس تو نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا

ان تہمت لگائے ہوئے حملوں نے زہرہ کے قلب و جگر پر نشتر چلا دیئے۔
وہ غصے سے زہرہ ایک لات ماری اور جھڑک کر کہا۔

تجھ پر خدا کی مار۔ ایک کم مایہ آدمی اپنی عزت و آبرو کا پاس کرتا ہے اور تو عورت
اور پھر اتنے بڑے عالی القدر اکبر شاہ کی لڑکی ہو کر اسے اپنے ہاتھ سے ناجائز طور پر
ملنے کی تمنا کرتی ہے۔ تجھ کو خدا کا بھی ڈر نہیں ہے جس کی نظر سے کچھ نہیں چھپ سکتا۔
مجھے معلوم ہے نفس امارہ نے شیطان بن کر تجھے اس طرح ورغلایا ہے کہ تو اپنے قابو میں
نہیں ہے۔ تیری آنکھوں سے حیا کا پردہ اٹھ گیا۔ تیری پارسائی و عفت کے دامن
میں بدکاری کا دھبہ آ گیا۔ اور وہ میرے سامنے سے بیراکس جسم تھوڑے میں نکل
گیا ہے۔

اب زہرہ خود کانپ اٹھی ہے۔ رنگ غیرت سے اڑ گیا ہے طرح طرح کے
خیال تو بٹتے گزر اس کے دل میں آتے ہیں اور خیال میں انتشار پیدا کرتے ہوئے
نکل جاتے ہیں عقل گم ہے حواس معطل ہیں۔ استقلال کے قدم ڈگمگا رہے ہیں
دل تھرتھرا رہا ہے۔ دہشت لگی ہوئی ہے یہ بلا کہاں سے آ گئی جس نے میری
بے خبری کی بنیاد پر داغ لگا دیا۔ بے قراری کے عالم میں آنکھ اٹھائی۔ دیکھا شیخ نہیں
ہیں۔ کمرہ خالی پڑا ہے۔ اور دروازے پر کھڑا ہوا شیخ ہنس رہا ہے
یہ دیکھ کر بیچاری زہرہ کا جسم تھرا اٹھا۔

باب اڑتیسواں

امید کی جھلک

اسٹیفن اسی کمرے کے بغل میں دوسرے کمرے کی صحنچی میں بستر پر مجبوری کی حیثیت
پڑے ہوئے ہیں۔ خدا جانے اس وقت کس خیال میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ اپنے منتشر
حواس مجتمع کرنے کے لیے آنکھیں بھی بند کرلی ہیں کوئی بات نہیں کرتے اصلی حرارت بالکل
نشتر لینے سے گئی ہے جسکا دورہ بدمستی کی حالت میں ہوتا ہے۔ رطوبات کی زیادتی
اور دماغ ضعیف ہوجانے سے پٹھوں کی عام کمزوری حالت آگئی اسوجہ سے اب وہ
کچھ دنوں سے اکثر رعشہ کے عوارض میں مبتلا رہتے ہیں۔ ضعف کی زیادتی سے اعضا کو
بوجھل اور بیقابو بنا کر اوپر پریشان رکھا ہے سینہ کی رگیں اچھی طرح سانس لینے نہیں دیتی۔
پٹھوں کے کھنچ جانے کی وجہ سے چت لیٹنا محال ہے۔ اور اس سبب سے وہ اپنا سر گاؤتکیہ
پر رکھے ہوئے الٹی آنکھیں سانس لے رہے ہیں تنفس کا رد رہے اور ہوا کے آنے جانے
والی نالیوں میں بلغم کے مجتمع ہونے سے انکا سینہ ارگن باجہ بنگیا ہے جس سے طرح طرح کی
آوازیں نکل رہی ہیں ڈاکٹر کی رائے ہے کہ کسی صدمہ سے دل پیچ وتاب کھا گیا ہے
مرض کے سابقہ اسباب بھی مجتمع ہوگئے۔ علاج متدرد کی گئی ہے ڈاکٹر صاحب روانہ
دیگر راہی ہوئے اور تھوڑی دیر کے لیے وہ اس قابل ہوگئے کہ اپنی تکلیف کا اظہار کریں
کئی دوستوں کی رائے سے وہ قلعہ سے گارڈن کے مکان میں لائے گئے۔ اس
مکان کے بہت سے کمرے دشمنوں کی گولیوں سے منہدم ہوگئے ہیں اور بعض کی
دیواریں چھتیں اور دروازے شکستہ ہیں اسلیے گارڈن کا مکان بھی مریضوں کی آسایش
کے لیے کافی نہ تھا۔

اسٹیفن کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی جاتی تھی۔ انکی حالت دیکھکر ڈاکٹروں
کو مایوسی بڑھتی جاتی تھی چند روز سے اسٹیفن کی تیمارداری میری جان پڑا دی
تھی وہ اسے دکھائی نہیں دیتی۔

مریض کے بالین پر ناتوان رسالدار بیٹھے ہوئے ہیں یا سپاہی آلہ نوکار ہے لیکن
رفتہ رفتہ اسٹیفن کے اضطراب میں کسی قدر کمی ہوئی تو اس سے یہ باتیں نکلیں۔

" اب تو مجھکو اپنی حالت اچھی نہیں معلوم ہوتی جو دن آتا ہے وہ بُرا ہی آتا ہے روز
بروز مرض ترقی پر ہے جو علاج کیا جاتا ہے اُلٹا ہی پڑتا ہے۔ کوئی مجھے ولایت لیجائے
وہاں کی آب و ہوا سے شاید کچھ مرض میں تخفیف ہو جائے۔

باقر خان ۔ حضور کیسی باتیں کرتے ہیں ۔ خدا نخواستہ ایسا کون عارضہ ہے ۔ علم کی
کس کو شکایت نہیں ہوتی خدا چاہتا ہے تو بہت جلد اچھے ہوئے جاتے ہیں۔

اسٹیفن ۔ جی ہاں! کچھ اتنک اچھے ہوگئے اور کچھ اب اچھے ہو جائیں گے (نا امیدی
کے لہجے میں) اچھا ہو یا معلوم ہے

باقر حالت سمجھ گئے ہو ہو اسٹیفن اور روز میں کچھ اَن بن ہو گئی ہے۔ اور اسی وجہ سے
مرض ترقی پکڑ گیا ہے۔ کیونکہ جب کبھی روز سے گفتگو آئی اور نا چاقی کا سبب پوچھا گیا
تو وہ رو دیتی ہے جواب نہیں دیتی۔ (اسٹیفن سے کہا)

مسٹر گارڈن خدا رکھے چنگے ہو گئے انکا خفقان دور ہی ہو گیا ۔ آپکے مرض میں
بھی رفتہ رفتہ تخفیف ہوتی جائیگی اور سچ پوچھیے تو بے پروائی سے اتنک علاج بھی
اچھی طرح نہیں ہوا ۔ اب مستقل طور سے علاج شروع ہوا ہے دیکھیں کیسے عارضہ
نہیں جاتا خدا نے ہر مرض کی دوا اور ہر مرض کی شفا پیدا کی ہے ۔ آپکا علاج
ہمنے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے ۔ چند روز میں مکمل صحت نہ کرا دیا ہو تو جبھی
کہیئے گا۔

باقر خاں کی باتوں سے اسٹیفن کی آنکھوں میں بے اختیاری کے ساتھ
آنسو ڈبڈبا آئے ۔ اور دونوں ہاتھ سے دل پکڑ کر رونے لگے ۔ تھوڑی دیر میں
جب اسٹیفن کی حالت بدلی طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو باقر خان اُٹھ کر اس کمرے
میں گیا جس میں ڈاکٹروں کا اجلاس گرم تھا ۔ سب ایک حیرت کے عالم میں چپ بیٹھے
ہوئے تھے اور یہ امر غور کرنے کے لیے پیش تھا کہ انکا علاج کس طریقے پر ہونا چاہیے
کسی نے فصد تجویز کی ۔ کسی نے مسہل کی رائے دی ۔ جسکے فصد کی رائے
پاس ہو گئی ۔ دوسرے روز کوئی آٹھ بجے صبح ڈاکٹر نے آکے فصد کھولی اور اُس
جوش جنون کو کم کیا جو جوش جدائی سے روز کی محبت کی طرح رگ رگ میں موجزن
تھا ۔ مارا الٹم دیا گیا نتیجہ یہی ہوئے جس سے خدا جانے اگر کیسے اسٹیفن کی حالت

بدستور پیٹ کے کسی اندرونی حصہ پر تکلیف ہوتی جاتی ہے اور درد صاف کرنے کی تدبیریں عمل میں آ رہی ہیں شام کے وقت اسٹیفن نے باقر خاں سے پوچھا۔

معلوم ہوتا ہے آپ کو میں نے کہیں دیکھا ہے۔

باقر خان — آپ بہکی باتیں کیوں کرتے ہیں۔ میرا نام باقر خاں ہے کیا آپ بھول گئے کئی روز سے آپ کی خدمت میں مستعد ہوں۔

اسٹیفن — معاف کیجئے گا خدا جانے اس وقت میرا خیال کہاں تھا۔ پہچان نہ سکا۔ دوست بتاؤ میں کہاں ہوں۔؟

باقر خان — مسٹر گارڈن کے مکان میں۔

اسٹیفن — یہاں مجھے کیوں لائے۔؟

باقر خان — قلعے میں آپ کو رکھنے کی گنجائش کہاں تھی۔ جتنے کمرے ہیں سب بُری حالت میں ہیں۔ ابھی تک صاف ہی نہیں کیے گئے۔ باغیوں کے گولے گولیوں کا انبار لگا ہوا ہے۔

اسٹیفن — اسپتال میں کیوں نہ پہنچا دیا۔

باقر خان — کیا اسپتال یہاں سے اچھا ہے۔

اسٹیفن — ایک گنا نہیں سو گنا اچھا ہے۔

باقر خاں تاڑ گئے اسٹیفن روز کی محبت میں سرشار ضرور ہیں مگر کسی اندرونی کیفیت سے ایکا ایک برافروختہ ہوگیا ہے۔ کسی درانداز نے ناچاقی پیدا کرادی۔ جواب دیا۔

اچھا ذرا طبیعت اچھی ہو لینے دیجئے۔ دوسری جگہ لے چلیں گے۔

یہ کہہ کر خانصاحب باہر نکل آئے۔ دیکھا تو باہر برآمدے میں روز سر نیچا کیے کھڑی ہے۔ حقیقتاً سر تا پا غم سے لبریز ہیں۔ خانصاحب نے اُس سے کنارے لے جا کر پوچھا۔

روز ابھی تمہیں اپنی لڑکی کی مثال سمجھتا ہوں۔ مجھ سے شرم کرنا فضول ہے سچ تو اسٹیفن تم سے برگشتہ خاطر کیوں ہیں۔ تمہارا نام لیتے ہی چڑ جاتے کیوں ہیں۔ اگر ہو سکیگا تو تمہارے اور ان کے درمیان جو گتھیاں پڑ گئی ہیں سلجھانے کی کوشش کروں گا۔

روز کی آنکھوں سے شبنم کی طرح اور سر جھکا لیا۔ دریا سے شور کا دہانہ کھل گیا۔ موج اشک آنسو سے وہ تمام زمین تر ہوگئی جہاں وہ مایوسی و سراسیمگی کی حالت میں بیٹھی ہوئی

کبھی آسمان پر حسرت سے نظر ڈال دیتی تھی - اور کبھی اسٹیفن کے کمرے کی طرف اور پھر ٹھنڈی سانس لے کر سر جھکا لیتی تھی -

آج کئی دنوں سے اسٹیفن کو افاقہ ہو چلا ہے - مگر صدمہ بڑھ گئی ہے - کہا کرتے ہیں یہاں سے مجھے دوسری جگہ لے چلو خانصاحب نے یہ کل باتیں روز کے کان میں ڈال دیں اور کہہ دیا کہ تیرے اور اسٹیفن کے روز روپے سے ابھی تک یہاں ٹکے ہوئے ہیں

روز سسکی بھری آواز سے بولی - رسالدار صاحب! کیا کہوں دفعتہً کس طرح تقدیر پلٹ گئی ہائے مجھ پر تہمت تراشی گئی ہے - فقط بابا جان کی جائداد کے لالچ میں کمبخت جیمس نے یہ ستم ڈھائے ہیں - ہائے اسطرح بدنام کی جا رہی ہوں - آہ کیسی رسوائی ہوئی - جو سنتا ہوگا کیا کہتا ہوگا سب لوگ مجھکو کس نظر سے دیکھتے ہونگے - کمبخت جیمس نے مجھکو کہیں کا نہ رکھا - اب میں کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہیں رہی - اس سے تو بہتر تھا میرا خاتمہ ہی کردیتا - اس طرح تہمت لگا کر مطعون خلائق تو کیا ہوتا - آہ اب سب اٹھتے بیٹھتے مجھکو طعنے دینگے - اور میں سنونگی - آہ انھیں کانوں سے کبھی کسی کی بات سننے کی عادی نہ تھی - خانصاحب! دیکھیں مقدر ابھی کیا کیا کرتب دکھاتا ہے -

یہ کہہ کہہ کے وہ زار زار اپنے ہاتھوں پر رونے لگی -

باقرخان نے کہا - بیٹی! تقدیر پر صبر کرو - اللہ تمھاری مشکلیں آسان کریگا - میں جاتا ہوں اسٹیفن سے ملونگا اور تمھارے درد دل کی حکایت کہونگا - اور جسطرح ہوگا تمھارا اور اُسکا معاملہ صاف کرا دونگا -

خانصاحب تشفی و دلاسا دے کر اٹھ کھڑے ہوئے - اسٹیفن کے پاس پہنچے روز کا ذکر چھیڑا - روز میری حیادار لڑکی ہے - مسٹر گارڈن کے مال و اسباب کے لالچ میں اُسپر جیمس نے تہمت لگائی ہے -

اسٹیفن - شاید ایسا ہی ہو مگر خانصاحب روز کی طرف سے اب کچھ ایسا دل بُرا ہو گیا ہے کہ کسی طرح اس بات کا یقین نہیں آتا - اور یہ واقعہ کیسے غلط ہو سکتا ہے - جب میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں -

خانصاحب - آپکے سمجھنے میں بھول ہے - جیمس ایک شرابی اور عیاش آدمی ہے

روز اُس سے سوا سے ابھی بات کرنا نہیں چاہتی۔ مگر یہ تو دوسری بات ہے تمہیں کی خواہش ہے کہ کسی طرح روز پر ڈالو یا جائے اور اُسے اپنی ماتحتی میں لے آئے تو گارڈن کی جتنی جائداد ہے اُس پر اپنا تصرف کرے۔ آپ نے تو دیکھا وہ اُس کا گرتا ہوا حال ہے۔ واقعی روز پاک و صاف عورت ہے۔ اُس کا دامن عصمت پر ابھی تک معصیت کا دھبہ نہیں پڑا۔

اسٹیفن ۔ آپ کا خیال ضرور پاکیزہ ہے اور اُس پر کیونکر اعتماد کیا جائے۔ مگر ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ اسی قسم کے معاملے پیش آچکے ہیں اور آپ فرماتے ہیں غلط۔ کیا خدا کے فرشتے آسمان سے اُتر کر اُس کی تصدیق کریں گے کہ روز واقعی آوارہ عورت ہے اور یہ بات کچھ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ گارڈن کے مال و جائداد پر قابو پانے کے لئے تمہیں سے یہ چال کھیلی ہو کیا روز کی آبرو مٹانے سے اُس کی بدنامی ہوگی۔ ہرگز نہیں ایسا کوئی ادنےٰ آدمی بھی نہیں کر سکتا۔

خانصاحب ۔ آپ جو چاہیں فرمائیں۔ مگر میں تو یہی کہہ سکتا کہ گارڈن کی صاحبزادی کا چال چلن خراب ہوگیا۔ اور وہ تمہیں سے ملوث پائی گئی۔ سادہ پر ورنہ مجھے تو جو شخص ملا روز کی بے شرمی کا قائل ہی نظر آیا۔ اور اُس کے حال پر افسوس کرنے والا ہی ملا۔

اسٹیفن ۔ خدا جانے آپ کیا کہتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔

خانصاحب ۔ آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ روز بالکل بے خطا ہے اُس بیچاری پر ناحق تمہیں نے اتہام لگایا ہے۔

اسٹیفن ۔ آپ ثبوت کیا رکھتے ہیں کیونکر سمجھ لیا جائے وہ بے خطا ہے۔

خان صاحب ۔ ثبوت ظاہر ہی ہے روز کا دل جب آپ سے ملا ہوا ہے تو ثبوت کی ضرورت ہی کیا۔

اسٹیفن ۔ روز تمہیں سے ملتی رہی ہے۔ اس کا ثبوت کیا ہے۔

خانصاحب ۔ ؟ اس کا ثبوت سوا روز کا ایک دو نہیں۔ اور آپ جب تک میں نے آپ سے کبھی کوئی بات جھوٹ نہیں کہی افسوس اس وقت اپنی ہی بات کا اعتبار نہیں کرتے۔

اسٹیفن ۔ اعتبار ضرور کرتا ہوں اور آپ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں مگر خانصاحب کیا کروں نہ پہلے ہی واقعات سے ایسا شک آگیا ہے کہ دل کا سے نہیں نکلتا

خانصاحب ۔ خیر شک نکلے یا نہ نکلے اس میں تو کچھ نہیں۔ عشاق کی کمائی تو مشہور ہی ہے۔ میں آپ کو روز کا سچا محبت کرنے والا جانتا تھا اسی لئے آپ سے

اس معاملے پر زور دیا گیا۔
اسٹیفن ۔ لو کیا اسے مجاہد آپکے کہنے پر یقین سے آ گیا ہے۔ مجھے دھوکا تو نہیں دیتے
رودر کی عصمت میں کوئی فرق تو نہیں آیا۔ آپکو میرے سر کی قسم سچ کہیئے گا۔
خانصاحب ۔ اس میں کیونکر عرض کروں آپکے قدم مبارک کی قسم جھوٹ نہیں کہتا
بیچاری رودر بالکل بے خطا ہے۔ اور اسکا ثبوت میں آپکو کسی نہ کسی دن دے دونگا

خانصاحب کے اس کہنے سے اسٹیفن کے خیالات میں کچھ کچھ تغیر ہو چلا اور وہ کچھ کہنا
چاہتے تھے کہ اتنے میں خانساماں نے آکر خانصاحب کے ہاتھ میں داروغہ پولیس کا خط دیا۔
جس میں لکھا تھا۔ عبدل اور میکیر تبدیل وضع اور تبدیل ہیئت سے کانپور میں آگئے ہیں یہ
خبر پڑھکر خانصاحب نے اسٹیفن سے کہا میں میکیر کی گرفتاری کے لیے جاتا ہوں۔ میری خواہش
ہے جبتک پلٹ نہ آؤں اسوقت تک آپ یہیں قیام رکھیں۔

اسٹیفن نے جواب دیا۔ خیر آپکا حکم نہیں ٹالا جائیگا۔ اسی مکان میں پڑے پڑے
آپکا انتظار کرونگا۔

خانصاحب نے رودر کے پاس جاکر ساری داستان کہہ سنائی۔ رودر کو خانصاحب کی باتوں
سے بہت تسلی ہوگئی۔ اسکا دکھ درد مٹ گیا۔ اسکی شگفتگی اور چہرے پر بحالی دیکھکر
خانصاحب اسی روز شام کو میکیر کی گرفتاری کے لیے چل کھڑے ہوئے جس کا ذکر
اوپر ہو چکا ہے۔

٣٩ باب انتالیسواں

بدگمانیوں کا انسداد

تماشا سے رخصت ہو کر خانصاحب بہادر سیدھے اپنے مسکن پر تشریف لائے
صبح ہو چکی تھی آفتاب نکل آیا تھا۔ آج میکیر کے مقدمے کی پہلی پیشی تھی۔

خانصاحب پولیس کی پوشاک اتار کر پہلے اسٹیفن سے ملنے گئے۔ میکیر کی گرفتاری
کے بعد پھر انسے ملاقات کی نوبت نہیں آئی تھی۔ برآمدے میں قدم رکھتے ہی مسٹر رودر نے
ٹوکا۔

کیا آج میکیر کے مقدمے کی تاریخ ہے؟

خانصاحب - ہاں، اسٹیفن کہاں ہیں - تو دتیں ہفتوں سے ملاقات ہی نہیں ہوئی - اب کیا صورت ہے طبیعت درست ہو یا -

روز - وہ سب شکایتیں تو جاتی رہی ہیں - طبیعت بھی کچھ کچھ سرم ہو چلی ہے مگر میری جانب سے ابھی اسی طرح کی بدگمانیاں ہیں -

خانصاحب - تم سے کچھ باتیں بھی ہوئی تھیں -

روز - ہاں کچھ معمولی سی -

روز کو ساتھ لے کر میجر باقر خان اسٹیفن کے پاس پہونچے انھوں نے بڑے تپاک کے ساتھ ہاتھ ملایا - روز کو بھی کشادہ پیشانی سے بیٹھ جانے کے لیے کہا - خانصاحب کی نظر تاڑ گئی کہ ان دونوں کے چہروں پہ شادمانی کی تبسم برس رہی ہو - دونوں بشاش ہیں - اب وہ پچھلی شکایتیں ایک بھی دکھائی نہیں دیتیں - اسٹیفن نے خاں صاحب سے مخاطب ہو کر پوچھا -

آپ کا مزاج تو اچھا ہے - بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی - اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی کریم النفسی اور وسعت اخلاق کی ثنا وصفت سے برٹش قوم کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جسکا اعتراف انکی آیندہ نسلوں تک کو ہوگا - میکیر کی گرفتاری سے وہ تمام شورشیں مٹ گئیں اور وہ بھڑکی ہوئی آگ دب سمٹ کر بیٹھ گئی جسکے شعلوں سے تمام ہندوستان تہ و بالا ہونے والا تھا -

باقر خان - میکیر کے ساتھ ہیلنا کا قاتل عبدل بھی پکڑ لیا گیا - اس سے بھی انتقام لینا لازمی تھا -

اسٹیفن - آپ کی عنایت و مراحم کا کہاں تک شکریہ ادا کیا جائے - اس سفاک نے تو مسٹر گارڈن کا نام ہی مٹا دینا چاہا تھا -

باقر خان - آج تاریخ پیشی ہے - کیا آپ مقدمہ دیکھنے چلیں گے -

اسٹیفن - اگر روز بھی پسند کریں تو بندہ بھی حاضر ہے -

باقر خان - (روز سے) کیوں کیا قصد ہے - چلو گی نا -

روز - کیا آج ہی ہم لوگوں کو شہادت دینا ہو گی -

باقر خان - نہیں - آج صرف میکیر کا بیان قلمبند ہوگا -

روز۔ (سٹیفن کی جانب نظر اٹھا کر) اگر انکو چلنے مین تکلیف نہو تو مجھے بھی عذر نہین چلی چلون گی۔

خانصاحب نے دیکھا ان دونون گل و بلبل کے دل صاف ہین۔ دونون کے سینے کدورتون سے پاک ہو گئے ہین ظاہرا کوئی شکایت نہین معلوم ہوتی۔ اپنی محنت وصول ہو گئی۔ دونون کو دیکھنے اور باتین کرنے کا اشتیاق۔ شرمائی ہوئی آنکھون کو بے ساختہ اوپر اٹھانے دیتا ہے۔ اس لیے یہان سے کھسک جانا چاہیئے۔ دونون کو آپس مین لطف صحبت اٹھانیکا موقع ملنا چاہیئے۔ باقر خان یہ کہکر باہر نکل آئے۔

"اچھا آپ دونون صاحب دس بجتے بجتے قلعہ مین آجائین۔ مین جاتا ہون"

باقر خان نے کمرے سے باہر نکلکر دیکھا جیمس گارڈن کے مکان کی مغربی دیوار سے چپکا کھڑا ہے۔ خانصاحب نے قریب جا کر آواز دی۔

"کون جیمس! یہان کیون کھڑے ہو؟"

اسنے (تلخی سے) جواب دیا

واہ آپ گلی کوچون مین ٹوک دیا کرتے ہین بھلا یہ بھی کوئی انسانیت ہے۔

خانصاحب۔ کچھ کام ہے۔؟۔

جیمس۔ کیا کام ہے؟۔

خانصاحب۔ تم اسٹیفن سے رشک کیون کرتے ہو۔

جیمس۔ آپ سے مطلب۔

خانصاحب۔ روز کی شادی مین دراندازہ ہو۔

جیمس۔ استغفراللہ۔ آپنے کس سے سنا۔

خانصاحب۔ خود اسٹیفن سے؟۔

جیمس۔ ان باتون سے واسطہ کیا ہے۔

خانصاحب۔ میری اسمین خاص غرض ہے۔ مین دیکھنا چاہتا ہون اسٹیفن نے مجھے دھوکا تو نہیں دیا۔ اگر وہ جھوٹے نکلے تو ان سے اس دروغ بیانی کا انتقام لونگا۔

جیمس۔ (ہنسکر) آپ شکے مجھے دھوکا دیتے ہین۔

خانصاحب۔ ایک سچا مسلمان بھلا کبھی جھوٹھ بولتا ہے اسکی طرح جیمس جھوٹا

بہت بڑا گناہ ہے۔ خدا اور رسول دونوں ناخوش ہوتے ہین۔

جیمس۔ اُسنے آپ کو کیونکر دھوکا دیا۔

خانصاحب۔ ایک کام کر دینے پر اُسنے مجھے دس ہزار روپیہ نقد دینے کا وعدہ کیا تھا جب کام انجام پا گیا اور مینے روپیہ طلب کیے تو لگا بغلیں جھانکنے۔ مجھے دھتا سائی۔

جیمس۔ آپ اُس سے کس قسم کا عوض لیا چاہتے ہین

خانصاحب۔ پہلے تم بتاؤ کس طرح بدلا لوگے کیونکہ وہ تمھارا بھی تو رقیب ہے۔

جیمس۔ مین چاہتا ہون اُسے ہلاک کر کے دنیا سے اُسکا نام ہی مٹا دون۔

خانصاحب۔ اسقدر بڑھنا اچھا نہیں۔ کیونکہ اس مین تمھاری جان کا بھی خطرہ ہے سرکار تمھین بھی پھانسی پر لٹکا دے گی۔

جیمس۔ آپ فرمایئے۔ کیا ارادہ ہے کیونکر اس ملعون سے عوض لین گے۔

خانصاحب۔ کوئی ایسی ترکیب نکالنا چاہیئے جس سے وہ روز کے ساتھ شادی نہ کر سکے۔

جیمس۔ یہی تو میرا مطلب ہے۔

خانصاحب۔ اچھا یہ بتاؤ۔ روز تمھین چاہتی ہے۔ اُس سے تم سے بھی ہے۔ کیا اُس سے تمھارا کوئی رشتہ ہے۔

جیمس۔ روز میرے چچا کی لڑکی ہے۔ اس لیے وہ میری بہن ٹھہری۔ مگر مین اُسے اپنے عقد مین لانا چاہتا ہون۔ افسوس وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہین دیکھتی۔ اسٹیفن کا دم بھرتی ہے۔

خانصاحب۔ تم نے کبھی اس سے کہا تھا۔ میرے ساتھ شادی کر لو۔

جیمس۔ ایک دفعہ کیا۔ سیکڑون دفعہ عرض کیا۔ مگر اُس کمبخت نے کبھی میری طرف رُخ ہی نہین کیا۔

خانصاحب۔ اور یہان اسوقت کس لیے آئے۔

جیمس۔ روز سے ملنے کے لیے صبح و شام دونون وقت یہان کی گشت لگا جاتا ہون۔

خانصاحب۔ اسکا نتیجہ کیا ہے۔؟

جیمس۔ اور کچھ نہیں اسٹیفن بدگمان ہو جائیگا۔ مجھ سے اور روز سے لگاوٹ ثابت ہو جائیگی۔

خانصاحب - لیکن میرے خیال میں تم کامیاب نہ ہوگے۔
جیمس - ضرور کامیاب ہونگا - اسٹیفن کا دل کسقدر مشکوک ہوگیا ہے۔
خانصاحب - اگر میں تمہارا کام کردوں تو مجھے کیا دلواؤگے
جیمس - اسٹیفن نے مجھے دو ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے - میں چار ہزار دونگا، چاہے ایک ہزار ابھی لے لو۔
خانصاحب - بہت منظور ہے - اپنا کام بتاؤ کیا کرنا ہوگا؟
جیمس - روز کے نام ایک خط لکھ دونگا آپ اُسے اُس تک پہونچا دینگے۔
خانصاحب - خط کا مضمون کیا ہوگا - ؟
جیمس - خط میری طرف سے ہوگا بلکہ روز کی سہیلی ہریٹ ایلٹن کے نام سے ہوگا -
خانصاحب - ایلٹن کون ہے - ؟
جیمس - جارج ہملٹن کی لڑکی -
خانصاحب - خیر یہ کام ہوجائیگا مگر تمہیں بھی ایک بات کا تہیہ کرنا ہوگا -
جیمس - کیسا تہیہ - ؟
خانصاحب - جب تم مجھے ثالث مقرر کرتے ہو تو اس بات کا عہد کرلو کہ بغیر میرے امتزاج یا صلاح مشورہ کے کسی کام میں ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ دھوکا کھا جاؤگے -
جیمس - آپکے سر کی قسم بغیر صلاح مشورہ کے کوئی کام نہ کرونگا -
خانصاحب - اچھا شام کو خط دیدینا میں پہونچا دونگا -

جیمس چلدیا خانصاحب نے بھی اپنے مکان پر دورہ دوڑایا جیمس کی باتوں سے معلوم ہوگیا کہ روز بالکل بے خطا ہے - دوسرا کام یہ ہوا کہ اسٹیفن کو خانصاحب نے بتوسط بھی ملجائیگا - آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع کے اجلاس میں میکیر کا مقدمہ پیش ہونے والا تھا - چونکہ میکیر باغیوں کا سرغنہ تھا - مقدمہ سنگین تھا اس لیے مجسٹریٹ ضلع کے عدالت سے کورٹ آف مارشل کے اجلاس میں منتقل کردیا گیا - خانصاحب زور دینے پر مسٹر اسٹیفن مسں روز کو لیے ہوئے قلعہ میں واپس ہوئے آج دونوں کے چہروں پر بشاشت برس رہی ہے دونوں کے دل کسی اندرونی مسرت سے کھلے جاتے ہیں - خانصاحب ابھی مطمئن ہوگئے ببول کا کیڑا نکلگیا - اُسی دن سر شام ایک ہزار روپیوں کی تھیلی لیے ہوئے جیمس خانصاحب کے

دیر سے پر آیا - عامل صاحب نے بہانہ کر کے روپیہ واپس کر دیے اور کہا ابھی دو ایک روز توقف کرو آج کے چوتھے روز تمھارا کام کر دونگا -

۴۰
چالیسواں باب

میکبیر کا بیان

آج کورٹ آف مارشل میں میکبیر کے مقدمہ کی پیشی ہے - عالیجناب ہملٹن سمسن جج مقدمہ سماعت فرمانے والے ہیں - عدالتی کرہ آدمیوں سے کھچا کھچ بھر گیا ہے - روزنامہ کاروں کے اسٹاف سب ہی موجود تھے -

بارہ بجے میکبیر کا اظہار قلمبند ہونے لگا - اسنے قسم کھا کر کہا

"میرا نام رابرٹ میکبیر ہے جون ۱۸۱۴ء کو میری ولادت ہوئی ملک فرانس کا مشہور شہر کینی جائے پیدائش ہے - باپ کا نام ہنری فاور میکبیر تھا وہ عزت دار اور توانگر آدمی تھے اسوقت نپولین بونا پارٹ کا طوطی بول رہا تھا میرے باپ میں سپہداری کا سلیقہ دیکھ کے شاہ نپولین نے فوج میں بھرتی کر لیا اور رفتہ رفتہ وہ میجر ہو گئے - انکا لڑائیوں میں ہمیشہ یہ رویہ رہا کہ وہ مجروح کا معقول انتظام کرتے اور خود جوکھوں سے الگ رہتے -

چونکہ میری تعلیم و پرداخت کا انھیں بہت خیال تھا - جب میں کسی قدر بڑا ہوا تو مجھے بلوا کر پیرس کے کالج میں بھرتی کرا دیا - سولہ برس کی عمر میں ضروری علم سے فارغ التحصیل ہو گیا اور پھر پانچ سال بعد میں نے پانچ زبانوں میں امتحان دے کر پیرس یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی اور وہاں سے مجکو سوسئیٹی کا ایک تمغہ عنایت ہوا میرے باپ پروٹسٹنٹ تھے اور میں رومن کیتھولک کا پیرو تھا - میرا کریکٹر بچپن میں بہت اچھا تھا میرا دل بائبل اور نیک کاموں کی طرف راغب تھا - اپنے معبود کی پرستش بصدق دل کرتا روزانہ چرچ جاتا اور گھنٹوں پاک خدا سے دعا مانگتا -

حسن اتفاق سے ایک روز پیرس کے چرچ میں بالٹل زی کی دختر اینی سے ملاقات ہو گئی - اپنی خوبصورتوں میں خوبصورت حسینوں میں حسین اور مہ جبینوں میں مہ طلعت تھی - اسکا ساخت و خال چہرہ مہرہ ملک فرانس بھر میں مشکل سے مل سکتا تھا - اسکا چھریرہ بدن - خوبی میں پری کی طرح پیارے کا کھولا میں کچھ ایسا دلکش تھا کہ کسی کی نگاہ اس کے سراپا

مین نقص نہین پیدا کر سکتی تھی - غرضکہ اینی اور محمد میوا اسی دن سے محبت کے پینگ بڑھانے لگے ہوسنے وہ مجھ پر جان دینے لگی اور مین اُسے پیار کرنے لگا - اُسی دن ایک نوجوان انگریز سے بھی مجھ سے تعارف ہوا - رفتہ رفتہ ہم دونون مین اسقدر ربط وضبط بڑھا کہ دونوں ایک ساتھ کھاتے اور ایک ساتھ گھومتے اور ایک ہی مکان پر رہتے تھے - اس نوجوان کا نام مین یہاں ظاہر نہیں کرنا چاہتا - کیونکہ مین عہد کر چکا ہون -

۱۸۱۵ء مین جنگ واٹرلو کے بعد مارشل نے نوربوں کے تاجدار پر فوجکشی کی - وہان کے لائٹ صوبہ نے نکلکر مارشل کا مقابلہ کیا - چار مہینے لڑائیان ہونے کے بعد ایک دن توپ کے گولے سے مارشل نے کا لباس حیات قطع ہو گیا - اور انھوں نے ملک بقا کی راہ لی - ہزیمت خوردہ فوج منتشر ہو گئی - اُسی زمانے سے کاونٹ لالی بارقا نے مارشل نے کی دونوں صاحبزادیون کی پرورش و پرداخت کا بار اپنے ذمے لیا - بارقا مارشل نے کے کوئی قریبی رشتہ دار تھے - ان کے ایک لڑکا بھی تھا - اسکا نام تھا جوسف - جوسف عمر مین مجھ سے بڑا تھا - اُس کے باپ کی خواہش تھی کہ اینی کو اُس کے عقد مین دیدے - مگر اینی راضی نہوئی - بلکہ صاف جواب دیدیا - مجھے جوسف کے ساتھ شادی منظور نہین ہے -

کونٹ نے کچھ دنون کے لیے شادی ملتوی کر دی - لیکن اسکی خواہش یہی تھی کہ اینی کو بہلا پھسلا کر جوسف کے ازدواج مین دیدے - اور جوسف بھی یہی چاہتا تھا - اس سے زیادہ تر اینی کے ساتھ گھومنا - پھرنا اٹھنا بیٹھنا اختیار کر لیا -

مین نے اپنے منھ بولے بھائی اُسی نوجوان انگریز سے اینی کی ملاقات کرائی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونون کے دلون مین محبت کے کلے پھوٹنا نکلے - دونوں ایک دوسرے کے حسن صورت وحسن سیرت پر فدائی نظر آنے لگے - اُن دونون کے دیتر سے دیکھ دیکھ کر میرے بدن مین رقابت کا خون جوش مارنے لگا - غصہ کے سبب مین نے نوجوان انگریز سے ملنا ترک کر دیا - اور لگا اُسکی تاک مین اس غرض سے پھرنے کہ اس کانٹے کو نکال کر پھینک دینے مین بھلائی ہے - اسکے ہوتے اینی پر کبھی قابو نہ پا سکونگا -

جوسف بھی سمجھ گیا کہ اس انگریز کی بدولت میری دال گل نہ سکے گی - اور ادھر میرے خیال مین تبدیلی ہوئی کہ اینی جوسف کو منھ لگانا پسند نہین کرتی اس لیے اُس سے کبھی

شادی نہ کرے گی۔ مگر میرے حق مین یوسف اور انگریز دونوں لیس کی گانٹھ ہیں۔ اس سے دونوں قتل کر دیے جائیں تو معاملہ صاف ہو جائیگا اور مین اپنی کے عقد سے اپنا دل خوش کر سکونگا۔

میرے دل مین کیوں تبدیلی ہوئی اسکا سبب مین خود نہ سمجھ سکا۔

یوسف نے اپنے باپ کے ذریعہ سے اپنی کے پاس ہم لوگون کی آمد و رفت بند کرا دی اس لیے میرے رقیب یا دوست انگریز کو بہت شاق ہوا۔ مگر تھے وہ کریم النفس اور متحمل شخص جو یوسف کی ریشہ دوانیون کی مطلق پروا نہ کی اور ایک دن موقع پا کر میرے دوست نے جو یوسف کو شب کے وقت چھوریوں سے ہلاک کر ڈالا۔ مین بھی اس واقعے کے وقت موجود تھا میرے سامنے انگریز نے یوسف کے گلے میں چھوریاں بھونکی تھیں۔ میں چاہتا تھا اپنے رقیب دوست کو اسی وقت پولس مین دیدیتا۔ تاہم سوچ کر کچھ نہ بولا۔ اور سوچ لیا کہ اس حریف کو اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کر دونگا۔ یوسف کے خون سے فرانس مین سخت سنسنی پھیلی۔ ویڈکیٹو پولس کمشنر مسٹر لوجی اس مقدمہ کی تفتیش کرنے لگے میرا دوست انگریز پولس کی تحقیقات سن سن کے سہما جاتا تھا۔ ابھی بھی وہان سے یورپ یا بلا سمیت کر فرار ہوا چاہتی تھی۔ اور ادھر مین اپنے حریف دوست کی تاک مین کہ ذرا اپاؤں تو مار کر کلیجہ ٹھنڈا کرون ورنہ حریف اپنی کو ساتھ لیکر کسی طرف چل دیگا اور مجھے منھ تاک کر رہ جانا پڑیگا۔

میکلیر ابھی یہانتک کہنے پایا تھا کہ گارڈن نے اشارے سے میکلیر کو اپنے پاس بلا کر کان مین کہا۔

اسوقت میرے بدن میں سنسنی سی ہو رہی ہے بیٹھا جاتا نہین اگر کہو تو مین گھر چلا جاؤن۔

میکلیر نے گارڈن کے چہرے پر نگاہ ڈالی اسوقت اسے بہت ہی تعجب ہوا کہ انکی حالت کیون بگڑی جاتی ہے۔ چہرے پر ہوائیان کیون چھوٹ رہی ہیں۔ اسکی وجہ میکلیر کی سمجھ مین خاک نہ آئی۔

میکلیر نے مجبوری سے جواب دیا۔

آپ تشریف لے جائیں! آج آپکی سردست ضرورت بھی نہین ہے۔

اسٹیفن بھی گارڈوں کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے ۔ صرف خانصاحب اور ریوز بیان
سننے کے لیے ٹھہرے رہے ۔
پھر رابرٹ اسٹیگ نے زبان کھولی اور اپنا بیان قلمبند کرانے لگا ۔
میں نے تہیہ کر لیا کہ اب کی مرتبہ اپنے حریف کو جہاں پاؤنگا مار ڈالونگا ۔ اسی وقت سے
گولی بھر پستول اپنے ساتھ رکھنے لگا ۔ میرے حریف کا قاعدہ تھا روزمرہ شام کو اینی سے
چھپ کر ملاقات کرتے اور میں بھی باغ کی چار دیواری کے اندر کھڑا ہوا انکی تاک لیا کرتا
تھا مگر قابو نہ چلتا تھا کہ اینی کے کمرے میں گھس جاؤں ۔
ایک دن اتفاق سے ایک شخص سیاہ پوشاک ڈانٹے اینی کے کمرے میں داخل
ہوا ۔ میں نے سمجھا ہو نہ ہو میرا حریف انگریز دوست ہے ۔ میں نے فوراً نشانہ باندھ کر
اپنے حریف پر گولی چلائی ۔
وہ شخص چیخ مار کر زمین پر لوٹنے لگا ۔ اور میں تو کدم وہاں سے بھاگا ۔ باغ کی دیوار
لانگھ کر سیدھا سڑک پر کودا ۔ سامنے ڈپٹی پولیس کمشنر مسٹر فوجی جا رہے تھے
مجھے راستے کے وقت بے تحاشا دوڑتے دیکھ کر اُنکے دل کو شک ہوا وہ راستہ روک
کھڑے ہو گئے ۔ بولے ۔
یہ کیا معاملہ ہے ۔ صدر راستہ چھوڑ کر دیوار سے پھاندنا کیا معنی ۔ کہاں جانے کا
ارادہ ہے ۔ تمہارا نام کیا ہے ۔؟
میں سراسیمگی و پریشانی کے عالم میں تھا ہی انھیں دیکھ کر میرے اور اوسان خطا
ہو گئے ۔ کیا جواب دوں کیا نہ دوں عقل کچھ کام نہ کر سکی ۔ پولیس کمشنر کو یقین ہو گیا
کہ میں نے قانوناً خلاف ورزی کی ہے ۔ کوئی جرم ایسا کیا ہے جس کے اخفا رکھنے
کی کوشش کر رہا ہوں ۔
فوجی سخت کلامی سے پیش آئے ۔ جھڑکیاں دیں ڈانٹ بتائی ۔ اور پوچھا سچ بتا
کیا ہے ۔ جواب کیوں نہیں دیتا ۔ ضرور تجھ سے کسی نہ کسی جرم کا ارتکاب عظیم
ہوا ہے ۔
میں نے کہا ۔ آپ ناحق خفا ہو رہے ہیں ۔ مریض کی حالت قابل اطمینان نہیں
وہاں تیمار داری کو جا رہا ہوں ۔

پولس کمشنر بولے - تیری بات پایۂ یقین کو نہیں پہونچتی - یہ مکان کونٹ بار تھا کا ہے تو میرے ساتھ چل - میں اُس مریض کو ملاحظہ کرنا چاہتا ہوں -

اس بحث و مباحثہ کے درمیان ہی کونٹ باربا کا مکان شور و شیون اور ہائے واویلا کی صداؤں سے گونج اُٹھا - میں سمجھ گیا - اپنی تیغ رہی ہے - میرے حریف کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے - اور اسی وجہ سے وہ آہ و بکا میں مصروف ہیں - اپنے حریف کے مرجانے سے میرے کلیجے کو گونہ ٹھنڈک پہونچی مگر فوجی کی باتوں سے دل میں کھٹکے لگ گئے - سمجھ گیا یہ موذی مجھے چھوڑنے کا نہیں -

بھاگنے کے سوا جان بچانے کی کوئی اور سبیل نہ تھی میں چاہتا تھا وہاں سے ہوا ہو جاؤں - مسٹر فوجی کب چوکنے والے تھے - جھپٹ کر میرا ہاتھ تھام لیا - ادھر میں نے پستول سے اُنکی چھاتی کا نشانہ باندھا - وہ خوف سے دور ہٹ کر کھڑے ہوگئے میں بے تحاشا بھاگا - دوسرے دن سُنا کونٹ باربا کسی کی گولی سے ہلاک ہوگئے - یہ خبر سُنکر مجھے سخت افسوس ہوا مفت میں ایک بندہ خدا کی جان گئی - میرا حریف اب تک زندہ ہے اسکا رواں بھی میلا نہ ہوسکا - طیش و غصہ کی حرارت سے میرا کلیجہ پھکنے لگا - ہا! ایک بیگناہ پر ہاتھ چلا بیٹھا - اسکا اجر خدا جانے مجھے کیا ملے

چالاک فوجی نے میرے ہی سر الزام تھوپا - میری گرفتاری کے لیے جاسوس تعینات ہوئے - پہلے کچھ دنوں تک میں اپنے باپ کے مکان میں چھپا بیٹھا رہا جب بیٹھے بیٹھے دم گھبرا گیا ایک دن مکان سے نکلکر شہر کی گشت کو نکلا - اور دو ہفتہ کے بعد شہر چھوڑکر دوسرے شہر میں ہو رہا لیکن میری ہی طرح میرے دوست انگریز کے تعاقب میں بھی جاسوس بلا دوی کر رہے تھے - یہ خبر بھی میں نے سُنی - بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی - ایک مہینہ بعد میں بیچ فورسٹ میں گرفتار ہی ہو گیا اور دوسرے ہی دن پیرس میں لایا گیا جسوقت میرے باپ حوالات میں مجھ سے ملنے آئے ہیں - وہ کل باتیں بیان کردیں اور درخواست کی کسی طرح مجھے پھانسی سے بچا لیجیے -

پیرس میں آکر یہ بھی سُنا کہ میرا حریف اپنی کو لیکر بھاگ کھڑا ہوا - جسوقت میں نے تہیہ کر لیا کہ کسی طرح اب کے مرتبہ خلاصی پا جاؤں تو پیچھا کرکے چھوڑوں - اُس سے اپنا بدلہ ضرور عوض لونگا - اور اپنی کو بھی ملک عدم کی راہ بتاؤں گا -

الغرض رحیم باپ کی تگ و دو اور بلیغ کوشش سے مین پھانسی سے بچ گیا لیکن بیس سال کے لیے جلاوطن ہونا پڑا۔ عدالت نے اپنی تجویز مین لکھدیا کہ ابھی سے شادی ہو جانے کے لیے ملزم نے کونٹ بارتھا کے خون سے ہاتھ بھرے۔ میرے باپ عدالت کا حکم سنکر میرے غم مین بیمار پڑ گئے اور کچھ دنون بعد رخت ہستی سمیٹ کر ملک عدم کی راہ لی۔ ادھر قبل جلاوطن ہونے کے مین بھی جیل سے نکل بھاگا۔

پولس میری تلاش مین پھر سرگرم ہوئی۔ مگر میری ہوا تک نہ پا سکی۔ چونکہ شکم پری کی سردست کوئی سبیل نہ تھی۔ اس لیے بیابان جنگل مین بیٹھکر آتے جاتے کی خبر لینے لگا۔ اور آخر ملک فرانس میں زبردست قزاق مشہور ہوگیا۔ رفتہ رفتہ میری جماعت مین ترقی ہوئی۔ دو ہزار قوی ہیکل توانا ڈاکو ہر وقت شریک رہتے تھے۔ میرے کارنامے اور آئے دن کی لوٹ مار سے گورنمنٹ فرانس بھی لرزنے لگی۔ میری گرفتاری کے لیے انعام مشتہر ہوئے۔ فوج بھرتی ہوئی۔ جاسوس تعینات ہوئے۔ لیکن کسی کو جرأت نہوئی کہ تعاقب کرکے مجھے گرفتار کرلیتا۔

میری تلاش و جستجو مین اسی طرح ایک سال گذر گیا۔ میری شہامت جلادت اور سرعت کے کام دیکھکر لوگون کے جی چھوٹے ہوئے تھے۔ ملک کے صوبے کے صوبے میری تاخت سے برباد ہوگئے۔

جنوری [illegible] مین مین نے شہر کینے کا ڈاکخانہ لوٹا۔ کتنے ہی روپیے اور نوٹون کے ساتھ متعدد چٹھیان میرے ہاتھ آئیں۔ مین نے جنگل کی کسی جھاڑی مین بیٹھکر تمام چٹھیان پڑھین۔ ایک خط مین میری نظر سے گذرا کہ میرے رقیب دوست نے ہندوستان سے پیرس میں اپنی بہن کے نام خط لکھا ہے۔ مجھے اس خط سے بہت بڑی خوشی ہوئی کہ رقیب ابھی صحیح و سلامت ہے اس سے قصاص ضرور لونگا۔

پیکیر کا قطع کلام کرکے سرکاری بیرسٹر مسٹر اناسٹیٹ نے جج ہملٹن سے کہا۔

ملزم فضول باتون مین وقت رائیگان کر رہا ہے۔ ہم لوگ اسکی لاف سننے نہین آئے ہین بلکہ ہم ملک مین بغاوت اٹھ کھڑی ہونے کے وجوہ سماعت کرنا چاہتے ہین کہ ملزم نے کن کن کارروائیون سے ملک مین فساد برپا کر دیا۔ اگر ملزم اپنی چالاکیون اور ریشہ دوانیون کا ایجاب کرے تو خیر ورنہ ہم شہادت سے ثابت کردین گے کہ ملک میں

شورش اور غوغا مچا دینے والا اور لوگوں میں گورنمنٹ کی طرف سے بد ظنی پھیلانے والا ہی ملزم ہے۔

میکبیر بولا۔

بندہ نواز اگستاخی معاف اصاحب میں خود ہی اپنے جرائم کا اقبال کر رہا ہوں تب شہادت لینے اور مزید ثبوت بہم پہونچانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں ہم میں سے گناہ کیے ہیں اُن کے بوجھ اتارنے کا بھی تو موقع دیجیئے۔ میرے دل کا بھی غبار ہلکا ہو جائے گا۔ ایک بات اور بھی ہے۔ آج میں ملک فرانس میں نہیں ہوں۔ وہاں جو جو کام اور جو جو بدفعلیاں مجھ سے سرزد ہوئی ہیں وہ بھی عدالت قلمبند کرے اور مجھے گورنمنٹ فرانس کے پاس بھیج دے۔

جج ہملٹن نے کہا۔

مسٹر اناشٹ! آپ ملزم کے بیان میں رکاوٹ نہ پیدا کریں۔ عدالت اس کے دیرینہ حالات سننے کی مشتاق ہے۔ اگلے پچھلے حالات سُن کے عدالت فیصلہ کرے گی مجھے یقین ہے کہ اسوقت تک جو جو باتیں اسامی نے بیان کی ہیں وہ ـــ صحیح ہیں۔ جب اسامی کو اپنے جرم کا خود ہی اقبال ہے تو دوسری شہادت لینا بھی فضول ہے۔

تین بج چکے تھے۔ عدالت اٹھ کھڑی ہوئی۔ میکبیر اور عبدل ہتکڑی بیڑی سے جکڑے جیل میں بھیج دیئے گئے۔

خانصاحب بھی اپنے مکان پر واپس ہوئے راستے میں اسٹیفن سے ملاقات ہوئی اُسوقت اُنکے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ خانصاحب کا دل کھٹک گیا بات کیا ہے جو کیوں گھبرایا ہوا ہے۔ اسٹیفن نے خانصاحب کو مخاطب کرکے کہا۔

"کسی ضرورت سے آپکے مکان پر جانے والا تھا۔ خوب ہوا ملگئے"

خانصاحب ۔ فرمائیے کیا کام ہے۔؟

اسٹیفن ۔ آپ کی باتوں میں آکر دو رہ اعتنا دکر نے لگا۔

خانصاحب ۔ (متفرانہ متعجب ہوکر) ہائیں آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ بکار چلنا ہے اسکی عصمت کا ہے کو سر کھانا چاہیے کیا پھر کوئی سانگ کھلا۔ وہ بڑی پارسا عورت ہے آپکے فراق میں اپنی جان دیدیگی مگر کسی غیر کا منہ نہ دیکھے گی۔

اسٹیفن - جی نہین - وہ صرف ستاوک عورت ہی - اُسکے وہی اطوار ہین - وہ محبت کے
قابل نہین - خانصاحب کیا کہون - دل نہین مانتا مدتون کی اُلفت بھلا ایک دم مین
کہین جا سکتی ہے - مگر جسطرح ہوگا صبر کرنا ہوگا - اگر دل نہ مانیگا تو یہی نا بہت تکلیف
ہوگی - مرجاؤنگا - اچھا ہے مرجاؤن - مگر ملونگا نہین - آپنے کہا تھا اُسکی پاکیزہ نفسی کا ثبوت
دونگا ساری آفتین جمیس کی اُٹھائی ہوئی ہین - آپنے بھی اُسکی عصمت برقرار رہنے کا کوئی
ثبوت نہین دیا - ثبوت کیا دیتے - ہرجائیون کے ثبوت ہی کیا -

خانصاحب - ہان جناب مین نے کہا تھا اور اب بھی اپنے مقولے پر قائم ہون -

اسٹیفن - آپ ثبوت کیا خاک دینگے -

خانصاحب - مین جمیس کے منھ سے سنوا دونگا کہ روز عصمت وعفت کی پُتلی ہے
وہ کبھی خلاف راہ قدم نہین دھرتی - اُسکا چال چلن خراب نہین ہی - اور جب جمیس
خود ہی اُسکی بے جُرمی کا قائل ہوگا تو آپ مانینگے -

اسٹیفن - استغفراللہ - بھلا جمیس کے منھ سے ایسی باتین نکل سکتی ہین -

خانصاحب - آپ تماشا دیکھین مین سب کچھ کرونگا - واقعی روز بے خطا ہے -
ساری آگ جمیس کی لگائی ہے - اسمین ذرا بھی شک نہین -

اسٹیفن - کیا آپسے اور جمیس سے باتین ہوئی تھین -

خانصاحب - کہان -

اسٹیفن - گارڈن کے مکان کے سامنے -

خانصاحب - اوہ - اسوقت اُن باتون کو سُن کے آپ کیا کرینگے - دو دن بعد
کل باتین خود ہی معلوم ہو جائینگی -

اسٹیفن کے تکدر کا غبار اب کسی قدر کم ہوگیا - مگر اسکا ئے مکان پر واپس آیا
آہ جسکا سینہ بدگمانیون کے نشترون سے مشبک ہو رہا ہو - بھلا اُس مین خوشی
اور استقلال کا آب زلال کہین ٹھہر سکتا ہے -

اکتالیسوان باب

دوسری پیشی

آج بھی کورٹ آف مارشل مین ہجوم عظیم لگا ہوا ہے عدالت کی کرسی پر مسٹر ہملٹن سشن جج رونق افروز ہین تمام عملہ اپنے اپنے کام مین مشغول ہے۔ بارہ بجنے کے بعد ملزم کا اظہار شروع ہوا۔ مجرم سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین۔

میکپیر نے کہنا شروع کیا۔

کئی ماہ بعد مع گروہ کے چند آدمیون کے ساتھ پھر پکڑا گیا۔ جن لوگون نے مجھے گرفتار کرایا تھا وہ چالاک ڈی کے جاسوس تھے۔ وہ لوگ کتنے ہی دنون سے میرے فراق مین رہیں ماپتے رہے اور تلاش کرتے رہے۔ اور پھر میرے گروہ مین شامل ہوکر میرے ساتھ کام بھی کرتے رہے۔ افسوس مین انسے بہت شناسا تھا۔ پھر دھوکا کھا گیا۔ خیر مجھے اس بات کا مطلق رنج نہوا۔ اور قبل فیصلہ میری جماعت والے چالاکی کھیل کر مجھے جیل سے نکال لائے ایک ہفتہ کے بعد مین نے فرانس کو خیر باد کہا اور جہاز پر سوار ہوکر ہندوستان چلا آیا۔ فرانس مین مینے دوسو پچھتر انسانون کو ہلاک کیا اور انکا مال و متاع لوٹ لیا۔ اس مین پچاس عورتین پینتیس بچے اور پچیس لڑکیان ہین۔ اور باقی مرد ہین۔ انکے نام۔ تاریخ و سال اور کن کن مقامون پر انکی جانین ہلاک کی گئین ایک فہرست بنا کر عدالت مین داخل کردون گا۔

اس کے بعد میکپیر نے اپنے لکھے ہوئے کاغذ پر دستخط کیے اور عدالت کے ہاتھ مین دیدیا اور پھر کہنے لگا۔

ہندوستان مین آکر مجھ سے اور میرے اسی دوست انگریز سے ملاقات ہوئی یا نہین یہ بات لکھانا نہین چاہتا۔ اب مین مسٹر گارڈن اور دھوندھو پنت نانا صاحب سے تعلق بڑھانے کے حالات قلمبند کرانا چاہتا ہون۔

ہندوستان کے باغی سپاہیون کا سرگروہ مین ہی ہون۔ مین ہی نے کتنے ہندو راجاؤن کو انگریزون کی مخالفت پر کھڑا کیا۔ میری خاص غرض تھی کہ کسی طریق سے انگریزی حکومت کو تہ و بالا کرکے فرانسیسیون کا دور قائم کردون۔ فرانسیسی حکومت

قائم ہو جانے سے گورنمنٹ فرانس میری پچھلی خطاؤں کو نظر انداز کر دے گی اور ملک ہند کا گورنر ہو جاؤنگا۔ میری یہ غرض تھی کہ وطن الفریقیوں کی طرح خستہ حالی میں زندگی بسر کروں میں چاہتا تھا آزادی اور خوشحالی سے بقیہ عمر گذار دوں۔ میں نے سوچا تو ہی تھا تاہم اپنے حریف سے انتقام لینے کی آگ ابھی تک دل میں لگی تھی۔ وہ ایک مہاراشٹر راجہ تھا جس نے مجھے مدد دینے کے لیے کہا تھا۔ نانا دھوندھو پنت اور تانتیا ٹوپی دونوں میرے قوت بازو بن گئے۔ میں نے نانا صاحب کے دل میں بغاوت کی آگ مشتعل کر دی۔ اسی لیے میرا آنا کانپور میں ہوا۔ مسٹر گارڈن سے ملا اور اُسے کہا۔ اپنی چھوٹی صاحبزادی ہیلنا کے ساتھ میرا عقد کر دیں۔ گارڈن نے میری درخواست ردی میں ڈالدی کوئی جواب ہی نہ دیا۔ اُسوقت سے میرے دل میں اور آگ لگ گئی۔ تہیہ کر لیا کہ اس بوڑھے سے اسکا عوض لونگا۔

ہیلنا اُسکے صاحبزادے ہنری پر لٹو تھی اس لیے وہ مجھ سے متنفر ہوئی۔ میں نے دیکھا یہاں ہنری میرے حق میں کانٹا ہو رہا ہے۔ کسی طرح اس کانٹے کو دور کرنا چاہیے۔

میں نے ایک خط تیار کیا اُسمیں ہیلنا کے جعلی دستخط بنائے اس میں درج کیا

پیارے ہنری۔ باباجان کی تمنا ہے کہ میں کسی دوسرے شخص سے شادی کروں باباجان کی مرضی کے خلاف کوئی کام ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ تمھاری آرزو پوری کروں اس لیے پچھلی محبتوں کو بھول جائیے۔ اب میرا ملنا ہو نہیں سکتا۔ تم بھی میری طرف سے صبر کرو اور کسی دوسری لیڈی سے نکاح پڑھوا لو اسمیں میں بھی خوش ہوں اور تمھاری دلبستگی بھی ہو جائے گی۔

جس روز ہنری کو یہ خط ملا اُسکے دوسرے ہی دن ہنری نے زہر کھا لیا۔ اور اپنی جان دیدی۔ ادھر ہیلنا نے جب میری بات نہ مانی اُسی شب کو میں نے اُسے بھی عدم کی راہ بتا لی۔ چھوری بھونکتے وقت ہیلنا آنسو بھر کر مجھ سے بولی۔

مجھے کیوں قتل کرتے ہو للہ میری جان چھوڑ دو۔

یہ دلخراش اور سوز الم پیدا کرنے والی آواز ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ بھلا اس گناہ کا کوئی کفارہ ہے۔

استنے مین جیراسی نے سیشن جج کی خدمت میں ایک تار پیش کیا۔ ہملٹن صاحب
نے خانصاحب کو پاس بلاکر کہا۔
"لارڈ کیننگ نے خبر بھیجی ہے"
یہ کہکر انھون نے تار باقرخان کے ہاتھ مین دیدیا۔ اُس مین لکھا تھا۔
فرانس گورنمنٹ مطلع کرتی ہے حسب عملدرآمد شرائط صلح فی الحال میکیر
ہمارے حوالے کیا جائے۔ کیونکہ وہ ملک فرانس کا باشندہ ہے۔ اور فرانس مین اسنے
بہت خون کیے ہین اس لیے وہ ہمارا مجرم ہے انگریزی گورنمنٹ اُسے بہت جلد زیر حراست
چندرنگر مین بھیجدے۔ (چندرنگر مین فرانسیسیوں کی حکومت ہی) لہذا مسٹر ہملٹن فوراً
میجر باقرخان کی نگرانی مین فراق میکیر کو روانہ کردین۔ وہیں اُسکا فیصلہ ہوگا
مسٹر گارڈن کی صاحبزادی سہلیا کے قتل مین جو جو اشخاص شریک ہوں آپ انکا فیصلہ
سیشن جج کرسکتے ہین"
اس کے بعد میکیر کا بیان نہین لیا گیا۔ اُسی رات کو قیدی کو حراست مین لیے
ہمارے خانصاحب بہادر چندرنگر چلے گئے۔ میکیر کے بعد عدل کا بیان ہونیوالا
تھا۔ وقت زیادہ آجانے سے عدالت اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ حوالات میں بند
کردیا گیا۔

۴۲
باب بیالیسواں

محبت کا انجام

آہ۔ جو نوشتہ تقدیر ہے وہی ہوتا ہے۔ انسان کی کم سمجھ قدرت کے بھیدون کو کیا جان سکتی
ہے۔

ہمارے ناول کی ہیروئین سروز مسٹر گارڈن کے عالیشان محل کی ایک صحنچی مین چپ بیٹھی
ہوئی کسی دلسوز خیال میں محو ہو رہی ہے اس پاس کوئی نہیں ہے صرف ایک افسردہ شمع
اسکی حالت دیکھ دیکھ کر آنسو گرا رہی ہے اور بے بال و پر پروانے بڑے افسوس کے ساتھ
اپنا سر زمین پر دے دے مارتے ہین۔ اسوقت اسکا گورا گورا زمانے کے انقلاب سے چہرہ
کچھ ایسا اترا ہوا ہے کہ تاما سا معلوم ہوتا ہے۔ اُسکی وہ سرخی اور ملاحت جسپر ورق گل بھی

خار کھاتا کھاتا مار ہا۔ یہ خیال سے کے آہستہ اُڑ اُڑ کر آئی طرح زرد پڑ گیا ہے جس طرح درختوں کے ہرے ہرے پتے بادِ خزاں کے طمانچے کھا کر زرد پڑ جاتے ہیں بال کسی اندرونی کوفت سے سنبل کی طرح پریشان ہو کر و بال دوش بنے ہوئے ہیں۔ اور لمبی لمبی سانسوں کے ساتھ یہ جملے منہ سے نکل رہے ہیں۔

میری قسمت میں کاتب تقدیر نے راحت لکھی ہی نہیں۔ خدا کو منظور ہی نہیں ہے میری زندگی کوئی گھڑی تو خوشی سے کٹتی مجھ میں اتنی مجال کہاں کہ بیٹھ کر کسی سے دو گھڑی ہنس بول لوں۔ اوہ معصوم تو نے کسقدر راحتیں دیں۔ کسقدر سختیاں اٹھائیں۔ اسے بھی میری برائی پیچھا نہیں چھوڑتی کاش مر گئی ہوتی تو اس عذاب سے نجات تو پا جاتی

میجر باقر خان چندر نگر جاتے وقت کہہ گئے تھے کہ تمہیں کا ارادہ اسٹیفن کے قتل کر دینے کا ہے مجھ سے کہہ گئے تھے کہ اپنے پیارے کو اطلاع دے دینا وہ بیچارے تو مجھ پر ہمیشہ مہربانی کرتے آئے اپنے ماتحت داروغہ کو تاکید کر گئے ہیں کہ آپ ہی کی حفاظت نگہداشت کرنا دیکھیں اب آسمان کیا گل کھلاتا ہے۔ کیا جانے میری تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ اسٹیفن کے دل کا غبار ابھی تک نہیں مٹا۔ باتوں سے پایا جاتا ہے انکا دل کدورتوں سے صاف نہیں ہوا۔ انکی بدگمانیاں خدا جانے کیونکر رفع ہوں گی۔ اسی غم میں میری نیند حرام ہو گئی۔ خورد و نوش ترک ہو گیا۔ دن رات اسی فکر میں گھلی جاتی ہوں۔ ہائے کس طرح میں اپنے قلب مضطر کی بے چینیاں دکھاؤں۔ کاش دل کی کیفیت دکھانے کی قابل ہوتی تو شاید راہ راست پر آجاتے۔ اور وہ سمجھ جاتے واقعی روز بے جرم ہے اسکی کوئی خطا نہیں۔ لیکن قسمت کو کیا کروں خدا تعالیٰ نے پیشانی پر لکھا ہی یہی ہے۔

مس روز انھیں خیالات میں ڈوبی ہوئی ڈرتی کانپتی مسٹر اسٹیفن کے پاس پہونچی۔ اسٹیفن ایک گوشہ میں کرسی ڈالے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور خدا جانے کیا سوچ رہے تھے مس روز کا آنا تک انھیں معلوم نہوا۔ روز نے دیکھا اُنکے ہاتھ میں کوئی تصویر ہے وہ کس کی تصویر تھی۔ آئی حسرت نصیب مس روز کی تصویر تھی جسکی زلف گرہ گیر میں ابھی تک انکا دل اُلجھا ہوا تھا۔

آہ عجیب وقت تھا ادھر مس روز شکوہ و شکایت کا دفتر لیے پاس کھڑی تھی منہ سے زبان سے کچھ نہیں کہتی اور ادھر اسٹیفن کو اسکے آنے کی خبر نہیں۔ بیخودی سے

سکوت کی مہر زبان پر لگی [illegible] سوریہ ہاتھ میں ہے۔ ریوڑ کی سی چھائی ہوئی ہے۔
ٹپ ٹپ آنسو گر رہے [illegible] ہے۔

مسز روبرٹ [illegible] اتنا [illegible] ہے خدا جانے کس خیال میں [illegible]
ایسا ہو میرے آنے [illegible] دل میں کچھ اور شک سا ہو جائے۔ مسز روبرٹ آہستہ آہستہ پچھلے
پاؤں اور قدم اٹھاتی [illegible] باہر نکل آئی۔ اور قریب تمام ملاقات کی اور اسے ہاتھ جوڑ کر
[illegible]

"آپ کہاں جا رہے ہیں"
اسٹیفن — [illegible] ذرا [illegible]
روبرٹ — [illegible]
اسٹیفن — [illegible]
روبرٹ — [illegible] جانا [illegible] سے جائیگا۔
اسٹیفن — [illegible]۔
روبرٹ — [illegible] اور دشمنوں کی جان [illegible]
اسٹیفن — [illegible] ہوگا۔
روبرٹ — [illegible] میرا بھائی [illegible] آپ کے [illegible] کا
[illegible]
اسٹیفن — [illegible] کیا بگاڑا ہے کیوں میری جان لے گا۔
[illegible] اور کی باتوں [illegible] مگر اسکا
[illegible] اس کی زبان [illegible] کہتی ہوئی
اپنے کمرے میں واپس ہوئی۔
ابھی [illegible] کہ اس کی کمرے سے آ کے ایک خط دیا۔ اس میں
لکھا تھا۔

تمہاری مس [illegible]
مکان کے [illegible] مس [illegible] اور [illegible] میں ہوا
کرتی تھیں [illegible] گرم

کپڑا پہن کر باغ میں جانے کے لیے باہر نکلی۔

راستے میں سٹیفن سے ملاقات ہوئی۔ وہ گھر پلٹ رہے تھے۔ مس روز جس وقت پائین باغ میں پہونچی ہے آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ سامنے درختوں کے نیچے تاریکی میں ہیملٹن کے ایک شخص کھڑا ہوا دکھائی دیا۔ یہ جیمس تھا۔ اسے دیکھتے ہی مس روز کے بدن میں آگ لگ گئی وہ سمجھ گئی یہ حضرت اسی حملہ آور کا بھیجا ہوا ہے۔ اسی نے پہلے سے مجھے یہاں بلا بھیجا۔ مس روز اس سے کچھ نہ بولی۔ چاہا مکان پر واپس جائے جیمس لپکا اور راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ روز منافرت کی نگاہ ڈالکر بولی۔

کمینے۔ بے حیا۔ راستہ چھوڑ۔

جیمس۔ (روز کی باتوں پر دھیان نہ دیتے ہوئے) جان من میری ایک بات سنو تمہارے حسن کا فدائی ہوں۔ تمہارے لیے کیا جانے کیا کیا پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں۔ پیاری ایکدفعہ تو پوچھ لو۔ اس قلب کا کیا حال ہے۔ بتاؤ تم مجھے پیار کرو گی یا نہیں۔

روز۔ اس زندگی میں تو تجھے منہ لگا نہیں سکتی۔ جا اپنی راہ لگ۔

جیمس۔ نہیں روز اسقدر بے مروتی تمہیں زیبا نہیں۔ خدا کے لیے تیغ ابرو کے کشتہ پر ترس کھاؤ۔ اور مجھے اس جانکنی کے عذاب سے نجات دلواؤ۔ جسکو میں جھیلتے جھیلتے اس زندگی سے تنگ آ گیا ہوں۔

روز نے پھر اسکی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری راہ سے کترا کر گھر پلٹ آئی۔ ادھر جیمس حسرت کے لہجے میں تیوری چڑھا کر بولا۔

"اچھا جاؤ۔ لاؤ کسی کا ستانا اچھا نہیں۔ میں سمجھ گیا اسٹیفن کے بجائے میرا کوئی اور رقیب پیدا ہو گیا ہے وہ بھی تیرے ساتھ کے پیچھے بہت ہاتھ پاؤں پھیلا رہا ہے۔ اسکو جب تک جسم کی ہوا نہ کھلا لونگا تو نہ مانے گی۔ یاد رکھ میرا ستانا بالآخر تیرے حق میں اچھا ہو گا۔

روز کچھ ہی آگے بڑھی تھی کہ ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر مسٹر اسٹیفن سامنے آ گئے۔ انکے جسم میں بھی طیش و غضب کا ایک تھرتھرا کانپ رہا تھا۔

آہ جب زمانے کی ناسازگاری سخت ناساعد فلک کجرفتار کی طرح دشمن ہو کر کسی کے پیچھے پڑ جاتی ہے تو ہر طرف سے ہولناک ہی صورتیں سامنے آتی ہیں۔ سرگشتہ قسمت روز کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بیچاری اسوقت ادھر ادھر آنکھ اٹھا کر دیکھ رہی تھی اس نے بی بی پکا لیا

نظر آتی ہے۔ اس بیچاری کو ایک گھڑی بھی ایسی نصیب نہیں ہوئی کہ یہ اپنے نازونعم کے پالے ہوئے دل کو اپنے پہلو میں سے رخصت ہوتے دیکھتی۔ جیسی کی باتیں اسٹیفن نے صرور سنی ہونگی۔ یہ میری حالت سے اور بھی شکوک ہو گئے ہونگے۔ ہائے میں کس طرح کہوں کہ جیسی مجھ پر اتہام لگا رہا ہے وہ جھوٹا ہے۔ مجھے بدنام کرنا چاہتا ہے۔ جس سے میں ان کی آنکھوں میں سبک ہو جاؤں۔

اسٹیفن نے روز کو آتے دیکھ کر تحمل کے ساتھ پوچھا۔
کہاں گئی تھیں۔ کیا اپنے آشنا سے ملنے گئی تھیں۔؟

ان وحشت بڑھانے والے جملوں سے روز پر سناٹا سا چھا گیا۔ دل پر کاری چوٹ لگی۔ گویا کسی نے پتھر مار دیا۔ اشتعال طبع سے گو کسی قدر رہی آئی۔ طبیعت نے بدمزگی اختیار کی۔ قلب سے دماغ تک اٹھنے والے بخارات غیرت کے مارے پانی ہو کر آنکھوں سے آنسوؤں کی طرح ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ اسٹیفن نے روز کی اس حالت پر بھی دھیان نہ دیا اور بغیر کسی جواب کے پائے وہاں سے لمبے لمبے ڈگ رکھتا ہوا چل دیا۔ روز بھی گھبرائی ہوئی اپنے مکان پر واپس آئی۔

اور آج سے پھر اسٹیفن کی صورت دیکھنا نصیب ہوئی۔ کیونکہ چند دن بعد روز نے اخبار میں پڑھا کہ ریگیڈ سرجن اسٹیفن ہندوستان کا کام چھوڑ کر انگلینڈ روانہ ہو گئے۔

خاتمہ

چندر نگر کی فرانسیسی عدالت میں مشہور قزاق رابرٹ میکیر کے مقدمہ کی بحث ہوئی فیصلے کے دن اُس نے خود اپنی زبان سے اپنے قصوروں کا اعتراف کیا۔ گارڈن اور روز کے زوردینے اور خصوصاً میجر باقر خان کی انتہائی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ رابرٹ میکیر کو بجائے پھانسی کے جلاوطنی کی سزا ہوئی۔ اور وہ قید کی حالت میں امریکہ میں سنیٹ ہلینا جزیرے کو بھیج دیا گیا۔

وہاں میکیر تیس ۳۰ سال تک حیات رہا۔ وہاں بھی اُس کے ہاتھ سے دو بار قتل کے ایسے پیش آئے جس کے عوض میں اُسے دو دو تین تین ۳ سال کی قید سخت برداشت کرنا پڑی وہاں اسکا نام میکیر کے بجائے فادر اینڈ سنڈ پڑا۔ ان سزاؤں کے بھگتنے کے بعد

اُسے درگاہ باڑی میں قید کی اور وہ ہمارا استبداد میں بہ حیثیت گرفتار رہنگا۔ خوبی قسمت
سے جیسے ہی پیہا کے گڑھ کا باڑی نکوہ لال کی مار و ہاتھی کی سرحد پر پہنچا اپنے سر کرلی اسے
اُسے چھٹے پہاڑ کے ہاتھ مار سے مقابلہ نفس کی اور ریتا اور کشتی لگے۔ آ ملکی مکمل کٹ
اس کے بڑی بڑی کشتیوں پر رہا ہے صدوق دستوں سے پڑھی جاتی ہیں۔ بڑی بڑی
لائبریریوں میں آج تک وہ یادگار علمی رکھی ہیں جو ان کے آثار ہیں۔

کانپور میں عبداللہ کا وہ امور اعدا سے آدمیوں کو پھانسی کی سزا ہوئی علاوہ اس کے
اور بہت سے باغی فسادیوں کو ایسی ایسی سزائیں اعمال کو پہنچا دیے گئے بہت سوں کو ان میں
پھانسی دی گئی اور بعض کو عمر قید کی سزا تجویز ہوئی۔

جیسی بھی باغی کمانڈر کی گرفتاری کے لئے سرکار نے انعام کیا ہے کہ کون اس کی کھال اُس سکا
کون یہ بتلائے گا۔

کارڈل اپنے کاروبار کا انتظام ان معتمد ملازموں کے ہاتھوں میں سپرد کر کے لندن
چلے گئے۔ دورے [illegible] سالگرہ کی [illegible] یادداری اور [illegible] کی رہائی میں وقف
کردی۔ ایسٹ سے اور آخر سے ملاقات ہوئی یا نہیں۔ اس کی خبر نہیں۔

کیتھی یا بابکر [illegible] لیکن اصلی [illegible] باتا اور
جگدیش پور کے راجہ کنور سنگھ اور امر سنگھ [illegible] یہ رسالہ [illegible] اور جاسوس نے بتایا
تانتیا ٹوپی کے بارے میں [illegible] لڑائی کی امداد کے لئے
آرہے ہیں جنرل ہیولاک نے پیش قدمی شروع کی [illegible] اور انہیں شکست دے کر
جنگلوں میں بھگا دیا۔ اس کے بعد پتہ نہیں کہاں گئے اور کیا حشر ہوا۔

میجر باقر خان رسالدار کو انگریزی سرکار سے وفاداری کے عوض میں کئی ایک جاگیریں
عطا ہوئیں۔ خطاب اور تمغے عطا ہوئے۔ [illegible] انگریزی گورنمنٹ کی
ماتحتی میں جاسوسی کا کام کرنے لگے اور [illegible] جاسوسی [illegible] گورنمنٹ
کے وفادار اور جان نثار کہلانے لگے۔ اور سرکاری [illegible] عزت کی نگاہ
سے دیکھے گئے۔

انہیں دنوں لندن ولایتی اخبارات [illegible] ظاہر [illegible]
ظاہر کی جا رہی تھی [illegible] ولایت [illegible] عام [illegible]

شروع ہو گیا [illegible] ہوں [illegible] [illegible] ہو تے تو شاید فساد کی
آگ [illegible] استقدر [illegible]

[illegible] [illegible] انگریز [illegible] ایسٹ انڈیا
کمپنی کو [illegible] کی [illegible] [illegible] کر دیا گیا [illegible] اور یکم نومبر ۱۸۵۹ء کو حضور
ملکہ معظمہ وکٹوریہ کا [illegible] اعلان [illegible] جو [illegible] تاریخ ہند [illegible] کی نقل ناظرین
کی دلچسپی کے لیے درج کی جاتی ہے۔

اس اعلان نے ملک [illegible] اور رعایا پر [illegible] اثر کیا۔ مذہبی آزادی اور مساوات
کے اعلان کے علاوہ [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible] کا حق عطا کیا کہ
افسران [illegible] کے لیے ایسا گویا [illegible] [illegible]

فرمان ملکۂ معظمہ قیصر ہند



درین روزها بسمع مبارک نواب معلی القاب لفتننت گورنر بهادر بنگال چنان
رسیده که بعضی اشخاص از راه تعصب و نادانی محض برای حیرانی و پریشانی جمهور خلائق
چند سخنان بی اصل و نالائق متعلق بمذهب و ملت و رسم و طریقت هنود و مسلمانان چنان
مشهور و اعلان کرده اند که باستماع خطرات بر خطر و بدل مردمان جا کرده جناب نواب
لفتننت گورنر بهادر را بسیار حیرت و حسرت است که سکنه این ملک حقیقت حال را
دریافت نکرده صرف بافساد مفسدان چرا خود را زیر بار تشویش میکنند لاجرم بذریعه اشتهار عام
حقیقت نفس الامری افتراعات که بگوش حقیقت نیوش نواب ممتنع الیه در آمده مشتهر کرده
می شود تا کافه انام بحقیقت حال وا رسند و بیقین معلوم نمایند که سرکار بهادر را نوعی دخل در
ملت و مذهب و طریق و رسم و راه رعایا مداخلت و مزاحمت نیست و آینده را نیز نخواهد بود
بلکه حفاظت جان و مال و عزت و حرمت ایشان پیش نهاد است و مساعی جمیله درین باب
بکار آورده آمدنی است ۔

اول اینکه بعضی پادریان کلکته بطریق طریقه و وظیفه معمولی خود افراد سوال در باره مذهب و
بطریق مناظره و مباحثه چاپ کرده ملفوف لفافها عموماً پیش هندوستان فرستاده و آنها
از غلط فهمی خود انگاشتند که آنچنان مضامین باشاره سرکار ابد پائدار بظهور رسیده حالانکه
سرکار بهادر را ازان هیچگونه اطلاعی و آگاهی نیست و نیز هرگز و هرآئینه شان سرکار عالی
اقتدار چنان نبوده که ترغیب و تحریص کسی از رعایا بسوی ملت و دین خود فرماید بلکه بر
که رعایای این ملک هر قسم مردم اند و ملت و مذهب و کیش و آئین جداگانه میدارند و همه
ایشان تحت رتبه اقتدار سرکار والا اقتدار است و نظر لطف و کرم بر حال آنها مساوی و یکسان
است باوجود اقتدار دولت سلطنت سرکار ابد پائدار هیچ وقتی مزاحمت و تعرض کسی نه

ملت گرامی اہل اسلام و دیگر مذہب بعمل نیامده و پادری صاحبان این قسم امور را
از طرف خود اجرا می کنند و انهم گویا امور رسمیات معمولی شان است چنانکه مسلمانان
و یہودان در مساجد و معابد وعظ و نصائح می کنند و اظهار و ابراز امورات شرعی در ترغیب
طاعت و اجتناب از نواهی می سازند و اگر تامل کرده شود صاف واضح شود که این
معنی یکے بود امرے جدید نیست بلکه طریق مناظره و مباحثه درمیان علمای مختلف المذاهب
همواره جاری است و از هیچ امورات سرکار بهادر را هیچ علاقه نیست۔

دوم اینکه در بعض اخبار اخبار کرده و در عوام نیز شهرت یافته است که بالفعل
از طرف سرکار آنجناب قوانین جاری شده است که از آن رسم تعزیه داری و مراسم
و پرده نشینی زنان شرفا وغیره احکامات شرع و شاستر را [illegible] یکسر موقوف گردد حالانکه
اینهم غلط است و افترا۔ محض سرکار بهادر را در راه و رسم و کیش و مذهب گرامی کسی دست
اندازی منظور نیست بلکه اینهمی برخلاف طریقه رعیت پروری که شیوه مرضیه سرکار بهادر
است بوده است۔

سوم اینکه صاحب سپرنٹنڈنٹ جیلخانه بعضے اضلاع بلا اطلاع و واقفیت سرکار
والا اقتدار حکم سپیده گرفتن ظروف اکل و شرب از هندوان عیال و تصور تفرقه و امتیاز
در مصائب قید در احاطه خانه صادر کرده بود لیکن سرکار بهادر را معلوم گردید که این
امر نقصانے است در مذهب آنان و از اعلی حضرت جهانبان آنجناب حکم صادر گردید علی
الفور باید که سرتی حکم محکم موقوفی آن صادر گشت۔

چهارم اینکه بسمع معدلت مجتمع در آمد که بعضے این مملکت بنائے اسکول و اسباب
علوم و تحصیل فنون و ترویج زبان انگریزی را اسباب تبدیل ملت و تخریب بنائے دین و
مذہب پندارد و از نیجا ست که بعضے از مردمان در تحصیل علم و تکمیل فنون تعلل و تهاون
می کنند و بعض اشخاص بفرستادن اطفال در اسکول مضایقه می دارند ظاهراً منشائے آن
جز نافهمی و بیدانشی نیست و الاصل این است که هرگاه بحضور سرکار والا اقتدار متحقق
گردید که رعایاے این مملکت بسبب بے علمی و بے هنری از طریقه کسب معاش
چنان بے خبر اند که اوقات گذاری خود با راحت و آسایش متعذر یافته لاجرم بحکم
والاے جناب ملکه انگلستان که از راه تفضلات خسروانه صدور یافته براے تعلیم

سؤال سوم

تربیت آنها [illegible] تمام [illegible] الکلام [illegible] اصلاح [illegible] مدارس اسکول
و کالج [illegible] سال [illegible] هندوستانی
[illegible] طریقه [illegible] علوم و [illegible]
انگریزی وغیره [illegible] شد [illegible] از [illegible]
به تحصیل علوم و [illegible] حصول [illegible]
و [illegible]

عمومی [illegible] تحصیل علوم [illegible]
[illegible] عقل [illegible] تمام [illegible]
[illegible]
[illegible] آسایش و آرام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انگریزی [illegible]
[illegible] تجربه [illegible] اعتراضات [illegible]
زبان [illegible] زبان [illegible]
جاری [illegible] انگریزی [illegible]
[illegible]

[illegible]
دیده [illegible] این ملک [illegible]
طریق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

محاصرۂ پیرس — قیصر جرمن کی پولیٹکل چالیں۔ پیرس کا زبردست محاصرہ اہل ملک کا انداز مدافعت ملکی اور قومی محبت کی جھلک۔ غنیم محصورین کے حملے جنگ یورپ کے تاریخی حالات۔ جدید آلات جنگ کا استعمال۔ پیرس کی بربادی۔ تاریخ کی تاریخ قصہ کا قصہ۔ ایک حسین معشوقہ کا جذبۂ وطن پرستی اور اسکے نتائج بہت ہی دل آویز پیرایہ میں لکھے گئے

عروس مصر — جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر کے ایک ناول کا ترجمہ سید ظہور احمد ندوی کے قلم سے بہت دلچسپ۔ زبان میں دلکشی انداز بیان حیرت انگیز۔ تاریخی واقعات کا انکشاف۔ مصر وغیرہ مقامات کے عیسائیوں اور مسلمانوں کی صدہا سال کی اہل مصر کا طریق تمدن مصر کی حالت عیسائیوں اور مسلمانوں کا ربط و ضبط یہ ایک صحیح ناول ہے

حیرت انگیز شہر — بہتر ہوتا کہ اس کا نام حیرت انگیز ناول ہوتا کیونکہ اسکے واقعات دراصل عجیب عجیب ہیں ایک نظر ڈالکر دیکھیے کہ اسمیں کیا ہے۔ زبان اردوئے معلی کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اصلاح معیشت اور اصلاح معاشرت میں اس کتاب سے قابل قدر مدد ملے گی۔ لکھائی چھپائی نفیس قیمت ۶/

شراب و فیشن — فیشن پرستی کے نتائج۔ ایک نوجوان کی تباہی۔ اغیار کے طرز معاشرت کی تقلید اور اسکا خمیازہ۔ موجودہ تعلیم اور تجارت کا [illegible] اکل حلال کی فضیلت قصہ مختصر یہ کہ اسمیں بہت سے قیمتی مشورے درج ہیں قیمت ۸/

جنگ کربلا — کربلا کے دلدوز واقعات ناول کے پیرایہ میں جرجی زیدان کے ایک تاریخی ناول سے ترجمہ جس کو سید ظہور احمد صاحب نے بڑی عرق ریزی سے کیا ہے تقریباً ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے

[illegible] کے ایک [illegible] ناول کا ترجمہ [illegible] تھانوی کے قلم سے

مکرمی! تسلیم۔ اگر آپ کو کتابیں پڑھنے سے دلچسپی ہو تو ایک بار ہمارے کتاب گھر کی فہرست منگا کر دیکھئے کہ کیسی کیسی کتابیں ہمارے اسٹاک میں موجود رہتی ہیں اور کیسی بازار سے قیمت پر ہم فروخت کرتے ہیں ہمارا اصول یہ نہیں ہے کہ جس قیمت پر جس سے سودا پٹ جائے بلکہ ہم سب گاہکوں سے یکساں قیمت لیتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں کہ جو کم سے کم قیمت کسی کتاب کی ہم مقرر کر لیتے ہیں اسکی خاص طور پر پابندی کرتے ہیں۔ کم سے کم ایک بار ہم سے معاملہ کر کے دیکھئے۔ ابھی آج ہی فہرست طلب فرمائیے مفت ارسال ہوگی البتہ پتہ صاف ہونا چاہیئے۔

مندرجہ ذیل کتب ہم سے بہت سستی مل سکتی ہیں

نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
مجموعہ کلام مظہری	جناب شیخ احمد صاحب مظہری ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس۔ پی کی چیدہ۔ دلچسپ اور مفید نظمیں	۲/
سانچی کے آثار قدیمہ	بھوپال کے قریب سانچی نامی مشہور تاریخی مقامات کے دلچسپ حالات باتصویر از اشتیاق [illegible]	۸/
بیوی کے فرائض	دل نشین پیرایہ میں عورت کو فرمان برداری سکھائی گئی ہے از سید [illegible] احمد ندوی	۴/
حب وطن	مولانا حالی مرحوم کی ایک مفید اور دلچسپ نظم بچوں کے لیے بہت مفید ہے	۱/
شرح دیوان غالب مکمل	دیوان غالب کی مکمل شرح جو حسب فرمائش [illegible] صدیق بک ڈپو طیار ہوئی ہے	—/
اسمائی خزانہ	ایک دلچسپ باتصویر قصہ بچوں کے لیے راشد تھانوی کے قلم سے	۱/
چھوٹا شہزادہ	ایک دلچسپ اور باتصویر قصہ چھوٹے بچوں کے لیے	۱/
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]